۱۰۰ سو تاریخی کہانیاں

روضہ مارکیٹ
[illegible]

Presented by www.ziaraat.com

نام کتاب	:	سو تاریخی کہانیاں
مصنف	:	مصطفیٰ زمانی وجدانی
ترجمہ	:	سید غضنفر علی رضوی
کتابت	:	حبیب ، وڈیری
تصحیح	:	محمد رضا مہدی
ہدیہ	:	۳۵ روپیہ

مقدمہ مؤلف

کتاب "نصیحتیں اور کہانیاں" کی چوتھی جلد قارئین کے سامنے آ رہی ہے۔ امید ہے کہ انشاء اللہ یہ کتاب بھی پہلی تین جلدوں کی مانند قارئین کو پسند آئے گی اور معاشرے کے لیے مفید ثابت ہوگی اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ پہلی جلد ایک ماہ میں تمام ہو گئی اور دوسری مرتبہ چھپوائی گئی۔ مجھے یقین ہے کہ وہ بھی قارئین کو پسند آئیں گی اور معاشرے کے لئے مفید ثابت ہوں گی۔ اس کتاب میں مختلف داستانیں بیان کی گئی ہیں جو اخلاقی، سیاسی، اجتماعی اور عقیدتی مسائل وغیرہ پر مشتمل ہیں اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ کتاب معاشرے کے لیے مفید ثابت ہوگی۔

یہ چھوٹی چھوٹی کہانیاں جن میں مسلمانوں کی تاریخ کے گراں بہا خزانے پوشیدہ ہیں جمہوری اسلامی کی برکت سے منظر عام پر آئی ہیں اور مختلف صورتوں میں لوگوں کے سامنے پیش ہوتی ہیں۔ اب جبکہ خداوند عالم کی توفیقات سے زمانہ رہبری ولی فقیہ نائب امام زمان حضرت امام خمینی ارواحنا فداہ، دشمنان اسلام کا تسلط ہمارے ملک (ایران) پر نہیں رہا اور اسلام کے حیات بخش مکتب کی ترویج کا موقع ملا ہے ضروری ہے کہ ہنرمند افراد مختلف طرق، ہنر و ادب سے تعلیم انسان ساز اسلام میں مشغول ہوں۔ یہ داستانیں پڑھنے کے لئے بھی ہیں اور عبرت کے لئے بھی۔ اسی طرح چاہیے کہ ان کو لوگوں میں بیان بھی کیا جائے۔ وغیرہ وغیرہ۔

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

(مصطفیٰ زمانی وجدانی)

Presented by www.ziaraat.com

عرض مترجم

بطفیل محمد و آل محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام، جہاد بالقلم کی مد میں یہ اولین کاوش ہے جو بشکل ترجمہ آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔ اس کتاب کی خوبیاں جو میرے سامنے ہیں ان کی اہمیت کا صحیح اندازہ عرض مترجم کی چند سطروں میں نہیں پیش کیا جا سکتا۔ ہمارے قارئین میں سے جو حضرات اس سے قبل اس کتاب کی دیگر جلدوں کا مطالعہ کر چکے ہیں انہیں بخوبی معلوم ہے کہ یہ کن خصوصیات کی حامل ہے۔ اور جن کے واسطے یہ اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے وہ اس کی خوبیوں سے بہرہ ور ہوں گے اور جو لوگ دینی معلومات سے کوئی گہری دلچسپی و وابستگی نہیں رکھتے وہ اس کی کتب سے اپنے آپ کو احساسات دین سے قریب تر کر سکتے ہیں اور عین ممکن ہے کہ یہ کتاب بہت سے افراد کے واسطے دین سے تقرب کا چشمہ سر آغاز قرار پائے اور وہ مذہبی کتابیں بھی پڑھنے کے عادی ہو جائیں۔ مذہبی کتابوں کے علاوہ آپ جو دوسری کتابیں پڑھتے ہیں اس کی وجہ دینی کتب میں خاطر خواہ مزہ یقیناً نہیں ملتا مگر آپ نے ان کتابوں کے پڑھنے کا ذوق و شوق بچپن سے یا ایک طولانی عرصے سے پیدا کر رکھا ہے۔ ان کتابوں کے پڑھنے کا جذبہ پیدا ہو کہ نہ ہو، مگر دینی ڈائجسٹ تو پڑھنا بہت ہی ضروری ہے۔ دین، دنیا سے بیزاری کا نام نہیں بلکہ دین کے ساتھ دنیا

عین مقصد اسلام ہے۔ آپ دین کا ستون ہیں۔ دین کو غریب مت تصور کیجئے۔ اور اب آخر کلام میں یہ عرض کر دوں کہ میری حوصلہ افزائی آپ کی توجہات پر مبنی ہوگی اور وہ محمد و آل محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کہ جن کے تصدق میں کائنات کی ہر شئے خلق ہوئی، ان کی خدمت میں ہدیہ ناچیز کس شمار و قطار میں، مگر ایسا بھی نہیں ہم نے ہر موقع پر انہیں جود و سخا کی انتہا کے پر حرف اول میں بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ چاہنے والوں کے ناچیز ہدیہ کو عظیم اور اپنی عظیم عطا کو بھی کم سمجھتے ہیں۔ خدایا زیست کی نفس آخر بھی انہیں توقعات پر تمام ہو۔

(آمین یا رب العالمین)

خادم سید غضنفر عباس رضوی
مقیم حوزہ علمیہ قم
جمہوری اسلامی ایران

Presented by www.ziaraat.com

۷۸۶

سبب طباعت

چونکہ مولائے متقیان غالب کل غالب مطلوب کل طالب حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی ولادت باسعادت کو باعتبار سنہ عیسوی چودہ سو سال پورے ہو رہے ہیں۔ اس لئے عالمی پیمانے پر علمی مقابلے، محافل مقاصدے وجشن مسرت کے اہتمامات اعلیٰ پیمانے پر کئے جا رہے ہیں چنانچہ ہمارے آبائی وطن جلال پور میں ۱۲، ۱۶، ۱۹ ار جنوری سنہ ۲۰۰۰ء کو یادگار جشن مولائے دو جہاں نقش قلوب مومنین ہو جانے کے بعد تا ابد قائم رہنے والی تحریر سے زینت قرطاس کرنے کا شرف ادارہ میثم تمارؒ بہرائچ حاصل کر رہا ہے۔ یہ تحریر اب تک کی تمام کتب سے نرالی شان و شوکت کے علاوہ ہر سن و سال مرد و عورت کے ذہنوں پر بار نہ ہوتے ہوئے بھی اصلاح نفس و معاشرہ و ذوق کتب بینی کا بہترین پیغامبر ثابت ہوگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

الاقل غلام الثقلین ممتاز
الافاضل واعظ مدیر
حوزہ علمیہ الامام الصادق کریم پور جلال پور

بیادگار چہاردہ صد سالہ ولادت باسعادت مولائے متقیان علی ابن ابیطالب علیہ السلام

ناشر

ادارۂ میثم تمارؒ بہرائچ۔ یو۔پی انڈیا

فہرست

نمبر شمار	داستان	صفحہ نمبر	نمبر شمار	داستان	صفحہ نمبر
۱	سخاوت کا انجام	۱۱	۱۸	صدقہ آسمانی بلا کو ٹالتا ہے	۳۳
۲	امام حسینؑ کی سخاوت	۱۲	۱۹	صدقہ سے تمام نحوستیں دفع ہو جاتی ہیں	۳۶
۳	سخی ترین شخص	۱۲			
۴	امام موسیٰ بن جعفرؑ اور عبید نور دز	۱۳	۲۰	صدقہ اور انفاق میں جتانا نہیں چاہیئے	۳۷
۵	بخیل سے ہر شخص عاجز ہوتا ہے	۱۵	۲۱	کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے؟	۳۹
۶	بخیل کی دولت بھی وبال جان ہے	۱۶	۲۲	لوگوں کی گذارشات کیسے قبول کی جائیں	۴۰
۷	کس مومن کی تعریف کی جانا چاہیئے۔	۱۹			
۸	نیک فال	۲۰	۲۳	امام زین العابدینؑ اور حبابہ کی بیٹی	۴۲
۹	ستمگاروں کی ہمراہی	۲۱	۲۴	صدقہ دینے سے رزق زیادہ ہوتا ہے	۴۳
۱۰	ظالم سے درخواست کا نتیجہ	۲۲	۲۵	سفر جنت	۴۳
۱۱	ستمگروں کے ساتھ	۲۳	۲۶	اس دعا میں تعجب خیز اثر تھا	۴۴
۱۲	ظلم دیمک کی مانند ہے گی	۲۵	۲۷	دعا کیوں دیر میں قبول ہوتی ہے؟	۴۷
۱۳	صاحبان قدرت	۲۶	۲۸	دعا قبول کیوں نہیں ہوتی؟	۵۰
۱۴	انہیں امام کی طرف سے اجازت تھی	۲۸	۲۹	چشمہ بہشتی	۵۱
۱۵	کیا مومن کے علاوہ کسی کو صدقہ دے سکتے ہیں؟	۲۹	۳۰	سلمان فارسیؓ کس چیز سے ڈرتے تھے؟	۵۳
۱۶	صدقہ اور انفاق مال حلال سے ہونا چاہیئے	۳۱	۳۱	امام حسن مجتبیٰؑ کیوں روتے تھے؟	۵۵
			۳۲	حقیقی خوف گناہ سے روکتا ہے	۵۵
۱۷	صدقہ دیکر اپنے مال کی حفاظت کرو	۳۳	۳۳	کیا خوف اچھا ہوتا ہے؟	۵۷

Presented by www.ziaraat.com

نمبر شمار	داستان	صفحہ نمبر	نمبر شمار	داستان	صفحہ نمبر
۳۴	حضرت علیؑ کی راتیں کیسی گزرتی تھیں؟	۵۸	۵۳	انہوں نے کس طرح قیام کیا؟	۸۸
۳۵	ہمیں اس دن کے لئے کیا کرنا چاہیئے	۶۰	۵۴	اس نے قرآن کی تفسیر میں کیا کیا دیکھا؟	۹۰
۳۶	رحمت خداوندی	۶۲	۵۵	مسلمان استقامت رکھتے ہیں	۹۳
۳۷	محبت خدا گناہگاروں کے لئے بھی حاصل ہے	۶۴	۵۶	ابو دجانہ کی استقامت	۹۵
۳۸	بشر حافی کی توبہ	۶۵	۵۷	ایک مسلمان خاندان کی استقامت	۹۶
۳۹	مشہور داستان	۶۶	۵۸	استاد ابوالحجاج کون تھے؟	۹۷
۴۰	حقیقی توبہ	۶۷	۵۹	مسلمان کو مستقل مزاج ہونا چاہیئے۔	۱۰۰
۴۱	ایک اور نمونہ	۷۰			
۴۲	مایوس نہ ہو	۷۱	۶۰	اس میں اتنی طاقت تھی	۱۰۱
۴۳	ہر گناہ کے لئے تعیین توبہ ہے	۷۳	۶۱	سخن چین توبہ کرتا ہے	۱۰۳
۴۴	قرآن مجید سے ایک واقعہ	۷۴	۶۲	قیامت میں غیبت کی سزا	۱۰۴
۴۵	بیس ہزار درہم	۷۷	۶۳	ہم اپنے بھائی کا گوشت کھاتے ہیں	۱۰۵
۴۶	سختیں حرمی اور توسل بھی	۷۸	۶۴	اس نے غیبت کرنے والے کو سزا دی	۱۰۶
۴۷	عالم مغرور کا نقصان	۷۹			
۴۸	اس نے امام کی نقل کی	۸۱	۶۵	خدا کے علاوہ کسی پر بھروسہ نہ کرو	۱۰۸
۴۹	دوستی اہل بیتؑ	۸۲			
۵۰	شیعہ کون ہے	۸۳	۶۶	آپ مصیبت کے وقت کس سے پناہ مانگنی چاہیئے؟	۱۱۰
۵۱	ایک اور نمونہ	۸۵			
۵۲	نعمت واقعی کیا ہے؟	۸۶	۶۷	ہمیں خدا ہی سے مانگنی چاہیئے	۱۱۲

نمبر شمار	داستان	صفحہ نمبر	نمبر شمار	داستان	صفحہ نمبر
۶۸	حضرت دانیالؑ نے تجربہ میں کیا دیکھا؟	۱۱۴	۸۵	حضرت آدمؑ جنتیوں کے سامنے	۱۳۱
۶۹	طلب بھی اور توکل بھی	۱۱۶	۸۶	جناب موسیٰؑ اور شیطان کی گفتگو	۱۳۲
۷۰	جو لوگ خدا پر بھروسہ کرتے ہیں	۱۱۷			
۷۱	عمل میں خلوص	۱۱۸	۸۷	یتیم کی سرپرستی کا اجر عظیم	۱۳۳
۷۲	عمل خالص کا اثر	۱۱۹	۸۸	اخلاق پیغمبرؐ	۱۳۴
۷۳	خلوص کے مطابق بدلہ	۱۲۰	۸۹	پیغمبر اسلامؐ کی بہترین ملاقات	۱۳۴
۷۴	ایک مخلص اور ظریف طفیلی	۱۲۱	۹۰	بیمار کی عیادت اور اس کی دعا	۱۳۵
۷۵	علیؑ نماز کی حالت میں	۱۲۲	۹۱	مجاہدین اسلام کی حمایت	۱۳۶
۷۶	نماز کی اہمیت	۱۲۳	۹۲	ابوطالبؑ کا ایک مسلمان سے دفاع	۱۳۸
۷۷	سفیان کا زہد	۱۲۴	۹۳	قرآن کا جواب لانے کی کوشش	۱۳۹
۷۸	حضرت علیؑ کی دوسری داستان	۱۲۵	۹۴	ماموریت میں سعادت کا انعقاد	۱۴۰
۷۹	شیخ مرتضیٰ انصاریؒ کیسے آدمی تھے؟	۱۲۵	۹۵	عجیب جواب	۱۴۱
۸۰	سچ بولنے والا گناہوں سے محفوظ رہتا ہے	۱۲۶	۹۶	فلسفہ بعثت پیغمبرؐ	۱۴۲
			۹۷	خدا توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے	۱۴۳
۸۱	لاوارث بچی	۱۲۷			
۸۲	ہارون اور بہلول کی گفتگو	۱۲۸	۹۸	دعا کے لئے مقدس جگہ	۱۴۴
۸۳	ماں کا بیٹے پر حق عظیم	۱۳۰	۹۹	جنت میں حضرت عباسؑ کی منزلت	۱۴۵
۸۴	مکتب پیغمبرؐ میں زہد و پارسائی	۱۳۰	۱۰۰	حق کے اعتراف نے ذرات میں وحدت	۱۴۶

Presented by www.ziaraat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۔ سخاوت کا انجام

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یمن سے کچھ لوگ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔ ان میں سے ایک شخص آنحضرتؐ سے نہایت تند لہجے میں بیہودہ گفتگو کر رہا تھا۔ پیغمبر اکرمؐ اس کی اس گفتگو سے بہت رنجیدہ ہوئے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ اقدس پر غصے کے آثار نمودار ہونے لگے۔ آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ آپؐ نے اپنا سر جھکا لیا اور زمین کی طرف دیکھنے لگے۔ اس وقت حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور عرض کی کہ آپ کا پروردگار آپؐ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ "یہ شخص سخی ہے اور لوگوں کو کھانا کھلاتا ہے۔" یہ سنتے ہی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غصہ ختم ہو گیا آپؐ نے اپنا سر بلند کیا اور آدمی سے فرمایا، اگر جبرئیلؑ میرے پروردگار کی جانب سے مجھے یہ خبر نہ دیتے کہ تو مرد سخی ہے اور تو لوگوں کو کھانا کھلاتا ہے۔ تو میں تجھے یہاں سے اس طرح نکالتا کہ تیری داستان ہر خاص و عام کے لئے داستانِ عبرت بن جاتی۔ اس یمنی شخص نے عرض کیا کہ کیا آپ کا پروردگار سخاوت کو دوست رکھتا ہے؟ آپؐ

Presented by www.ziaraat.com

نے جواب میں فرمایا۔ "ہاں" اس یمنی نے اسی وقت کلمہ پڑھا اور شہادت دی کہ بے شک سوائے پروردگار کے کوئی خدا نہیں اور آپ اس کے رسول برحق ہیں اس خدا کی قسم جس نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے میں نے اپنے مال سے آج تک کسی کو مایوس اور نا امید واپس نہیں کیا (فروع کافی جزو چہارم ص ۳۹)

۲- امام حسینؑ کی سخاوت

عمرو بن دینار روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسینؑ علیہ السلام زید بن اسامہ کی عیادت کے لئے گئے۔ دیکھا کہ زید حالت مرض میں نہایت غم و اندوہ کا شکار ہیں۔ امام علیہ السلام نے سبب پوچھتے ہوئے فرمایا۔ اے بھائی تم کیوں اتنا پریشان ہو۔ حضرت زید نے عرض کی کہ میں ساٹھ ہزار درہم کا مقروض ہوں۔ امامؑ نے فرمایا میں تمہارا قرض ادا کروں گا۔ حضرت زید نے عرض کی، تو ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں مر جاؤں اور قرض ادا نہ ہو سکے۔ امامؑ نے فرمایا انشاءاللہ جب تک تمہارا قرض ادا نہ ہو گا تم نہیں مرو گے۔ اور امامؑ نے حضرت زید کی موت سے قبل ان کا قرض ادا کر دیا۔ آپؑ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ بادشاہوں کی بدترین صفات یہ ہیں کہ دشمنوں سے ڈریں بے سہارا لوگوں اور ناداروں پر رحم نہ کریں اور عطا و بخشش کے وقت بخل سے کام لیں۔

۳- سخی ترین شخص

ایک مرتبہ ایک اعرابی مدینہ پہنچا اور پوچھا کہ مدینہ میں سخی کون ہے۔ لوگوں نے امام حسین علیہ السلام کے بارے میں اسے بتایا اور اس اعرابی کو آپ کی خدمت اقدس میں پہنچا دیا۔ اعرابی جب مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ امام علیہ السلام نماز

ادا فرما رہے ہیں۔ وہ اعرابی وہیں پر رک گیا اور یہ شعر پڑھنے لگا: جس نے آپ سے اپنی امیدیں وابستہ کیں اور آپ کے زنجیر در کو بخشش کی امید سے کھٹکھٹایا وہ آج تک نا امید نہیں ہوا۔ آپ سخی ترین شخص اور بیماروں کے ماویٰ اور ملجا ہیں آپ کے والد محترم فاسقوں کو داخل جہنم کرنے والے ہیں۔ اگر آپ کے والد ماجد اور جد امجد نہ ہوتے تو ہمیں جہنم سے کسی طرح نجات نہ ملتی۔

حضرت سیدالشہداء نے نماز تمام کی اور جناب قنبر سے فرمایا کہ مال حجاز میں سے کچھ باقی بچا ہے؟ جناب قنبر نے عرض کی جی ہاں چار ہزار دینار باقی ہیں۔ امامؑ نے حکم دیا کہ جا کر لے آؤ۔ کہ ایک شخص کی قسمت کے وہ دینار تھے وہ آ گیا ہے۔ جب دینار لے آئے تو آپ نے اپنا پیراہن اتارا اور انہیں لپیٹ کر شرم و حیا کی وجہ سے دروازے کے پیچھے سے ہاتھ بڑھا کر اس کو دے دیئے اور یہ اشعار پڑھے

ترجمہ: میں تجھ سے معذرت خواہ ہوں۔ تو اس مقدار کو قبول کر لے میں تجھ سے اتنی محبت کرتا ہوں کہ اگر آئندہ مجھے کچھ دینے کا موقع ملا (شاید یہ حکومت و خلافت کے بارے میں کنایہ ہے) تو تجھے اور بھی دوں گا یعنی تیرے لئے ثروت کی کمی نہ ہوگی۔ اور آئندہ حال متغیر ہے۔ اور اس وقت میرا ہاتھ مال و اقتدار سے خالی ہے۔

اعرابی نے دینار لے لئے اور رونا شروع کر دیا۔ امامؑ نے فرمایا جو کچھ تم نے دیا ہے شاید وہ کم ہے۔ اعرابی نے کہا۔ نہیں مولاؑ۔ میں اس لئے رو رہا ہوں کہ آپ کے یہ سخی ترین ہاتھ زمین میں کس طرح چھپ سکتے ہیں۔

(مناقب شہر آشوب ص ۶۵، ج ۴)

شعیب بن عبدالرحمن نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام کو سپرد خاک کیا گیا تو آپ کی پشت مبارک پر گھٹے پائے گئے۔ امام

Presented by www.ziaraat.com

زین العابدین علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ یہ نشان کیسے پڑے ہیں۔ تو آپؑ نے فرمایا کہ میرے بابا یتیموں، ناچاروں اور بیواؤں کے لئے روٹیاں اور کھجوریں اپنی پشت مبارک پر رکھ کر تقسیم کرنے کے لئے لے جاتے تھے، یہ اسی کے نشان ہیں۔

(مناقب شہر آشوب ج ۴ ص ۱۵۴)

۴۔ امام موسیٰؑ بن جعفرؑ اور عید نوروز

ارباب تاریخ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ منصور دوانیقی نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کہا کہ عید نوروز کی مناسبت سے دربار لگے گا۔ آپ بھی دربار میں تشریف لائیے گا، اور جو بھی ہدیہ آئے وہ قبول کریں۔ امام نے انکار کرتے ہوئے فرمایا میں نے اپنے جد امجد جناب رسول خداؐ سے سنا ہے اس کے بارے میں اس کے متعلق روایات میں بھی دیکھا ہے مگر کہیں کچھ نہ پایا۔ یہ رسومات صرف فارس "ایرانی" والوں کے لئے مخصوص ہیں اور اسلام میں اس کا وجود نہیں ملتا ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ جو چیز اسلام میں نہ ہو ہم اس کو بجا لائیں۔ منصور نے کہا کہ ہم اپنی حکومت کی سیاست کے لحاظ سے یہ دربار لگائیں گے آپ کو خدا کی قسم ہے کہ اس میں ہماری موافقت فرمائیں۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام روز عید دربار میں تشریف لائے اور ایک جگہ بیٹھ گئے۔ امراء اور مملکت کے عہدے دار آتے اور مبارکباد پیش کرتے اور ہدیہ وغیرہ لاتے، وہ آپ کی خدمت میں پیش کرتے منصور نے ایک غلام کو معین کر رکھا تھا کہ اگر کوئی شخص امام کی خدمت میں کچھ ہدیہ پیش کرے تو وہ اسے رکھتا رہے جب سب اُمراء اور رؤسا آچکے تو آخر میں ایک ایک بوڑھا غریب شخص آیا اور عرض کیا یابن رسول اللہ میں ایک غریب آدمی ہوں میرے پاس مال دنیا سے کچھ نہیں ہے، جو یہاں پیش کرتا مگر تین اشعار ہیں۔ جو میرے

جد نے آپ کے جد امجد امام حسینؑ کی شان میں کہے تھے اور وہ یہ ہیں:۔

ترجمہ:۔ "مجھے ان تیز دھار تلواروں پر تعجب ہے کہ تلواروں نے آپؑ (امام حسینؑ) کے جسم مبارک کو ہر طرف سے گھیر لیا باوجودیکہ مظلومیت کے گرد وغبار آپ کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے اور میں اس بات پر متعجب ہوں کہ تیر کس طرح آپ کے جسم نازنین میں پیوست ہو گئے جب کہ اہلبیت اظہار گریہ کناں تھے، اور جناب رسول خدا اور مولائے کائنات کو پکار رہے تھے کیونکر وہ تیر ابلیس میں شمار کر نیست و نابود نہ ہو گئے اور آپؑ کی عظمت و جلالت کے باوجود وہ تیر آپ کے جسم مبارک تک کیسے پہنچ گئے"۔ امامؑ نے فرمایا کہ میں نے تیرا ہدیہ قبول کیا۔ اب تو بیٹھ جا۔ اس کے بعد آپ نے اس شخص کو دعائیں دیں پھر خادم کے ذریعہ غلام کو بھیج کر معلوم کروایا کہ اس مال کا کیا مصرف ہے؟ منصور نے جواب میں کہا کہ یہ تمام مال آپ کے اختیار میں ہے۔ آپؑ جہاں چاہیں خرچ کریں۔ امام موسیٰ کاظمؑ نے اس پیر مرد سے فرمایا کہ تو سارا مال لے جا یہ سب میں نے تجھے بخشا۔

(مناقب شہر آشوب ج ۴ ص ۳۱۹)

۵۔ بخیل سے ہر شخص عاجز ہوتا ہے

ایک کنجوس آدمی نے ایک مرغ حلال کر کے اپنے غلام کو دیا اور کہا اگر اس کو خوب مزے دار پکاؤ تو میں تم کو آزاد کر دوں گا، غلام نے تمام تر کوشش بروئے کار لا کر مرغ پکایا کہ شاید آقا کے قول کے مطابق آزاد ہو جائے۔ جب کھانا تیار ہو گیا تو اس کنجوس شخص کے سامنے پیش کیا کنجوس نے مرغ چھوڑ کر باقی سب مصالحہ کو کھا لیا اور غلام سے کہا اگر اسی مرغ سے بہتر بریانی پکاؤ تو تم کو آزاد کر دوں گا، غلام نے دوبارہ کوشش کر کے بریانی پکائی۔ لیکن پھر کنجوس

Presented by www.ziaraat.com

نے گوشت چھوڑ کر سب کچھ کھا لیا اور غلام سے کہا اگر اس گوشت سے شکم سیر کر دو تو تم کو آزاد کر دوں گا۔ غرض کہ کنجوس آدمی نے ایک ہی مرغ سے طرح طرح کے مزے دار کھانے پکوائے لیکن مرغ چھوڑ دیتا تھا۔ آخر کار غلام نے تنگ آ کر کہا کہ آقا میں آزاد نہیں ہونا چاہتا۔ آپ کو خدا کی قسم ہے کہ اس مرغ کو آزاد کر دیں یعنی کھا کر ختم کر دیں۔ تاکہ آپ کی طرف سے کم از کم اس مرغ کو تو رہائی حاصل ہو جائے۔[1]

۲۔ بخیل کی دولت بھی وبالِ جان ہے

ابی امامہ باہلی سے مروی ہے کہ ایک روز ثعلبہ بن حاطب انصاری جناب رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا۔ یا رسول اللہ دعا کریں پروردگار مجھے دولت مند بنا دے۔ آپ نے فرمایا۔ وہ تھوڑا مال جس کا تم شکر خدا ادا کرتے ہو اس زیادہ مال سے کہیں بہتر ہے کہ جس کے حساب و کتاب میں اُلجھ کر تم شکر پروردگار بجا لانے سے قاصر رہو۔ یہ سنکر ثعلبہ چلا گیا۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد دوبارہ آیا اور اپنے مدعا کی تکرار کی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم میری پیروی اور ماننے والے نہیں ہو سکتے۔ خدا کی قسم اگر میں چاہوں کہ تمام پہاڑ میرے لئے سونا بن جائیں تو ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ یہ سنکر ثعلبہ پھر چلا گیا۔ لیکن تیسری مرتبہ پھر آیا اور کہنے لگا کہ میرے لئے دعا کیجئے، اگر پروردگار مجھے دولت دیگا تو میں کسی کا حق دینے میں تاخیر نہ کروں گا۔ مگر جس کا حق ہوگا۔ جناب رسول خدا نے دعا فرمائی، پروردگارا! ثعلبہ کو مال عطا فرما۔ ثعلبہ واپس گیا اور چند بھیڑیں

۱۔ مستدرک

خریدیں کچھ ہی دن بعد بھیڑوں میں اس طرح اضافہ ہوا جیسے چیونٹیاں انڈے بچے دیتی اور بڑھتی پیدا کرتی ہیں۔ ابتداء میں ثعلبہ پانچوں وقت کی نماز جناب رسول خدا کی اقتداء میں پڑھتا تھا۔ جیسے جیسے بھیڑوں میں اضافہ ہوتا گیا اس نے نماز جماعت میں شرکت کم کر دی یہاں تک کہ صرف ظہر اور عصر کی نماز کے لئے مسجد آنے لگا اور باقی نمازیں بھیڑوں کے آماجگاہ ہی پڑھ لیا کرتا تھا۔ آہستہ آہستہ بھیڑوں کی زیادتی نے اسے اس منزل تک پہنچایا کہ وہ صرف جمعہ کے دن مدینہ آتا اور نماز میں شرکت کرتا اور باقی دنوں میں بھیڑوں کی رہائش گاہ ہی پر نماز پڑھ لیتا۔ اس عمل کو بھی کچھ عرصہ میں چھوڑ دیا۔ لیکن پھر بھی ہفتے میں ایک بار راہ چلتے افراد سے مدینہ کا حال معلوم کر لیا کرتا تھا۔

ایک مرتبہ پیغمبرؐ نے لوگوں سے ثعلبہ کا حال پوچھا۔ لوگوں نے بتایا کہ اس کے پاس اتنی کثرت سے بھیڑیں ہو گئی ہیں کہ قرب و جوار میں ان کے رکھنے کی جگہ نہیں، لہٰذا وہ مدینے سے دور چلا گیا ہے۔ آنحضرتؐ نے تین مرتبہ فرمایا ثعلبہ پر وائے ہو، ثعلبہ پر وائے، ثعلبہ پر وائے ہو۔ کچھ عرصے بعد آیۂ زکوٰۃ نازل ہوئی۔ پیغمبر اکرمؐ نے دو افراد کو جن میں سے ایک بنی سلیم اور دوسرا قبیلے جہنیہ سے تھا زکوٰۃ کی وصولیابی کے لئے مقرر فرمایا اور ان کو حکم دیا کہ ثعلبہ اور دیگر افراد سے زکوٰۃ لے لیں اور ساتھ ہی ایک نوشتہ بھی ان دونوں کو دیا۔ وہ لوگ ثعلبہ کے پاس آئے اور اسے حکم نامہ پڑھ کر سنایا۔ ثعلبہ نے کچھ دیر سوچا اور کہا کہ یہ تو مجھے جزیہ یا شبیہ جزیہ معلوم ہوتا ہے۔ تم لوگ پہلے دوسروں سے وصول کر لو پھر میرے پاس آنا۔ وہ لوگ وہاں سے بنی سلیم کے ایک آدمی کے پاس آئے۔ اس نے جب آیۂ زکوٰۃ کے متعلق سُنا تو اپنے اونٹوں میں سے بہترین اونٹ تلاش کر کے بطور زکوٰۃ ان کے حوالے کر دیئے۔ ان دونوں نے اس سے کہا کہ تم

Presented by www.ziaraat.com

نے مجھے اس وجہ سے منع کر دیا ہو کہ ممکن ہے کہ مجھ سے سستی ہو یا کسی کا حق غصب کروں، لیکن میں دوبارہ ان کی خدمت میں جاؤں گا اور عہد کروں گا کہ مجھ سے ایسا کام سرزد نہیں ہوگا کہ میں کسی پر ظلم کروں، یا کسی کا حق غصب کروں۔ لہٰذا دوبارہ امام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا میرا خیال ہے کہ شاید آپ نے اس وجہ سے مجھے اس کام سے منع کیا ہے کہ آپ اس بات سے ڈرتے ہوں کہ لوگوں پر مجھ سے ظلم ہوگا، لیکن میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر میں کسی پر ظلم کروں تو میری بیوی اسی وقت مجھ پر حرام ہو جائے گی، اور جتنے کنیز اور غلام ہیں وہ سب آزاد ہو جائیں گے۔ اور میں خود بھی مذہب سے خارج ہو جاؤں گا۔ امام نے کہا کیا؟ میں نے پھر اپنی قسم اور عہد کو دہرایا۔ امامؑ نے اس وقت اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا اور فرمایا (تناول السماء ایسر علیک من ذالک) یعنی اس وقت میں کسی جگہ کا حاکم ہونے سے زیادہ آسان آسمان کی بلندیوں پر پہنچ جانا ہے مطلب یہ تھا کہ ہرگز ممکن نہیں ہے کہ تم حاکم بن جاؤ اور کسی پر ظلم نہ کرو۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ (فروع کافی، جزء پانچواں ص ۱۸۰)

۱۳۔ صاحبانِ قدرت

زیاد بن ابی سلمہ کہتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امامؑ نے مجھ سے پوچھا۔ زیاد، تمہارا سلطنت میں عمل دخل ہے؟ میں نے کہا جی ہاں! امام نے پوچھا کیوں؟ میں نے کہا لوگوں پر میں احسان کرتا ہوں اور غریبوں کی مدد کرتا ہوں۔ کیونکہ میں نے انہیں اس بات کا عادی بنا دیا ہے۔ لہٰذا اس کو ترک نہیں کر سکتا۔ دوسری جانب میرے بیوی اور بچے ہیں اور ان کے لئے کوئی اور وسیلہ اس کے علاوہ نہیں ہے۔ امامؑ نے فرمایا

اگر مجھے کسی پہاڑ کی چوٹی پر سے گرا دیا جائے اور میرا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ تو یہ مجھے پسند ہے کہ مجھے ایسے افراد (یعنی ظالم) کے لئے کام کرنا پڑے۔ اور اگر مجھے ان کے گھر پر قدم رکھنا پڑے تو میں پہاڑ سے گرنا پسند کروں، مگر ایک صورت میں۔ میں نے پوچھا وہ کیا؟ امامؑ نے فرمایا کہ (الا لتفریج کربۃ عن مؤمن او فک اسرہ او قضاء دینہ) وہ یہ کہ یا تو کسی مؤمن کو (ظالموں کے ظلم سے) نجات دلانے کے لئے یا اس کے کام میں مدد اور اس کی آزادی کے لئے یا اس کا قرض ادا کرنے کے لئے۔ زیاد باطل امور میں حکومت کے عہدیداروں کا روز قیامت آسان ترین مرحلہ یہ ہوگا کہ ان کے چاروں طرف آگ کی چادر کھڑی کر دی جائے گی، اور وہ چادر اس وقت تک رہے گی جب تک پروردگار ایک ایک شخص کا حساب نہ کرے گا۔ زیاد اگر اس مملکت میں عہدے دار ہو تو اپنے بھائیوں سے نیکی کرو تاکہ ان بادشاہوں کے ساتھ رہتے ہوئے جو اعمال انجام دیئے ہیں اور گناہگار ہو گئے ہو تو نیکی کرنے کی وجہ سے وہ گناہ دھل جائیں گے۔ زیاد تم لوگوں میں سے ہر شخص خود کو ہمارے تابع اور ماننے والوں میں شمار کرتا ہو) اور ان لوگوں کے لئے (عباسی خاندان کے لئے) کام کرتا ہو اگر اپنے اور ان کے درمیان لوگوں کی حاجت برآری کا اور لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے برابری کا قائل ہو اس سے کہہ دو کہ اگر تم ان امور میں اپنے آپ کو پیروان محمدؐ و آل محمدؐ میں سے سمجھتے ہو، تو یہ سب جھوٹ ہے اور ایک دعوائے بے جا ہے زیادہ اور کچھ نہیں ہے۔ زیاد! جب تم کو عوام الناس پر قدرت اور اختیار حاصل ہو جائے تو یہ بات یاد رکھنا کہ کل روز قیامت پروردگار بھی تم پر قدرت رکھتا ہے۔ اور یہ بات بھی تمہارے پیش نظر رہے کہ جو نیکیاں تم نے لوگوں پر کی ہیں ہو سکتا ہے انہیں تم بھول جاؤ اور وہ لوگ بھی بھول جائیں جن پر تم نے نیکیاں

Presented by www.ziaraat.com

ہی ہیں، لیکن یہی نیکیاں روز قیامت باقی رہ جائیں گی اور تمہارے کام آئیں گی۔
(فروع کافی ص ۱۱۰)

۱۴۔ انہیں امام کی طرف سے اجازت تھی

حضرت علی بن یقطین، امام صادقؑ اور امام موسیٰ بن جعفرؑ کے زمانے میں شیعیان اہلبیت اطہارؑ میں سے تھے۔ وہ ہارون رشید کے وزیر ہونے کی وجہ سے اپنے مذہب کو چھپائے ہوئے تھے اور تقیہ کرتے تھے۔ اس کے باوجود اکثر و بیشتر بہت سے اموال امام صادقؑ اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں بھیجتے رہتے تھے۔ بکر بن محمد اشعری کہتے ہیں ایک مرتبہ امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا میں نے گذشتہ رات پروردگار سے دعا کی کہ پروردگار علی بن یقطین کو بہشت بخش دے۔ پروردگار نے بخش دیا۔ اسی وقت سے علی بن یقطین نے مال و دولت اور محبت کا اظہار ہم سے کیا اور اسی وجہ سے دنیا و آخرت میں سرفراز ہوئے۔

پھر فرماتے ہیں کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ علی بن یقطین نے ایک لاکھ درہم سے تین لاکھ درہم تک امامؑ کی خدمت میں ہدیہ بھیج دیئے جن کو امامؑ نے فقراء و مومنین اور اپنے غریب رشتہ داروں میں تقسیم کر دیا۔ علی بن یقطین ۱۸۲ھ میں جب کہ امام موسیٰ کاظمؑ قید میں تھے انتقال فرما گئے۔[1]

علی بن یقطین نے ایک مرتبہ امامؑ سے پوچھا اگر آپ کہیں تو میں وزارت سے استعفیٰ دے دوں۔ اور اس کام سے کنارہ کشی اختیار کر لوں۔ امامؑ نے اجازت نہ دی۔ اور فرمایا۔ علی! استعفیٰ نہ دینا ہم تم سے انس و محبت رکھتے ہیں

[1] مجالس قاضی نوراللہ ..... ج اول ص ۳۸۸۔

اور جب کبھی ہمارا ساتھ تم سے ہوگا اس وقت تمہارے دوسرے بھائی بھی تمہارے اس ظاہری قیام اور عہدہ کی وجہ سے عزت و آبرو رکھتے ہیں اور معزز ہیں۔ اور شاید پروردگار تمہارے وسیلے سے کسی کو کوئی دینی و دنیاوی فائدہ پہنچائے اور اس کی پریشانی کو حل فرمائے۔ ممکن ہے اسی وجہ سے مخالفین کے کینہ اور بغض و عداوت کی آگ کو ٹھنڈا کر دے۔ علی! ایسے اداروں میں کام کرنے کا کفارہ یہ ہے کہ تم دینی بھائیوں سے نیکی کرو۔ اگر تم ایک کام کو انجام دو تو میں تمہارا تین چیزوں میں ضامن ہوں۔ تم عہد کرو کہ تم جب بھی اپنے کسی دینی بھائی سے ملو تو اس کی حاجت کو پورا کرو اور اس کے ساتھ نیکی کرو۔ میں بھی ضمانت دیتا ہوں کہ تم کسی وقت قید خانہ میں نہیں رہو گے۔ اور نہ ہی تم پر تلوار اٹھائی جائے گی۔ اور نہ تم کبھی کسی کے محتاج ہو گے۔ اور فقر و تنگدستی کا منہ بھی نہیں دیکھو گے۔ علی! جو کسی مومن کو خوش کرے اس نے سب سے پہلے خدا پھر اس کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اس کے بعد ہم کو خوش کیا

۱۵۔ کیا مومن کے علاوہ کسی کو صدقہ دے سکتے ہیں؟

معلی بن خنیس کہتے ہیں ایک مرتبہ رات میں جب بارش ہو رہی تھی میں نے دیکھا کہ حضرت امام جعفر صادقؑ اپنے گھر سے باہر نکلے اور ظلہ بنی ساعدہ کی طرف روانہ ہوئے۔ میں بھی ان کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ راستے میں امام کی کوئی چیز زمین پر گر پڑی۔ امام نے فرمایا (بسم اللہ . اللھم رد علینا) پروردگار میری گم شدہ اشیاء مجھے مل جائیں۔ میں ان کے قریب گیا اور سلام کیا۔ امام علیہ السلام

[1] ایسا سائبان جس میں بے گھر فقراء رہتے تھے۔

Presented by www.ziaraat.com

نے پوچھا معلّیٰ تم ہو؟ میں نے کہا میری جان آپ پر فدا میں معلّیٰ ہوں۔ امامؑ نے
فرمایا تلاش کرو۔ یہاں جو کچھ ملے مجھے دے دو۔ میں نے تلاش کرنا شروع
کیا تو دیکھا کہ کافی روٹیاں زمین پر بکھری ہوئی ہیں۔ جتنی روٹیاں مجھے مل سکیں میں
نے جمع کر کے امامؑ کی خدمت میں پیش کر دیں۔ امامؑ کے پاس وہاں ایک بڑا
بورا تھا جس میں روٹیاں تھیں۔ وہ بورا بہت زیادہ بھاری تھا کہ اس کو اٹھانا میرے
لئے بھی بہت دشوار تھا۔ میں نے امامؑ سے عرض کی مجھے اجازت دیں کہ میں اس کو
اٹھالوں۔ امامؑ نے فرمایا نہیں میں خود ہی حقدار ہوں کہ اس سامان کو اٹھاؤں۔
ہاں تم اتنا کرو کہ میرے ساتھ ساتھ چلو۔ چنانچہ جب ظلہ بنی ساعدہ پہنچے
تو دیکھا کہ کچھ لوگ سو رہے ہیں۔ اس حالت میں امام جعفر صادقؑ ایک ایک کے
کے پاس جاتے اور ایک یا دو عدد روٹیاں رکھتے۔ اس طرح ہر شخص تک
روٹی پہنچ گئی جب ہم لوگ ظلہ بنی ساعدہ سے باہر نکل آئے۔ میں نے سوال کیا
کیا یہ لوگ آپ کے حق کو پہچانتے ہیں؟ اور شیعہ ہیں؟ امامؑ نے فرمایا اگر یہ لوگ
حق کو پہچانتے ہوتے تو ان کو روٹی کے ساتھ نمک بھی دیتا۔ اور شاید بدستور
یہ ہوتا کہ ان لوگوں کو بٹھا کر ایک دسترخوان پر بیٹھا کر کھانا کھلاتا۔ معلّیٰ۔ جان
لو کہ پروردگار نے جو چیز بھی پیدا کی ہے اس کے لئے ایک خزانہ معین کیا ہے
مگر صدقہ ایسی چیز ہے کہ پروردگار خود اس کا محافظ اور ضامن ہے۔ میرے والد
(یعنی امام باقرؑ) جب بھی صدقہ دیتے تھے تو صدقہ سائل کو دے کر واپس لے
لیتے تھے اور اس کو چومتے اور سونگھتے تھے اور دوبارہ سائل کو دے دیتے
تھے۔ رات میں صدقہ دینے سے خدا کی ناراضگی ختم ہوتی ہے۔ گناہ ختم ہوتے
اور روز قیامت حساب میں آسانی کا باعث بنتا ہے۔ اور دن میں صدقہ دینے
سے عمر اور مال میں اضافہ ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دریا کے

کنارے سے گزر رہے تھے اور روٹی توڑ توڑ کر دریا میں ڈالتے جا رہے تھے۔ ان
کے حواریوں میں سے ایک نے پوچھا کہ آپ روٹی دریا میں کیوں ڈال رہے ہیں
حالانکہ یہ روٹی آپ کی غذا ہے؟ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا اس لئے دریا میں
ڈال رہا ہوں کہ دریائی جانوروں میں سے کسی کی غذا بن جائے اور خداوند عالم
کے حضور اس عمل کا بہت بڑا ثواب ہے۔[1]

۱۶۔ صدقہ اور انفاق مال حلال سے ہونا چاہیئے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں، میں نے سنا کہ اہل
سنت والجماعت ایک شخص کا بہت احترام کرتے ہیں اور اس کی بہت تعریفیں
کرتے ہیں۔ میں نے سوچا کہ اس سے اس طرح ملوں کہ وہ مجھے پہچان نہ سکے۔
اتفاق سے ایک روز میں نے دیکھا کہ بہت لوگ اس کے گرد بیٹھے ہیں۔ لیکن وہ ان
سے کنارہ کش ہونا چاہتا تھا۔ اور ایک کپڑے سے وہ اپنے چہرے کو ناک
تک چھپائے ہوئے مسلسل اس کوشش میں تھا کہ کسی طرح ان کے درمیان سے
اٹھ جائے۔ بالآخر ایک طرف سے ان کے درمیان سے اٹھ کر نکل گیا۔ میں اس
کے پیچھے پیچھے چلا اور اس کے عمل کو دیکھتا رہا کہ ایک نانبائی کی دوکان تک پہنچے
نانبائی اس کی طرف سے غافل تھا۔ تو وہ موقع پاتے ہی چپکے سے دو روٹیاں لے
کر چل دیا۔ کچھ دور گیا تھا کہ دیکھا کہ ایک شخص انار بیچ رہا ہے۔ اس کی نظر بچا
کر اس شخص نے دو عدد انار بھی اٹھا لئے۔ امامؑ فرماتے ہیں کہ مجھے بہت تعجب
ہوا کہ یہ شخص چوری کیوں کر رہا ہے۔ بالآخر دیکھتے ہیں وہ ایک مریض کے پاس

۱؎ فروع کافی جزو چہارم ص

Presented by www.zaraat.com

گیا اور اس کو وہ دونوں روٹیاں اور انار دے دیئے میں اس کے پیچھے پیچھے چلتا رہا یہاں تک کہ شہر سے باہر نکل گیا۔ وہ جا رہا تھا کہ ایک گھر میں داخل ہوا۔ میں اس کے قریب پہنچا اور اس سے کہا کہ اے بندہ خدا میں نے تیری بہت شہرت سنی تھی اور چاہتا تھا کہ تجھ سے ملوں مگر میں نے تیرے اندر ایک ایسی چیز دیکھی کہ مجھے اپنا ارادہ بدلنا پڑا ہے۔ اس نے پوچھا آپ نے مجھ میں کیا دیکھا؟ میں نے کہا۔ تو نے دو روٹیاں اور دو انار چرائے۔ اس نے مجھے مزید بتانے کا موقعہ دیا اور پوچھا آپ کون ہیں میں نے کہا میں خاندان رسالت سے ہوں میرے وطن کے بارے میں پوچھا۔ میں نے کہا مدینہ۔ تو وہ بولا آپ شاید جعفر بن محمد بن علی بن حسین (علیہم السلام) ہیں میں نے کہا ہاں۔ کہنے لگا آپ کو اس رشتہ اور نسبت سے کیا فائدہ ہے کہ آپ جاہل ہیں۔ اپنے اجداد کے علم سے بے بہرہ ہیں۔ (معاذ اللہ) میں نے پوچھا وہ کیسے؟ کہنے لگا اس لئے کہ آپ نے قرآن مجید میں یہ بھی نہیں پڑھا کہ پروردگار فرماتا ہے (من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا و من جاء بالسیئۃ فلا یجزی الا مثلہا)
اگر کوئی نیک کام کرے گا تو ایک نیکی پر دس گنا ثواب ملے گا اور کوئی برا کام کرے گا تو اس کو اس برائی کے برابر ہی گناہ ملے گا اور عذاب میں مبتلا ہوگا

میں نے دو روٹیاں اور دو انار چرائے اس صورت میں میرے چار گناہ ہوئے لیکن کیونکہ میں نے یہ اشیاء راہ خدا میں مریض کو دے دیئے۔ لہذا اس آیت کی رو سے مجھے چالیس نیکیاں ملیں۔ ان چالیس نیکیوں میں سے چار گناہ کم کر دیں تو چھتیس نیکیوں کا پھر بھی میں طلبگار رہوں۔ امام فرماتے ہیں میں نے کہا (ثکلتک امک) تیری ماں تیرے غم میں بیٹھے تو قرآن سے جاہل ہے اور جاہل ہے کیا تو نے نہیں سنا کہ پروردگار فرماتا ہے (انما یتقبل اللہ من المتقین)

بے شک پروردگار متقیوں کے عمل کو قبول کرتا ہے میں نے اس سے کہا کہ تو نے دو روٹیاں اور انار چرائے تو چار گناہ ہوئے اور کیونکہ صاحب مال کی اجازت کے بغیر وہ مال تو نے دوسرے کو دے دیا لہذا چار گناہ مزید ہو گئے وہ شخص مجھے غور سے دیکھنے لگا میں نے اس کو اس کے حال پر چھوڑا اور وہاں سے چل دیا

صدقہ دے کر اپنے مال کی حفاظت کرو

امام صادق فرماتے ہیں کہ جناب سرورکائنات اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے وہاں سے ایک یہودی گزرا اور اس نے پیغمبر سے کہا السام علیک۔ حضور اکرم نے فرمایا۔ علیک۔

اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ اس نے کہا تھا کہ (نعوذ باللہ) آپ مر جائیں۔ آنجناب نے فرمایا۔ میں نے بھی اس کو یہی جواب دیا کہ تو مر جائے۔ پھر فرمایا کہ اس شخص کی پیٹھ پر ایک کالا سانپ کاٹے گا۔ اور یہ مر جائے گا یہودی وہاں سے چلا گیا اور جنگل سے سوکھی لکڑیاں جمع کیں اور فوراً واپس آیا جب جناب رسول خدا کے سامنے سے گزرنے لگا تو آپ نے فرمایا لکڑیوں کو زمین پر رکھ دے۔ اس نے لکڑیاں زمین پر رکھ دیں تو دیکھا کہ اس میں ایک کالا سانپ ہے اور اپنے منہ میں ایک لکڑی دبائے ہوئے ہے پیغمبر اکرم نے یہودی سے پوچھا آج تم نے کیا کیا ہے؟ کہنے لگا میں نے کچھ نہیں کیا۔ جب لکڑیوں کو جمع کر رہا تو میرے پاس دو روٹیاں تھیں۔ ایک میں نے خود کھالی اور ایک سوالی

۱؎ انوار نعمانیہ ص

Presented by www.ziaraat.com

ایک فقیر کو صدقہ کر دو۔ آنجناب نے فرمایا بس اسی صدقہ کی وجہ سے تمہاری جان بچ گئی۔ الصدقة تدفع میتة السوء (الحدیث)[۱]

۱۸۔ صدقہ آسمانی بلا کو ٹالتا ہے

ایک مرتبہ ایک قافلہ اپنا قیمتی سامان لے کر تجارت کے لیے جا رہا تھا۔ امام صادقؑ بھی اس قافلے میں تھے۔ راستے میں اطلاع ملی کہ آگے کچھ ڈاکو ہیں جو قافلہ لوٹنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس خبر کے سننے سے قافلے والے اتنے خوف زدہ ہوگئے کہ ترس و دہشت ان کے چہروں سے عیاں ہونے لگی۔ امام صادقؑ نے فرمایا تم لوگ کیوں گھبرا رہے ہو اور کیا وجہ ہے کہ اتنے خوف زدہ ہو گئے ہو۔ قافلے والوں نے کہا ہم لوگ بہت قیمتی سامان لیے ہوئے ہیں اور ہمیں خوف ہے کہ ڈاکو ہمارا سامان چھین لیں گے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ یہ سامان ہم آپ کے حوالے کر دیں۔ جب ڈاکوؤں کو معلوم ہو گا کہ یہ سامان آپ کا ہے تو وہ نہیں لوٹیں گے۔ امامؑ نے فرمایا تم کو کیسے پتہ ہے کہ وہ میرا مال نہیں لوٹیں گے شاید وہ لوگ میرا ہی مال لوٹنے آ رہے ہوں۔ اس صورت میں تم لوگوں کا مال بھی ساتھ جاتا رہے گا۔ قافلے والوں نے پوچھا پھر ہم کیا کریں؟ کیا یہ بہتر ہے کہ سارا سامان زمین میں گڑھے کھود کر اس میں چھپا دیں۔ امامؑ نے فرمایا اس صورت میں تو زیادہ امکان ہے کہ سامان تباہ و ضائع ہو جائے یا ممکن ہے کسی کو معلوم ہو جائے اور وہ اس سامان کو نکال لے جائے یا پھر تم لوگ وہ جگہ بھول جاؤ جہاں مال چھپایا ہو پھر کہاں ڈھونڈ کر نکالا جائے۔

---

[۱] فروع کافی جلد ۴ صفحہ

امامؑ نے فرمایا تم اپنا سامان اس کے ذمہ کر دو جو تمام بلاؤں اور مصیبتوں سے بچانے والا ہے۔ اور ہر چیز میں برکت دینے والا ہے۔ اس طرح سے کہ وہ تمہیں جو اس کی قیمت ہے اس سے کہیں زیادہ منافع ہو، اور ایسے وقت میں تم کو واپس ملے جب تم کو اس کی سخت ضرورت ہو۔ لوگوں نے پوچھا وہ کون ہے؟ امامؑ نے فرمایا وہ پروردگار عالم ہے۔ قافلے والے کہنے لگے ہم ایسے کیسے کریں۔ امامؑ نے فرمایا محتاجوں اور فقیروں کو صدقہ کرو۔ قافلے والے بولے یہاں تو کوئی بھی فقیر اور مسکین نہیں ہے کہ جسے دے سکیں۔ فرمایا تم لوگ عہد کر لو کہ ایک تہائی حصہ صدقہ دو گے تاکہ پروردگار اس کے عوض تم لوگوں کو بچائے جس سے تم ڈر رہے ہو۔ قافلے والوں نے ایسا ہی کیا۔ امامؑ نے فرمایا اب تمہارا مال خدا کے سپرد ہے۔ اب تم بے فکر ہو کر چلتے رہو۔ ابھی یہ لوگ کچھ ہی آگے بڑھے تھے کہ دیکھا ڈاکو بیٹھے ہوئے ہیں۔ قافلے والے بہت ڈرنے لگے۔ امامؑ نے فرمایا اب کیوں ڈرتے ہو تم لوگوں کا سامان تو پروردگار کی امان میں ہے۔ جیسے ہی ڈاکوؤں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا آگے بڑھے اور امام کی دست بوسی کے بعد کہنے لگے کہ گذشتہ شب ہم نے حضور سرور کائنات کو خواب میں دیکھا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ تم لوگ امام جعفر صادقؑ کے پاس جاؤ۔ اب ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہیں تاکہ آپ دشمنوں اور راہزنوں سے محفوظ رہیں۔ امامؑ نے فرمایا تمہاری ضرورت نہیں ہے جس نے تمہیں حکم دیا ہے وہ دوسرے دشمنوں سے بھی بچائے گا۔ قافلے والے سلامتی سے اپنی منزل تک پہنچ گئے۔ ایک تہائی حصہ صدقہ کیا اور سامان کو فروخت کیا جس میں انہیں دس گنا فائدہ ہوا۔ وہ لوگ آپس میں کہنے لگے کہ امامؑ کی ہمراہی سے کتنی برکت پیدا ہوئی۔ امامؑ نے فرمایا تم پروردگار سے سودا کرنے کا فائدہ بھی سمجھ گئے۔

Presented by www.zaraaf.com

ہو اس کے بعد اس روش کو ہمیشہ جاری رکھنا۔[1]

۱۹۔ صدقہ سے تمام نحوستیں دور ہو جاتی ہیں

امام صادق فرماتے ہیں میرے اور ایک شخص کے درمیان کچھ رقم تقسیم ہونا تھی وہ شخص علم نجوم جانتا تھا اس لئے تقسیم میں دیر کی کہ جب اس کا ستارہ عروج پر ہو گا تب تقسیم ہو گی تاکہ اسے فائدہ ہو اور زیادہ رقم ملے۔ بالآخر اس نے وہ دن اور وقت طے کیا کہ جس میں اس کے عقیدہ کے مطابق اس کا ستارہ بلندی پر ہوتا اور اسے فائدہ ملتا اور مجھے نقصان ہوتا۔ وہ وقت دن طے کر کے آیا۔ رقم میں تقسیم ہوئی لیکن مجھے زیادہ نفع ہوا۔ یہ دیکھ کر اس نے افسوس کی وجہ سے اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور کہا آج سا منحوس دن میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ میں نے پوچھا کیا ہوا؟ کہنے لگا میں ستارہ شناس ہوں اور ایک ایسی گھڑی میں میں اپنے گھر سے نکلا تھا اور یہ گھڑی آپ کے لئے منحوس کی تھی مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ معاملہ الٹا ہو گیا ہے۔ آپ فائدے میں رہے اور مجھے خسارہ ہوا۔ امام فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں وہ حدیث سناؤں جو مجھے میرے والد ماجد نے تعلیم دی تھی؟ وہ کہنے لگا سنا دیجئے۔ تو میں نے کہا جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا جو شخص چاہتا ہے کہ پروردگار عالم دن بھر کی نحوست اور پریشانیوں کو دور رکھے اسے چاہیئے کہ اس دن صبح کے وقت صدقہ دے۔ اور اگر چاہے کہ رات بھر پریشانیاں اور نحوستیں اس سے دور رہیں تو شام کے وقت صدقہ دے۔ میں جب گھر سے نکلا تو میں نے صدقہ دیا تھا۔ صدقہ دینا تمہارے

[1] کلمہ طیبہ صفحہ ۲۱۶

سے علم نجوم سے لاکھ درجے بہتر ہے۔ شاعر کیا خوب کہتا ہے کہ ع

تو توانی بجہان خدمت محتاجان کن

بدمی یا درمی یا قلمی یا قدمی

یعنی جب تک تم دنیا میں ہو حتی المقدور ہر طرح سے محتاجوں کی مدد کرتے رہو چاہے مال سے امداد ہو یا تقریر و تحریر کے ذریعے، یا ان کی آواز پر آواز بلند کر کے ان کی مدد ہو سکے

۲۰۔ صدقہ اور انفاق میں جتانا نہیں چاہیئے

ایک شخص حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں اس حالت میں حاضر ہوا کہ خوشی اس کے چہرے سے عیاں تھی امام نے پوچھا تم آج کیوں اتنے خوش ہو کہنے لگا یابن رسول اللہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا ہے کہ بہترین دن انسان کے لئے وہ ہے جس دن وہ اپنے برادر مومن کو صدقہ دے اور اس کے ذریعے کسی بندۂ خدا کی مدد ہو اور وہی دن اس کے لئے خوشی کا دن ہے آج دس برادران دینی میرے پاس آئے تھے تمام بے چارے غریب اور مقروض تھے میں نے ان کی خدمت کی اور ان لوگوں کی کچھ مدد کی اس لئے آج میں بہت خوش ہوں امام نے فرمایا مجھے میری جان کی قسم تمہاری یہ خوشی اس وقت سزاوار ہے جب کہ تم اپنے اس عمل کو ابھی یا اس کے بعد میں ضائع نہ کر بیٹھو۔ وہ شخص کہنے لگا کہ میرا نیک عمل کیسے ضائع ہو سکتا ہے حالانکہ میں آپ کے خالص شیعوں میں سے ہوں۔ امام جواد نے فرمایا کہ تم نے ابھی اپنی نیکی اور غریب

[1] اصول کافی جز سوم ص

Presented by www.ziaraat.com

نادار بھائیوں کی مدد کیا مصلحت، فخر و مباہات کر دیں۔ اس نے پوچھا کیسے؟ امام نے فرمایا اس آیت کو پڑھو (ولا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی)
یعنی اپنے صدقات کو ظاہر کر کے اور لوگوں کو آزار دے کر ضائع اور برباد نہ کرو وہ شخص جن میں سے جس کی خدمت اور مدد کی ہے اس پر جتا رہا ہے اور اس کو کوئی تکلیف یا اذیت دی ہے۔ امام نے آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس آیت کا یہ مقصد نہیں کہ جن لوگوں کو صدقہ دیا ہے ان پر جتا کر یا آزردہ خاطر کر کے اپنے نیک اعمال کو ضائع مت کرو۔ بلکہ اس سے ہر قسم کی اذیت اور پریشانی مراد ہے۔ تمہارے نزدیک ان لوگوں کو جنہیں تم نے صدقات وغیرہ دیے ہیں آزردہ خاطر کرنا بڑا گناہ ہے یا ان فرشتوں کو جو تم پر مامور ہیں یا ہم لوگوں کو یعنی آئمہ معصومینؑ۔ اس نے جواب دیا کہ آپؑ اور فرشتوں کو آزردہ کرنا بڑا گناہ ہے۔ امام نے فرمایا حقیقتاً تم نے مجھے آزردہ و رنجیدہ کیا ہے۔ اس نے پوچھا یا ابن رسول اللہ میں نے کس قول یا فعل سے آپ کو رنجیدہ کیا ہے؟ امام نے تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ تم نے اپنی گفتگو سے مجھے رنجیدہ کیا ہے کہ میں اپنے عمل کیسے ضائع کر سکتا ہوں جب کہ میں آپ کے خاص شیعوں میں سے ہوں۔ تم جانتے ہو کہ ہمارے خاص شیعہ کون ہیں؟ اس شخص نے تعجب سے پوچھا نہیں میں نہیں جانتا۔ امام جوادؑ نے فرمایا کہ مومن آل فرعون اور صاحب یٰس کو خدا فرماتا ہے (وجاء من اقصی المدینۃ رجل یسعی)
سلمان، ابوذر، مقداد اور عمار تم نے خود کو ہمارا شیعہ خالص کہہ کر اپنے کو ان لوگوں کے برابر سمجھا کیا یہ تمہارے ... اور ... کو اذیت نہیں ہوئی؟ وہ کہنے لگا استغفر اللہ واتوب الیہ یا ابن رسول اللہ پھر مجھے کیا کہنا چاہیے امامؑ نے فرمایا کہ تم کہو کہ میں آپ کے دوستوں میں سے ہوں اور آپ کے دشمنوں

کا دشمن اور آپ کے دوستوں کا دوست ہوں۔ اس نے عرض کی میں یہی کہتا ہوں کا اور میں واقعی ایسا ہی ہوں۔ جو کچھ میں نے کہا کیوں کہ اسے خدا ملائکہ اور آپ پسند نہیں کرتے لہٰذا توبہ کرتا ہوں۔ امام جوادؑ نے فرمایا اب تمہاری وہ نیکیاں اور حسنات واپس مل گئیں جو تمہارے اس قول کی بنا پر ختم ہو گئی تھیں۔[1]

شیخ سعدی اپنے تین اشعار میں کہتے ہیں:

۱۔ رہ نیکمردان آزادہ گیر — چو استادہ ای دست افتادہ گیر
۲۔ ببخشای کانان کہ مرد حق‌اند — خریدار بازار بی‌رونق‌اند
۳ جوانمرد اگر راست خواہی ولیست — کرم پیشہ شاہ مردان علیست

(۱) یعنی اگر نیک خواہ اور اچھی صفات والوں کے راستے پر چلو اور اگر تم صاحب ثروت ہو تو غریبوں کا سہارا بنو۔
(۲) جو دوستی اور کرم و بخشش کرو ہمیشہ کرتے رہو کیونکہ مرد حق شناس بے رونق بازار کے خریدار ہیں۔ یعنی ان کے لئے دنیا کچھ نہیں وہ نیک کام کر کے اپنے لئے ذخیرہ کرتے ہیں۔
(۳) اگر کوئی جوانمرد اور راست ہے چاہے کوئی اتفاق ہو وہ خدا کا پسندیدہ ہے۔ اور کرم و بخشش تو شاہ مرداں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا شیوہ اور طریقہ رہا ہے۔

۲۱۔ کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے؟

ایک شخص ایک بیوی کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھا ہوا تھا اور دسترخوان

---

[1] کلمۂ طیبہ ص ۲۵۵

Presented by www.ziaraat.com

پر مرغ مسلم بھی رکھا تھا کہ اچانک ایک فقیر دروازے پر آیا اور سوال کیا کہ اللہ
میری مدد کرو۔ وہ شخص غصہ میں اٹھا اور فقیر کو دھتکار دیا۔ کچھ دنوں بعد وہ شخص
خود غریب و فقیر ہو گیا اور مفلسی کی وجہ سے اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی
اس کی بیوی نے دوسری شادی کر لی۔ اتفاقاً ایک دن وہ عورت اپنے دوسرے
شوہر کے ساتھ کھانا کھا رہی تھی اور وہاں بھی مرغ مسلم رکھا تھا کہ ایک فقیر دروازے
پر آیا۔ شوہر نے کہا بہتر یہ ہے کہ مرغ مسلم اس فقیر کو دے دو۔ عورت نے جا کر فقیر
کو وہ مرغ دے دیا۔ جب واپس آئی تو رو رہی تھی۔ شوہر نے دیکھ کر سبب پوچھا
تو اس عورت نے کہا کہ یہ فقیر میرا پہلا شوہر تھا۔ پھر سارا واقعہ جو اس کے ساتھ
دستر خوان پر گذرا تھا، سنا دیا۔ مرد نے کہا خدا کی قسم میں وہی فقیر ہوں
جو تمہارے دروازے پر گیا تھا۔ اس شخص نے مجھے دھتکار دیا وہ ذلیل کیا گیا تھا۔

۲۲۔ لوگوں کی گذارشات کیسے قبول کی جائیں

یسع بن حمزہ کہتے ہیں کہ امام رضا کی خدمت میں مشرف ہوا ان سے باتیں
کر رہا تھا کچھ دوسرے لوگ بھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے، جو دینی مسائل اور حلال
اور حرام کے بارے میں سوالات کر رہے تھے۔ اس وقت ایک دراز قامت شخص
پہنچا جس کا رنگ گندمی تھا امام علیہ السلام کو سلام کرنے کے بعد اس نے کہا
یا بن رسول اللہ، میں آپ کا اور آپ کے آباؤ اجداد کا شیعہ (چاہنے والا)
ہوں۔ سفر حج سے واپس آ رہا ہوں میرے پاس جو رقم تھی سفر کے لئے
ختم ہو گئی ہے۔ آپ میری امداد فرمائیے۔ تاکہ اپنے گھر تک پہنچ سکوں

ا۔ ثمرات الاوراق ابن حجۃ حموی بر حاشیہ مستطرف ج ۲ ص ۱۴۰

لیکن کیونکہ خداوند عالم نے تمام ضروریات زندگی سے مجھے نوازا ہے اور گھر
کا میں ایک خوشحال انسان ہوں تو وہاں میں صدقہ کا بھی مستحق نہیں ہوں (جتنی
رقم آپ مجھے یہاں عنایت فرما دیں گے) میں اسے گھر جا کر آپ کی طرف سے صدقہ کر دوں
گا۔ امام نے فرمایا بیٹھو، خدا تمہیں معاف فرمائے، اور تم پھر لوگوں سے بات کرنے
لگے یہاں تک کہ سب لوگ چلے گئے صرف میں، یسع بن حمزہ، سلیمان جعفری
خثیمہ اور وہ شخص بیٹھے رہ گئے۔ حضرت علی ابن موسی الرضا نے فرمایا میں تھوڑی
دیر کے لئے اندر جانا چاہتا ہوں۔ سلیمان نے کہا بسم اللہ۔ آپ گھر میں تشریف
لے گئے تھوڑی دیر بعد واپس آئے تو دروازہ سے کہا کہ اس کے پیچھے کھڑے ہو
گئے، اپنا ہاتھ باہر نکال کر فرمایا خراسانی کہاں ہے۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر
ہوں۔ امام نے فرمایا یہ دو سو دینار اپنے اخراجات کے لئے لو میری طرف
سے صدقہ مت دینا۔ البتہ یہاں سے ابھی چلے جاؤ تاکہ میں تمہیں نہ دیکھوں
اور نہ تم مجھے۔ خراسانی چلا گیا اور امام علیہ السلام باہر تشریف لائے۔ سلیمان نے
عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں آپ نے اس شخص پر کرم فرمایا اور اس
کو کافی مقدار میں رقم بھی بخشی۔ لیکن آپ دروازے کے پیچھے کھڑے کیوں ہو
گئے تھے؟ آپ نے جواب دیا کہ میں اس کی حاجت پوری کر کے اس کے چہرہ
پر ظاہر ہونے والے آثار شرمندگی کو نہیں دیکھنا چاہتا تھا چونکہ ہر سوال کرنے والا
وقت سوال شرم و حیا محسوس کرتا ہے کیا تم نے پیغمبر اسلام کی حدیث نہیں سنی؟
المستتر بالحسنۃ (اگر کوئی شخص کار خیر پوشیدہ انجام دے گا
تو اس کو ستر حج کے برابر ثواب ملے گا۔ اور اگر کوئی آشکار اور ظاہری طور پر
گناہ کرے تو خدا کے نزدیک وہ ذلیل و خوار ہوگا۔ لیکن اگر کسی سے گناہ سرزد ہو
اور وہ چھپا رہے تو خدا بخش دے گا۔ کیا تم نے یہ قول نہیں سنا؟

Presented by www.zaraat.com

(معنی آنتہ یو مٹا سا شی) یعنی جب میں کسی سے سوال کرتا ہوں تو کبھی شرمندہ نہیں ہونا پڑتا بلکہ اپنے اہل و عیال کے پاس سرخرو واپس آتا ہوں۔

۲۳۔ امام زین العابدین اور محتاجوں کی پرورش

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب میں امام زین العابدین کو غسل دے رہا تھا تو حاضرین میں سے کسی نے آپ کے زانو اور پائے مبارک پر گٹھے کے نشانات دیکھے۔ چنانچہ ان کی نظر امام کے شانہ پر بھی پڑی تو دیکھا کہ وہاں بھی نشانات پڑے ہیں۔ ان لوگوں نے امام محمد باقر سے عرض کیا کہ آپ کے والد ماجد کے زانو اور پائے مبارک پر جو نشان ہیں وہ تو یقیناً طولانی سجدہ کرنے کی وجہ سے ہیں لیکن یہ شانہ پر کیسے نشان ہیں۔ امام نے فرمایا کہ اگر ان کی زندگی میں تم یہ سوال کرتے تو ہرگز نہ بتاتا۔ کوئی روز ایسا نہیں گذرتا تھا کہ میرے بابا حتی المقدور مجبور اور بے نوا لوگوں کو سیر نہ کرتے ہوں۔ رات کو جب سب کھانا کھا لیتے تو باقی کھانا ایک کیسہ میں الگ رکھ لیتے تھے اور سب کے سو جانے کے بعد گھر سے نکلتے۔ جو لوگ اپنی عزت و شرافت کی وجہ سے سوال نہیں کر سکتے اور تنگدست ہوتے انہیں وہ کھانا تقسیم کر دیتے تھے۔ ان لوگوں کو یہ بھی معلوم نہ ہوتا تھا کہ ہمارے لئے کھانا لانے والا کون ہے یہاں تک کہ خود امام کے گھر والوں کو بھی اس بات کا علم نہ تھا۔ صرف میں جانتا تھا۔ امام یہ چاہتے تھے کہ انہیں راز میں صدقہ دینے والوں کی جزا ملے۔ آپ اکثر فرماتے تھے کہ (ان صدقة السر تطفی غضب الله) صدقہ دے کہ کسی پر ظاہر کرنے سے خدا کی ناراضگی ختم ہو جاتی ہے جس طرح آگ کو پانی بجھا دیتا ہے۔ اگر تم میں سے کوئی داہنے ہاتھ سے صدقہ دے تو اس طرح دے کہ

بائیں ہاتھ کو علم تک بھی نہ ہو (یعنی صدقہ اس طرح چھپ کر دے کہ کسی کو خبر نہ ہو)[1]

۲۴۔ صدقہ دینے سے رزق زیادہ ہوتا ہے

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے بیٹے محمد سے فرمایا کہ بیٹا گھر کے اخراجات سے کتنی رقم بچی ہے۔ بیٹے نے جواب دیا چالیس دینار۔ امام نے فرمایا اسے جا کر صدقہ کر دو۔ محمد نے کہا بابا ہمارے پاس کچھ نہیں بچے گا صرف یہی چالیس دینار ہیں۔ امام نے فرمایا اسے صدقہ کر دو خداوند عالم اس کا عوض ضرور دے گا۔ پھر فرمایا اما علمت ان لکل شیء مفتاحا ومفتاح الرزق الصدقة (یعنی ہر چیز کی ایک کنجی ہوتی ہے اور رزق کی کنجی صدقہ ہے) بس ان چالیس دیناروں کو صدقہ کر دو۔ محمد نے حکم امام پر عمل کیا۔ اس واقعہ کو دس دن بھی نہ گذرے تھے کہ چار ہزار دینار امام کو ملے۔ امام نے فرمایا کہ بیٹا ہم نے راہ خدا میں چالیس دینار دیئے تھے اس نے ان کے بدلے ہمیں چار ہزار دینار عطا کئے ہیں[2]

۲۵۔ شرط جنت

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ انصار کے کچھ لوگ پیغمبر اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کے بعد عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہماری ایک حاجت

---

1 سفینۃ البحار ج ۲ صفحہ ۲۵

2 کافی جلد ۴ صفحہ ۹

Presented by www.ziaraat.com

ہے۔ آپ نے فرمایا کیا ہے؟ عرض کیا ایک بڑی درخواست ہے۔ رسول کریمؐ نے فرمایا جو کچھ ہو بیان کرو۔ ان لوگوں نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے جنت میں جانے کی ضمانت کر دیں۔ یہ سن کر رسول اللہ نے سر جھکا لیا اور کسی چیز سے زمین پر خط کھینچنے لگے تھوڑی دیر بعد سر اٹھا کر فرمایا۔ میں تمہاری جنت کا ضامن ہوں بشرطیکہ تم کسی سے کوئی سوال نہ کرو۔ انصار نے اس کے بعد طے کر لیا کہ کسی سے سوال نہ کریں گے۔ اور اس طرح عمل کیا کہ اگر سفر کرتے ہوئے گھوڑے سے ان کا تازیانہ گر جاتا تو سوال کے خوف سے کسی سے نہ مانگتے بلکہ خود گھوڑے سے اتر کر اٹھاتے تھے۔ یہاں تک کہ اگر دسترخوان پر کھانا کھاتے ہوئے پانی کی ضرورت ہوتی اور کسی دوسرے شخص کے پاس پانی ہوتا، اس سے طلب نہ کرتے۔ بلکہ خود اپنی جگہ سے اٹھ کر پانی پیتے تھے۔

۲۶۔ اس دُعا میں تعجب خیز اثر تھا

جناب یونسؑ نے تینتیس سال تک اپنی قوم کو تبلیغ کی لیکن سوائے دو آدمیوں کے کوئی ایمان نہ لایا۔ ایک عابد تھا اس کا نام ملیخا یا تنوخا تھا۔ دوسرا عالم تھا۔ اس کا نام روبیل تھا۔ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے وعدۂ عذاب کرنے کے بعد کسی قوم سے اپنا عذاب دور نہیں کیا۔ مگر قوم یونسؑ وہ قوم تھی جس کے لئے عذاب کا وعدہ ہو چکا تھا لیکن نازل نہیں ہوا۔ جناب یونسؑ نے انہیں ہر چند دعوت اسلام دی مگر انہوں نے ایک نہ سنی جناب یونسؑ نے سوچا کہ ان کے لئے بد دعا کریں۔ عابد نے بھی اس بارے میں آپ کو مشورہ دیا لیکن روبیل عالم نے منع کیا اور کہا خداوند عالم آپ کی دعا قبول تو کرے گا۔ مگر وہ یہ نہیں چاہتا کہ اپنے بندوں کو ہلاک کر دے۔ آخر جناب یونسؑ

نے عابد کے مشورے پر عمل کیا اور اپنی قوم کے لئے بد دعا کی۔ وحی ہوئی کہ فلاں دن فلاں وقت عذاب نازل ہوگا۔ جب عذاب نازل ہونے کی تاریخ آئی تو جناب یونسؑ عابد کو ساتھ لے کر شہر سے باہر چلے گئے لیکن روبیل شہر سے باہر نہ نکلا۔ عذاب کے نازل ہونے کا وقت آ گیا۔ آثار ظاہر ہونے لگے قوم یونسؑ پریشان ہوئی۔ انہوں نے جناب یونسؑ کو بہت تلاش کیا مگر وہ نہ ملے۔ روبیل سمجھاتے ہوئے کہا کہ اگر یونسؑ نہیں تو تم خدا سے پناہ مانگو گریہ و زاری کرو۔ شاید خدا تم پر رحم کرے۔ لوگوں نے اس سے پوچھا ہم کیسے پناہ مانگیں۔ روبیل نے کچھ دیر غور و فکر کے بعد کہا دودھ پیتے بچوں کو ان کی ماؤں سے جدا کر دو یہاں تک کہ اونٹ، بھیڑ بکری اور گائے سب کو بچوں سے جدا کر دو۔ اور شہر چھوڑ کر سب لوگ صحرا میں چلے جاؤ۔ اور رو رو کر یونسؑ کے خدا سے جو زمین و آسمان اور چھوٹے بڑے دریا، غرض ہر شے کا مالک ہے طلب عفو و بخشش کرو۔ لوگوں نے روبیل کے کہنے کے مطابق عمل کیا قوم کے کمر خمیدہ افراد اپنے چہرے کو زمین پر رکھ کر رو رہے تھے قوم کے ساتھ حیوانات کی بھی آوازیں بلند ہو رہی تھیں اور معلوم ہوتا تھا کہ جنگل کے درخت بھی ان کے ساتھ رو رہے ہیں۔ رحمت پروردگار کا ساعام ان کی طرف مائل ہوئی۔ عذاب ہوتے ہوتے ٹل گیا اور پہاڑوں کی طرف چلا گیا۔ عذاب کی تاریخ گذرنے کے بعد جناب یونسؑ پھر شہر کی طرف آئے تاکہ دیکھیں کہ قوم کس طرح ہلاک ہوئی ہے۔ شہر کے قریب پہنچے تو دیکھا لوگ حسب معمول زندگی بسر کر رہے ہیں۔ کچھ لوگ کھیتی میں مشغول ہیں۔ ایک شخص جناب یونسؑ کو نہیں پہچانتا تھا۔ اس سے آپ نے پوچھا کہ قوم یونسؑ کس حال میں ہے۔ اس نے جواب دیا یونسؑ نے اپنی قوم کے لئے بد دعا کی تھی۔ خداوند عالم نے ان کی دعا قبول کر لی اور عذاب نازل کیا۔ لیکن

Presented by www.ziaraat.com

وہ لوگ ایک جگہ جمع ہو کر روئے اور گڑگڑانے لگے خدا سے معافی مانگی اس نے بھی ان پر رحم کیا اور اپنا غضب ان سے دور کر دیا۔ اب وہ لوگ یونسؑ کی تلاش میں نکلے تاکہ ان پر ایمان لائیں۔ یہ سنکر جناب یونسؑ کو غصہ آیا اور وہاں سے ایک دریا کی طرف چل دیئے۔ چنانچہ خداوند عالم نے جناب یونس کو اپنی قوم پر برہم ہونے کی وجہ سے اس آیت میں بیان کیا ہے "وذا النون اذ ذهب مغاضبا" جناب یونس جب دریا کے پاس پہنچے تو ایک کشتی چلنے کو تیار دیکھا لوگوں سے کشتی پر سوار ہونے کی خواہش کی تو وہ ساتھ لے کر چل دیئے جب یونسؑ سوار ہو گئے کشتی ڈگمگانے لگی جب دریا کے بیچ میں پہنچی تو خدا نے ایک مچھلی کو کشتی کی طرف بڑھنے کا حکم دیا حضرت یونسؑ چونکہ کشتی کے آگے بیٹھے ہوئے تھے۔ یکایک مچھلی نے منہ کھولا تو لوگوں کی دہشت کے مارے چیخ نکل گئی۔ مچھلی پھر ... لوگوں نے کہا [illegible] جس کے نام قرعہ نکلے اسے مچھلی کے آگے ڈال دیا جائے [illegible] تو جناب یونسؑ کے نام نکلا لوگوں نے انہیں دریا میں ڈال دیا "فالتقمه الحوت وهو مليم" مچھلی جناب یونسؑ کو نگل گئی اور وہ مچھلی کے پیٹ میں تسبیح کرتے رہے تھے۔ روایت میں ہے کہ جناب یونسؑ جب تک مچھلی کے پیٹ میں رہے۔ دریا کی تاریکی شب کی تاریکی اور مچھلی کے پیٹ کی تاریکی تینوں ظلمتوں کی ... "ان لا اله الا انت سبحانك انی كنت من الظالمين" یونسؑ نے تاریکیوں میں ... یعنی تیرے سوا کوئی خدا نہیں ہے تیری ذات پاک و پاکیزہ ہے میں ظالموں میں سے تھا۔ ہم نے یونسؑ کی دعا قبول کی اور انہیں غم سے نجات دی

اور ہم اس طرح مومنین کو نجات دیتے ہیں۔ مچھلی نے جناب یونسؑ کو دریا کے کنارے ساحل پر ڈال دیا چونکہ جناب یونسؑ کے جسم کے تمام بال جھڑ گئے تھے اور کھال نازک ہو چکی تھی لہذا خدا نے ان کے لئے ایک درخت کدو پیدا کر دیا تاکہ وہ اس درخت کے سائے میں بیٹھیں اور حرارت آفتاب سے محفوظ رہیں اس وقت یونسؑ برابر تسبیح و تقدیس خدا کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ ان کی کھال اپنی اصل حالت پر آ گئی۔ خدا نے ایک کیڑے (دیمک) کو حکم دیا کہ وہ درخت کی جڑ کو کھا لے۔ اس نے جڑ کھا لیا اور وہ درخت خشک ہو گیا درخت کے خشک ہونے کا یونسؑ کو بہت افسوس ہوا۔ خدا نے فرمایا یونس! کیوں اتنے رنجیدہ ہو آخر کیا ہوا؟ یونس نے عرض کیا مجھے اس درخت سے بہت آرام تھا تو نے اس پر کیڑے کو مسلط کر دیا اور یہ خشک ہو گیا خدا نے فرمایا یونسؑ! تم اس درخت کے خشک ہونے پر اتنے زیادہ رنجیدہ ہو رہے ہو حالانکہ تم نے نہ تو اسے لگایا تھا اور نہ ہی پانی دیا تھا اور نہ تم کو اس کے سایہ کی ضرورت تھی یعنی تمہاری نظر میں اس درخت کی کوئی اہمیت بھی نہ رہی۔ لیکن تم کو ہزاروں بے بس لوگوں پر رحم نہ آیا۔ تم چاہتے تھے کہ ان پر عذاب نازل ہو اب انہوں نے توبہ کر لی ہے۔ تم ان کے پاس جاؤ۔ یونسؑ اپنی قوم میں واپس آئے۔ سب لوگ یونسؑ کے پاس آئے اور ان پر ایمان لے آئے۔

۲۷۔ دُعا کیوں دیر سے قبول ہوتی ہے؟

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک روز حضرت ابراہیمؑ کوہ بیت المقدس کے اطراف میں کسی چراگاہ کی تلاش میں پھر رہے تھے تاکہ اپنا جانور چرائیں۔ اچانک ایک آواز سنائی دی دیکھا تو

Presented by www.ziaraat.com

ایک بلند قامت انسان نماز پڑھتا ہوا نظر آیا۔ جناب ابراہیمؑ نے اس سے پوچھا۔

ابراہیمؑ۔ تم کس کے لئے نماز پڑھ رہے ہو؟

مرد۔ پروردگار عالم کے لئے پڑھ رہا ہوں

ابراہیمؑ۔ تمہارے علاوہ اس وادی میں کوئی موجود ہے؟

مرد۔ نہیں

ابراہیمؑ۔ تم اپنے کھانے کا بندوبست کہاں سے کرتے ہو؟

مرد۔ (ایک درخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) اس درخت کے پھل کھاتا ہوں اور سردی کے لئے ذخیرہ بھی کر لیتا ہوں۔

ابراہیمؑ۔ تمہارا گھر کہاں ہے؟

مرد۔ ایک پہاڑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے۔ وہاں اس پہاڑ کے پاس۔

ابراہیمؑ۔ تم مجھے ایک شب اپنا مہمان بنا سکتے ہو؟

مرد۔ میرے گھر کے راستے میں پانی ہے۔ اور اس سے گزرنا بہت مشکل ہے

ابراہیمؑ۔ تم خود کیسے گزرتے ہو؟

مرد۔ میں پانی کے اوپر سے گزر جاتا ہوں۔

ابراہیمؑ۔ میرا ہاتھ بھی پکڑ لو شاید خداوند عالم مجھے بھی اس سے گزار دے۔ پس اس مرد نے ابراہیمؑ کا ہاتھ پکڑا اور دونوں پانی پر سے گزر گئے جب گھر پہنچے تو ابراہیمؑ نے سوال کیا

ابراہیمؑ۔ سب سے سخت دن کون سا ہے؟

مرد۔ روز قیامت۔ کہ خداوند عالم سب لوگوں کو ان کے اعمال کی جزا و سزا دے گا۔

ابراہیمؑ۔ کتنا اچھا ہوگا کہ ہم دونوں مل کر دعا کریں کہ خداوند عالم ہمیں اس دن کے شر سے محفوظ رکھے۔[1]

مرد۔ دعا کیوں کرتے ہو؟ خدا کی قسم تین سال ہو گئے ایک دعا کرتا ہوں مگر اب تک قبول نہیں ہوئی۔

ابراہیمؑ۔ میں بتاؤں تمہاری دعا کے مستجاب ہونے میں کیوں تاخیر ہوئی؟ اس لئے کہ خداوند عالم کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو اس کی دعا قبول کرنے میں تاخیر کرتا ہے تاکہ اس کا بندہ مناجات کرتا رہے۔ اور اس سے مانگتا رہے کیونکہ وہ اس کی مناجات کو دوست رکھتا ہے۔ لیکن اگر خدا کسی بندے سے ناراض ہوتا ہے اور وہ کوئی چیز طلب کرتا ہے تو خدا اس کی دعا جلد قبول کرتا ہے۔ یا اس کے دل کو اس حاجت سے روگرداں کر کے مایوس کر دیتا ہے تاکہ وہ دوبارہ اس چیز کی درخواست نہ کرے۔ پھر پوچھا تمہاری حاجت کیا تھی؟

مرد۔ تین سال قبل بکریوں کا ایک گلہ یہاں سے گزرا اس کا نگہبان ایک خوبصورت جوان تھا اس کے دونوں شانوں پر اس کی زلفیں پڑی ہوئی تھیں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ یہ بکریاں کس کی ہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ یہ ابراہیم خلیل الرحمن کی ہیں۔ اس وقت میں نے دعا کی کہ خدایا اگر روئے زمین پر کوئی خلیل اور دوست ہے تو اس سے میری بھی ملاقات کرا دے۔

---

[1] روضۃ الکافی جلد ۸ ص ... یہ روایت ہے کہ حضرت محمدؐ نے فرمایا کہ جب ابراہیمؑ نے کہا کہ گنہگاروں کے لئے دعا کریں، وہی دعا آج تک ہمارے شیعوں کے حق میں موثر رہتی ہے

Presented by www.zaraaf.com

ابراہیم، خدا سے تیری عاشقوں کی میں بھی ابراہیم خلیل اللہ ہوں۔

وہ مردود جگہ سے ہٹا اور جناب ابراہیم کو بیٹے سے لگایا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جناب پیغمبر اسلام رسالت و نبوت پر مبعوث ہوئے تو آپ نے لوگوں کو صدقہ کرنے کا حکم دیا۔

۲۸۔ دُعا قبول کیوں نہیں ہوتی؟

ایک روز حضرت ابراہیم ادہم بصرہ کے بازار سے گزر رہے تھے لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے اور کہا حضرت! خداوند عالم نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ ادعونی استجب لکم مجھ سے طلب کرو تو میں تم کو دوں گا۔ ہم اس سے طلب کرتے ہیں، لیکن ہماری دعا قبول نہیں ہوتی۔ حضرت ابراہیم نے جواب دیا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ تمہارے دل دس چیزوں کی وجہ سے مردہ ہو گئے ہیں اور تمہارے دلوں میں صدق و صفا نہیں۔ تمہارے دل پاک و پاکیزہ نہیں ہیں۔ لوگوں نے پوچھا وہ دس چیزیں کیا ہیں؟ آپ نے کہا:

(۱) تم لوگوں نے خدا کو پہچانا مگر اس کا حق ادا نہیں کیا۔

(۲) قرآن مجید کی تلاوت کی لیکن اس پر عمل نہ کیا۔

(۳) پیغمبر سے محبت کا دعویٰ کیا لیکن ان کی اولاد کے ساتھ دشمنی کی۔

(۴) شیطان سے دشمنی کا دعویٰ کیا لیکن اعمال میں اس کے پیرو اور شریک ہو۔

(۵) تم جنت میں جانے کی خواہش رکھتے ہو لیکن کوئی عمل بھی ایسا انجام نہیں

۱؎ بحار الانوار جلد ۹۰ صفحہ ۳۷۶۔

دیتے جو تمہیں جنت میں لے جا سکے۔

(۶) تم نے کہا کہ آتش جہنم سے ہم ڈرتے ہیں، لیکن تم نے اپنے بدن کو اس میں ڈال دیا۔

(۷) دوسروں کی عیب جوئی میں مشغول ہو گئے اور اپنے عیوب کی طرف توجہ نہ دی۔

(۸) تم نے کہا کہ دنیا کو دوست نہیں رکھتے لیکن اسے حاصل کرنے کی کوشش کی۔ حرص اور لالچ کی بنا پر مال دنیا کو اکٹھا کرتے رہے۔

(۹) موت کا اقرار کرتے ہو لیکن اس کے لیے آمادہ نہیں ہوتے۔

(۱۰) تم نے مُردوں کو دفن کیا لیکن ان سے عبرت و نصیحت حاصل نہ کی۔

یہی دس اسباب ہیں جو تمہاری دعاؤں کے قبول نہ ہونے کا باعث ہیں۔

۲۹۔ بلند ہمتی

دمیری حیوۃ الحیوان میں لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ پیغمبر اسلام نے سفر کے دوران ایک شخص سے ملاقات کی اور اس کے ہاں مہمان ہوئے۔ اس نے آپ کی بڑی اچھی مہمان نوازی کی۔ وہاں سے چلتے وقت آپ نے اس سے فرمایا۔ اگر تم ہم سے کچھ چاہتے ہو تو ہم دعا کریں تاکہ تمہاری مراد پوری ہو۔ اس نے کہا خدا سے دعا کیجئے کہ مجھے ایک اونٹ عطا کرے جس پر میں پیشتر سامان رکھ کر سفر کر سکوں اور چند گوسفند جن کے دودھ سے میں استفادہ کر سکوں۔ پیغمبر اسلام نے اس کے لئے دعا کی پھر اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ کاش یہ شخص بھی عجوزۂ بنی اسرائیل کی طرح بلند ہمت ہوتا۔ یہ ہم سے کہتا کہ اس کے لئے زیادہ خرچ

۱؎ دو صفات: حیوۃ الحیوان لفظ ...
۲؎ عجوزہ کے معنی بوڑھی عورت ہے

Presented by www.zaraaf.com

کی نیکیاں خدا سے طلب کریں۔ صحابہ نے عرض کیا، بنی اسرائیل کی ضعیفہ کا کیا قصہ ہے؟ پیغمبرؐ نے فرمایا کہ جب جناب موسیٰؑ بنی اسرائیل کے ساتھ مصر سے شام کی طرف جانا چاہا تو راستہ بھول گئے۔ بہت جستجو کی مگر کچھ پتہ نہ چلا۔ تو حضرت موسیٰؑ ڈرے کہ کہیں پہلے کی طرح پھر کسی پریشانی میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ اپنے اصحاب کو جمع کر کے پوچھا کہ تم لوگوں نے مصر کے لوگوں سے کوئی وعدہ تو نہیں کیا ہے۔ کہ اگر ہم اس شہر سے نکل جائیں تو وعدہ خلافی ہو۔ لوگوں نے جواب دیا ہاں، ہم نے اپنے آباؤ اجداد سے سنا کہ جب جناب یوسفؑ کا انتقال ہوا تو انہوں نے مصر والوں سے خواہش کی کہ جب تم لوگ شام جانا تو میرا جنازہ ساتھ لیتے جانا اور میرے باپ یعقوبؑ کے پاس دفن کر دینا۔ ہمارے اجداد نے قبول کر لیا تھا۔ جناب موسیٰ نے فرمایا کہ مصر واپس چلو اور اپنا وعدہ پورا کرو۔ ورنہ اس پریشانی سے کبھی نجات نہیں پا سکتے۔ تمام لوگ مصر واپس آئے

جناب موسیٰؑ نے جس سے بھی قبر جناب یوسفؑ کے متعلق پوچھا اس نے لاعلمی ہونے کا اظہار کیا۔ کسی نے بتایا کہ ایک بوڑھی عورت ہے وہ کہتی ہے کہ میں جانتی ہوں یوسفؑ کی قبر کہاں ہے۔ جناب موسیٰؑ نے اس عورت کو بلوایا۔ جب جناب موسیٰؑ کا آدمی اس عورت کے پاس پہنچا اور اس واقعہ کی خبر دی تو اس نے کہا کہ موسیٰؑ سے کہنا اگر میرے علم کی ضرورت ہے تو میرے پاس آؤ کیونکہ تقاضائے علم یہی ہے۔ یہ پیغام جب جناب موسیٰ کے پاس پہنچا تو اس کی تصدیق کی اور اس کی بلند ہمتی پر تعجب کیا۔ پھر خود اس عورت کے پاس آئے اور جناب یوسفؑ کی قبر کے بارے میں پوچھا۔ عورت نے جواب دیا۔ موسیٰؑ علم ایک قیمتی چیز ہے۔ کئی سال سے میں نے اسے اپنے سینے میں چھپا رکھا ہے۔ میں اس وقت تمہیں بتاؤں گی جب تم میری تین باتیں مان لو گے۔ جناب موسیٰؑ نے فرمایا اپنی حاجتیں بیان کرو

اس عورت نے کہا اول تو یہ کہ میری جوانی پلٹ آئے دوسرے یہ کہ تم مجھ سے عقد کرو۔ تیسرے آخرت میں بھی مجھے تمہاری ہمسری کا شرف ہو۔ حضرت موسیٰؑ اس عورت کی بلند ہمتی پر جو کہ اپنی ان خواہشات سے دنیا و آخرت کی سعادت چاہتی تھی، تعجب کرنے لگے اور خدا سے دعا کی۔ تو اس عورت کی تینوں دعائیں پوری ہوئیں۔۔ اس وقت اس عورت نے جناب یوسفؑ کی قبر کے بارے میں یہ بتایا کہ جب یوسفؑ کا انتقال ہوا تو مصریوں نے ان کی قبر کے بارے میں اختلاف کیا، ہر قبیلہ چاہتا تھا کہ حضرت یوسفؑ ان کے محلہ میں دفن ہوں۔ اختلاف اتنا بڑھا کہ نوبت تلواروں تک پہنچ گئی۔ اختلاف دور کرنے کے لئے طے پایا کہ حضرت یوسفؑ کا جسم ایک تابوت بلوری میں رکھ کر اس کے سوراخ بند کر دیئے جائیں اور دریائے مصر میں دفن کر دیا جائے۔ تاکہ شہر مصر کا پانی قبر حضرت یوسفؑ کے اوپر سے گذرے اور ہر جگہ پہنچے تاکہ سب لوگ ان کی قبر کے فیض سے استفادہ کریں۔ پھر جناب موسیٰ کو ان کی قبر دکھائی۔ جناب موسیٰ نے وہاں سے تابوت جناب یوسفؑ کو نکال کر بیت المقدس سے چھ فرسخ دور جو جگہ خلیل مقدس کے نام سے مشہور ہے قبر جناب یعقوبؑ کے سامنے جناب ابراہیمؑ کے پاس دفن کر دیا

۲۰۔ سلمان فارسی کس چیز سے ڈرتے تھے

ورام ابن ابی فراس لکھتے ہیں کہ سلمان فارسی جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو سعد ان کی عیادت کے لئے گئے۔ سلمان رونے لگے۔ سعد نے پوچھا کیوں رو رہے ہو؟ سلمان نے جواب دیا کہ میں دنیا کی لالچ اور اس کی محبت میں نہیں رو رہا ہوں بلکہ اس لئے رو رہا ہوں کہ پیغمبر اسلامؐ نے ہم سے عہد لیا تھا کہ تم لوگ اس دنیا سے صرف اتنا توشہ سفر اختیار کرو۔ جس طرح کسی سوار کو ایک جگہ سے

Presented by www.zaraat.com

دوسری جگہ جاتے ہیں کسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے۔ اب میں اس لئے رو رہا ہوں کہ مجھے خوف ہے کہیں اس مقدار سے زیادہ میرے تصرف میں نہ ہو۔ جناب سعد نے کہا اس وقت میں نے سلمان کے گھر میں چاروں طرف دیکھا تو صرف ایک ہی ایک پیالہ اور ایک طشت نظر آیا، اور بچھونا تھا

جب جناب سلمان کو مدائن کا گورنر بنا کر بھیجا گیا تو آپ گدھے پر سوار ہو کر تنہا چل دیئے۔ مدائن کے لوگوں کو جب اطلاع پہنچی کہ ان کا حاکم جس کا نام سلمان ہے یہاں آ رہا ہے۔ ہر طبقہ کے لوگ استقبال کے لئے مدائن سے باہر نکل آئے کچھ دیر گزر گئی مگر کوئی نہ آیا۔ یہاں تک کہ دیکھا ایک شخص گدھے پر سوار ہے اور شہر کی طرف آ رہا ہے۔ سب نے پوچھا تم نے امیر مدائن کی طرف آتے ہوئے دیکھا تھی؟ تو سلمان فارسی نے پوچھا امیر مدائن کون؟ تو بولے جناب سلمان فارسی جو کہ پیغمبر اسلام کے اصحاب میں سے ہیں۔ سلمان فارسی نے جواب دیا کہ امیر کو تو نہیں جانتا البتہ سلمان فارسی میں ہی ہوں۔ یہ سن کر سب نیچے اتر گئے اور اپنے گھوڑے جناب سلمان کی خدمت میں پیش کرنے لگے۔ جناب سلمان نے کہا میرے لئے یہ گدھا ہی اچھا ہے۔ پھر شہر پہنچے تو لوگوں نے دارالامارہ میں لے جانا چاہا جناب سلمان نے منع کیا اور فرمایا میں امیر نہیں ہوں کہ دارالامارہ میں جاؤں ایک دوکان کرایہ پر لے کر اسے اپنا مسکن بنایا اور لوگوں کے درمیان حکومت کرنے لگے۔ ضروریات زندگی میں ایک کھال تھی جس پر وہ بیٹھتے تھے ایک لوٹا طہارت کے لئے اور ایک عصا اپنے ساتھ لاتے تھے۔ سر کے نیچے اینٹ سے تکیہ کرتے تھے

اتفاق سے ایک بار شہر میں بدامنی پھیل گئی تمام لوگ اپنے مال و دولت، بیوی بچوں اور اپنی جان کے خوف سے آشفتہ و پریشان تھے اور فریاد کر رہے تھے جب سلمان اپنی جگہ سے اٹھے۔ کھال کو اپنے دوش پر ڈالا ایک ہاتھ میں لوٹا اور دوسرے ہاتھ میں عصا لے کر بغیر خوف و ہراس کے راہ نجات اختیار کی۔ اس وقت کہتے جاتے تھے کہ ایسے پرہیزگار اور کم مایہ لوگ جو دنیا سے محبت نہیں رکھتے روز قیامت نجات پائیں گے۔

۳۱۔ امام حسن مجتبیٰؑ کیوں رو رہے تھے؟

حضرت علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام نے اپنے آباؤ اجداد سے نقل کیا ہے کہ امام حسن مجتبیٰؑ کی وفات کے وقت جو لوگ موجود تھے انہوں نے آپ کو روتے دیکھا تو عرض کیا یا بن رسول اللہ! آپ رو رہے ہیں۔ حالانکہ آپ کو پیغمبر سے نسبت حاصل ہے اور آپ کے مقام و مرتبہ کی پیغمبر نے تعریف کی ہے اور آپ نے بیس حج پیدل کئے۔ اور اپنا تمام مال تین مرتبہ راہ خدا میں تقسیم کر دیا اور اسی طرح تقسیم کیا کہ نعلین میں سے ایک اپنے لئے رکھی اور دوسری راہ خدا میں تقسیم کر دی۔ تو امام نے فرمایا (ابکی لھول المطلع وفراق الاحبۃ) کہ میں مطلع کے خوف سے اور دوستوں کی جدائی پر رو رہا ہوں۔ علامہ مجلسیؒ نے بحار الانوار میں لکھا ہے کہ مطلع سے حضرت کی مراد روز قیامت عدل الٰہی کے سامنے مختلف قسم کی گرفتاریوں میں مبتلا ہو کر جو انسان کو مرنے کے بعد دوچار ہوتی ہیں کھڑا ہونا ہے

۳۲۔ حقیقی خوف گناہوں سے روکتا ہے

جناب ابو حمزہ ثمالی نے نقل کیا ہے کہ امام زین العابدینؑ نے فرمایا ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ کشتی پر سوار ہوا طوفان کی وجہ سے کشتی ٹوٹ

Presented by www.zaraat.com

گئی۔ تمام مسافر دریا میں ڈوب گئے اور صرف وہی ایک عورت زندہ بچی۔ وہ ایک تختے پر بیٹھ کر ایک جزیرہ تک پہنچ گئی۔ اس جزیرہ پر ایک رہزن تھا جو کسی گناہ کے کرنے سے نہ ڈرتا تھا۔ اتفاقاً رہزن کی ملاقات اس عورت سے ہو گئی۔ رہزن کو احتمال بھی نہیں تھا کہ جزیرہ میں کسی وقت عورت کو دیکھ سکتا ہے۔ لیکن جب اس عورت کو دیکھا تو تعجب سے پوچھا کہ تو انسانوں میں سے ہے یا جنوں میں سے ہے؟ عورت نے جواب دیا میں انسانوں میں سے ہوں۔ رہزن نے وقت کو غنیمت سمجھا اور اس سے کسی بات کے بغیر فعل حرام کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ لیکن اسی دوران رہزن کی نگاہ عورت پر پڑی تو دیکھا کہ اس کا تمام جسم درخت کی شاخوں کی مانند لرز رہا ہے۔ یہ دیکھ کر رہزن نے عورت سے سوال کیا کہ کیوں کانپ رہی ہو؟ عورت نے سر بلند کر کے آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ خدا سے ڈرتی ہوں۔ رہزن نے پھر پوچھا کہ اس سے پہلے کبھی تم نے کوئی فعل حرام انجام دیا ہے؟ عورت نے کہا پروردگار عالم کی عزت و جلال کی قسم اب تک کوئی ایسا کام انجام نہیں دیا ہے۔ جب یہ سنا تو عورت کی حالت دیکھ کر رہزن بہت متاثر ہوا اور کہا کہ تو نے کبھی ایسا کوئی عمل انجام نہیں دیا اور اب تو میرے مجبور کرنے کے باوجود راضی نہیں ہے پھر بھی اس قدر ڈر رہی ہے خدا کی قسم مجھے تجھ سے زیادہ ڈرنا چاہیئے۔ یہ کہہ کر اپنا ارادہ بدل دیا اور اپنے گھر کی طرف چلا گیا اور اپنے گذشتہ گناہ سے توبہ کی۔ رہزن جب جزیرے سے گھر کی طرف جا رہا تھا) راستے میں ایک راہب سے ملاقات ہوئی۔ کچھ دور تک دونوں ساتھ چلتے رہے جب دھوپ میں تیزی پیدا ہوئی تو راہب نے کہا کہ جوان۔ بہتر ہے کہ تو دعا کر کہ خدائے عالم ہمارے سر پر سایہ کرنے کے لئے کوئی ابر سیاہ بھیج دے۔ تاکہ کچھ آرام مل سکے

جوان نے شرمندگی سے کہا میں نے قربۃً الی اللہ کوئی نیک کام نہیں کیا ہے کہ دعا کر سکوں۔ راہب نے کہا تو میں دعا کرتا ہوں اور تم آمین کہنا۔ جوان نے قبول کر لیا۔ راہب نے دست دعا بلند کئے کہ خداوند ہمارے سکون کے لئے کوئی بادل بھیج دے۔ رہزن نے آمین کہی۔ کچھ دیر بھی نہ گذری تھی کہ آسمان کے کچھ حصے پر بادل چھا گئے اور یہ دونوں سایہ میں راستہ چلتے رہے۔ تقریباً ایک گھنٹے کے بعد ایک دوراہے پر پہنچے۔ ایک راستے کی طرف راہب دوسرے کی طرف جوان چلا اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ اچانک راہب نے دیکھا کہ ابر جوان کے سر پر سایہ کئے ہوئے ہے تو راہب نے کہا کہ یہ معلوم ہوا کہ تم مجھ سے بہتر ہو تمہاری دعا قبول ہوئی ہے میری نہیں تم مجھے اپنا ماجرا سناؤ۔ جوان نے عورت کا تمام قصہ [illegible] جوان [illegible] راہب نے کہا کہ صرف اس وقت تمہارے دل میں خوف پیدا ہونے کی وجہ سے خدا نے تمہارے گذشتہ گناہ بخش دیئے۔ اس کا خیال رکھنا کہ آئندہ کبھی معصیت نہ ہونے پائے

۲۲۔ کیا خوف اچھا ہوتا ہے؟

محقق [illegible] دولت [illegible] تو بہت [illegible] نے اپنے غلام کو دروازے پر بٹھا دیا اور کہا کہ اگر کوئی حاجت مند شیعہ یہاں آئے تو واپس کر دینا۔ اس سال مکہ گیا وہاں حضرت امام جعفر صادق کی خدمت میں پہنچا اور انہیں سلام کیا۔ آپ نے بہت ہی ناراضگی کے ساتھ جواب سلام دیا۔ میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر فدا ہوں مجھ سے کیوں ناراض ہیں؟ کس وجہ سے آپ کے لطف سے محروم ہوں تو امام نے فرمایا کہ میری ناراضگی کا سبب وہی

Presented by www.zaraat.com

چیز ہے جس نے تمہارے عقیدے کو میرے بارے میں متغیر کر دیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ خدا کی قسم میں ان کے حقوق اور ان کے اعتقاد کی حقیقت کو سمجھتا ہوں لیکن میں ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ ان پر مشتبہ ہو جائے اور لوگ مجھ پر جرح کریں۔
امام نے جواب میں فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے ہو کہ جب دو مومن ملاقات کے وقت معانقہ کرتے ہیں تو ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان خدا کی طرف سے ستر رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ ان میں سے ننانوے رحمتیں اس کو ملتی ہیں جو اپنے برادر دینی کو زیادہ دوست رکھتا ہے۔ اور اگر فرط محبت سے وہ ایک دوسرے کو بوسہ دیں تو آسمان سے آواز آتی ہے کہ تمہارے گناہ بخش دیئے گئے۔ اور جب آپس میں راز کی باتیں کرتے ہیں تو ملائکہ موکل اور کاتبان کرام آپس میں کہتے ہیں کہ ہم کو ان سے دور ہو جانا چاہئے کیونکہ ممکن ہے کہ یہ لوگ کوئی ایسی راز کی بات کریں جو ان کا پروردگار پوشیدہ رکھنا چاہتا ہو۔
حضرت کی گفتگو یہاں تک پہنچی تو میں نے عرض کیا کہ وہ فرشتے جو ہر حرف کی بات سنتے ہیں پھر اگر وہ دور ہو جائیں تو ممکن ہے کہ باتیں نہ سن پائیں اور پھر لکھ بھی نہ سکیں گے حالانکہ ارشاد باری ہے (ما یلفظ من قول .... عتید) یعنی کوئی لفظ بھی زبان پر جاری نہیں ہوتا مگر یہ کہ دو ملک رقیب و عتید اس کے لکھنے کے لئے آمادہ رہتے ہیں۔ میرا یہ سوال سن کر حضرت نے تھوڑی دیر کے لئے سر جھکا لیا۔ جب سر اٹھایا تو آپ کی آنکھوں سے اشک جاری تھے۔ آپ نے فرمایا اے اسحٰق۔ اگر ملائکہ نہیں سنتے تو خداوند عالم تو تمام رموز و اسرار کو جانتا ہے وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔ اسحٰق خدا سے اس طرح ڈرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اور اگر اس میں شک کرو کہ وہ بھی تمہیں دیکھ رہا ہے تو کافر ہو جاؤ گے۔ اور اگر تمہیں یقین ہو کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے مگر پھر بھی گناہ کرو تو تم

نے خدا کو تمام ناظرین سے پست تر جانا جو تمہاری طرف دیکھ رہا ہے، تم اس کی معصیت کر رہے ہو اور تمہیں شرم نہیں آتی۔ (تعداد مختصر ... ملاحظہ کیجئے)[1]

۲۴ حضرت علیؑ کی راتیں کیسے گزرتی تھیں

حبہ عرنی کہتے ہیں کہ ایک رات میں اور نوف اپنے گھر کے سامنے سو رہے تھے۔ رات کا کچھ حصہ گزرنے کے بعد ہم نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا کہ حیران و پریشان لوگوں کی طرف دیوار پر ہاتھ رکھے ہوئے یہ آیت پڑھ رہے تھے (ان فی خلق السموات و ...) (آخر) یعنی آپ اس حالت میں تھے کہ جیسے بے ہوش ہو جائیں۔ پھر مجھ سے فرمایا۔ حبہ! تم سو رہے ہو یا جاگ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میں جاگ رہا ہوں آپ کی گریہ و زاری (دیکھ کر) پریشان ہوں۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے اشک جاری ہیں۔ پھر مجھ سے فرمایا (ان ... موقف ...) اے حبہ! ایک روز ایسا آئے گا کہ ہم سب اس روز پروردگار کے سامنے کھڑا ہونا پڑے گا۔ ہمارا چھوٹا بڑا عمل اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔
حبہ! خدا ہماری اور تمہاری شہ رگ گردن سے بھی زیادہ قریب ہے کوئی چیز بھی خدا سے چھپی نہیں۔ پھر نوف کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا تم سو رہے ہو یا بیدار ہو؟ تو نوف نے کہا جاگ رہا ہوں اے امیر المومنین! آج میں آپ کی حالت دیکھ کر بہت رویا ہوں۔ اگر ... گریہ و زاری پر مجبور ہو گیا ہوں (فقال یا نوف ...... فی اللہ ...)

[1] مجالس المومنین۔ قاضی نور اللہ ص ۲۱۳ ۱۵

Presented by www.zaraat.com

امیر المومنین نے فرمایا۔ اتنا سمجھ لو کہ جو قطرۂ اشک خدا کے خوف کی بنا پر آنکھ سے نکلتا ہے وہ آتش جہنم کے بہت سے دریا خشک کر دیتا ہے جو خوف خدا میں آنسو بہاتا ہے۔ وہ کسی سے دوستی یا دشمنی اللہ کے لیے کرتا ہے تو اس سے زیادہ خدا کے نزدیک کوئی عزیز نہیں۔

نوٹ! اگر کوئی کسی سے اللہ کے لئے محبت کرتا ہے تو اس کی محبت پر کسی کو مقدم نہ کرے گا۔ اگر کوئی خدا کی ناراضگی کا باعث ہو تو اس کا انجام دیکھنے والا کبھی کسی کی نہ دیکھے گا۔ اب جب کہ تم یہ خصوصیت رکھتے ہو کہ تم نے حقائق ایمانی کو مکمل کر دیا۔ لوگوں کو کچھ نصیحت کر کے آنحضرت کی طرف متوجہ ہوئے۔ امیر المومنین نے آخر کلام میں فرمایا کہ تمہیں ہمیشہ خدا سے ڈرتے رہنا چاہیے پھر آپ وہاں سے چلے گئے۔ اور جاتے وقت کہہ دیا (لیت شعری فی غفلاتی ...)

اے کاش! مجھے یہ معلوم ہو کہ میری اس غفلت میں تم میری طرف متوجہ ہو یا مجھ سے غافل ہو۔ خدایا! کاش مجھے معلوم ہو کہ طولانی خواب اور تیری عطا کردہ کنتول پر میری معصوم شکر گزاری کا تیرے نزدیک کیا مرتبہ ہے؟ حبہ نے کہا خدا کی قسم امیر المومنینؑ تمام رات اسی راز و نیاز میں سوز و گداز کی گفتگو کرتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔[1]

۲۵۔ ہمیں اس دن کیلئے آمادہ رہنا چاہیئے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب حضرت علی کی مادر گرامی جناب فاطمہ بنت اسد کا انتقال ہوا تو حضرت علی جب کہ آثار

۱۔ الکنی ج ۲ صفحہ ۸۲۔

غم (اندوہ) آپ کے چہرے پر نمایاں تھے خدمت رسولؐ میں آئے۔ رسول اسلامؐ نے پوچھا کیا ہوا؟ علیؑ نے جواب دیا میری مادر گرامی کا انتقال ہو گیا ہے۔ یہ سن کر پیغمبر اسلامؐ نے بھی کہا میری ماں کا انتقال ہوا ہے اور رونا شروع کر دیا اور ہائے مادر گرامی کہہ کر آپؐ روتے جاتے تھے۔ پھر اپنی ردا اور پیراہن حضرت علیؑ کو دے کر فرمایا اس سے انہیں کفن دو اور تکفین کے بعد مجھے بھی اطلاع دینا جب جنازہ قبرستان پہنچا تو پیغمبر اسلامؐ نے نماز پڑھائی لیکن اس روز ایسی نماز پڑھائی کہ کسی کی نماز جنازہ نہ اس سے پہلے اس طرح پڑھائی تھی اور نہ بعد میں پڑھائی پھر آپؐ قبر میں اتر کر لیٹے۔ اور باہر نکل کر فرمایا۔ اب دفن کرو۔ دفن کے بعد جناب فاطمہ سے خطاب فرمایا۔ تو انہوں نے جواب دیا بے شک، رسول اللہ تو آپ نے فرمایا کہ جو تمہارے پروردگار نے وعدہ کیا تھا وہ پورا ہوا یا نہیں۔ فاطمہ بنت اسد نے جواب دیا ہاں، رسول اللہ! خدا آپ کو بہترین جزا دے پیغمبرؐ نے بہت طویل طولانی دعائیں پڑھیں۔ جب آپ وہاں سے آئے تو لوگوں نے پوچھا۔ جو عمل آپ نے فاطمہ کے جنازہ میں انجام دیا یعنی قبر میں اترنا، اپنے لباس سے کفن دینا طولانی نماز پڑھنا اور راز و نیاز کی گفتگو کرنا، وہ کسی کے جنازے کے ساتھ انجام نہیں دیا؟ پیغمبرؐ نے فرمایا ہاں میں نے اپنے لباس سے انہیں اس لئے کفن دیا کہ میں ایک روز لوگوں کے قیامت کے محشور ہونے کی کیفیت بیان کر رہا تھا تو فاطمہ نے کہا ہائے افسوس۔ اس لئے میں نے اپنے لباس سے انہیں کفن دیا۔ اور نماز میں خدا سے درخواست کی کہ یہ لباس پرانا نہ ہو تاکہ اس طرح فاطمہ سلام اللہ علیہا جنت میں محشور ہوں اور جنت میں داخل ہوں۔ خدا نے قبول فرمایا ہے اور میں فاطمہ کی قبر میں اس لئے لیٹا کہ ایک روز میں نے فاطمہ سے کہا کہ جب میت کو قبر میں اتار دیں گے تو دو ملک (منکر و نکیر) ان سے سوال

Presented by www.ziarat.com

کر لیے گئے۔ یہ سُن کر فاطمہ نے کہا تھا آدا یعنی اس روضہ سے خدا کی۔ اور انگنی ہوں شن نے ان کی قبر میں لیٹ کر خدا سے درخواست کی کہ جنت کا [illegible] کی قبر [illegible] ہوں وہ اور ان کی قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنا دے۔

اور جب [illegible] آپ رات کے جب دختر [illegible] رقیہ کا انتقال ہوا [illegible] کی قبر کے پاس کھڑے ہوئے [illegible] کر کے رونا شروع کر دیا۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ نے [illegible] فرمایا:

۲۶۔ رحمتِ خدا دیکھیو

[illegible] کے [illegible] میں [illegible] یہاں [illegible] کہتے ہیں کہ [illegible] ان پر ایک بجلی [illegible] اگر آپ [illegible] ہوں کو [illegible] تو [illegible] کی [illegible] سے بھی زیادہ [illegible] پھر [illegible] کے [illegible] سکتے ہیں [illegible] آپ [illegible] کے ساتھ ہمارے [illegible] پیغمبر اسلام نے [illegible] فرمایا، ابوجہل [illegible] کی [illegible]

[illegible]

سیر کرائی تھی قرآن مجید کی اس آیت میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے (وکذلک نری ابراہیم [illegible] موقنین) خدا نے ان کی قوت بصارت میں اضافہ کر دیا۔ جب وہ آسمان کی آخری بلندی پر پہنچے تو روئے زمین کے مرتا ہر دامن کو دیکھ رہے تھے۔ اسی دوران میں ایک مرد اور ایک عورت کو ایک عمل شنائع انجام دیتے دیکھا۔ ان کے لئے بددعا کی، وہ اسی وقت مر گئے۔ دوسری مرتبہ پھر یہی منظر دیکھا، ان کے لئے بھی بددعا کی وہ بھی ہلاک ہو گئے۔ تیسری مرتبہ پھر دونوں کو اسی حالت میں دیکھا تو ان کے لئے بھی بددعا کی وہ بھی مر گئے۔ چوتھی مرتبہ پھر یہی عمل انجام دیتے ہوئے دو شخص نظر آئے جناب ابراہیم نے بددعا کرنا چاہی کہ وحی ہوئی: اے ابراہیم میرے بندوں کے لئے بددعا نہ کرو۔ (انا الغفور الرحیم الجبار الحلیم) میں بخشنے والا مہربان، جبار اور حلیم ہوں۔ گرچہ اپنے بندوں کو گناہ کرتا دیکھتا ہوں تو بھی ان پر تمہاری طرح غصہ نہیں کرتا پس اب میرے بندوں کے لئے بددعا نہ کرو۔ تم کو تو میں نے اپنے بندوں کو ڈرانے کے لئے مبعوث کیا ہے تم میرے ملک میں شریک ہو اور نہ ہی مجھ پر حکومت کرتے ہو۔

میرے نزدیک بندوں کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) جو لوگ گناہ کرتے ہیں ان کو سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا بلکہ اگر وہ توبہ کر لیں تو ان کے گناہ معاف کر دیتا ہوں اور پردہ پوشی کرتا ہوں۔

(۲) بعض گناہگاروں کو اس لئے مہلت دیتا ہوں کہ مجھے معلوم ہے کہ ان کے صلب سے فرزند مومن پیدا ہوگا تو کافر ماں باپ کے ساتھ سختی نہیں کروں گا۔ یہاں تک کہ وہ بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر جب مقصد حاصل ہو جاتا ہے تو انہیں سزا مل جاتی ہے اور وہ بلاؤں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

اگر یہ دو چیزیں [illegible] نہ ہوں تو جو سزا میں نے ان کے لئے

Presented by www.ziaraat.com

میں کی ہے وہ تمہاری تجویز کردہ سزا سے کہ وہ ہلاک ہو جائے زیادہ سخت ہے کیوں کہ میرا عذاب بھی میری عظمت و جلالت کے مناسب ہے۔ پس اے ابراہیم! مجھے میرے بندوں کے لئے چھوڑ دو۔ میں تم سے زیادہ مہربان ہوں۔ میرے بندوں کے اور میرے درمیان فاصلہ نہ ہو۔ میں جبار و حلیم ہوں، دانا اور حکیم ہوں۔ اپنی قضا و قدر کے ساتھ ان کے بارے میں فیصلہ کرتا ہوں۔

پیغمبر اکرم نے ابو جہل سے فرمایا۔ خدا نے تجھے بھی مہلت دی ہے تاکہ تیرے صلب سے فرزند صالح عکرمہ پیدا ہو۔ وہ مسلمانوں کے بعض امور کا عہدہ دار ہوگا۔ اگر یہ مصلحت نہ ہوتی تو تجھ پر عذاب نازل ہو جاتا۔ اور اسی طرح تمام قریش بھی ہیں۔ وہ انہیں اسی لئے مہلت دیتا ہے کہ جانتا ہے کہ بعد میں ایمان لائیں گے۔ موجودہ کفر کی بناء پر سعادت اخروی سے انہیں محروم نہیں کرتے یا اس وجہ سے ان پر عذاب نازل نہیں کرتا) کہ ان کے صلب سے فرزند صالح پیدا ہوگا اسی لئے باپ کے عذاب میں تاخیر کرتا ہے تاکہ بیٹا بھی سعادت حاصل کر سکے۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا تو تم سب پر عذاب نازل ہو جاتا۔[1]

۳۷۔ رحمت خدا گناہگار مومن کے شامل حال ہے

سلیمان بن خالد کہتا ہے کہ خدمت حضرت صادق میں حاضر ہوا اور اس آیت کی تلاوت کی (الا من تاب و آمن ... [illegible] حسنات) آگاہ ہو جاؤ کہ جو شخص توبہ کرے، ایمان لائے اور عمل صالح انجام دے خدا اس کے گناہوں کو اعمال حسنہ سے بدل دیتا ہے۔ امام نے فرمایا کہ یہ آیت تمہارے

---

۱ احتجاج طبرسی ص۱۵۱

بارے میں ہے۔ روز قیامت گناہگار بندہ مومن کو جب خدا کے حضور پیش کیا جائے گا تو خدا خود اس کے عمل کا حساب کرے گا اور اس کے ایک ایک گناہ کی طرف اسے توجہ کرے گا کہ فلاں روز اس روز تم نے یہ کام کیا تھا وہ کہے گا ہاں پروردگار! یہ حقیقت ہے۔ وہ اپنے تمام گناہوں کو دیکھے گا اور ان کا اقرار کرے گا۔ اس وقت کہے گا میرے بندے میں نے انہیں تیرے سامنے نہیں جو دوسروں سے پوشیدہ تھا اور بخشتا ہوں پھر ملائکہ کو علم ہوگا کہ ان گناہوں کے بدلے ثواب دو جب اس کی برائیاں بھلائی سے بدل دی جائیں گی تو اس کا نامۂ اعمال لوگوں کے سامنے لایا جائے گا۔ اسے دیکھ کر لوگ سخت تعجب کریں گے اور کہیں گے کیا اس بندے نے کوئی گناہ نہیں کیا تھا؟ اور یہی اس آیہ شریفہ (فاولئک یبدل اللہ سیئاتہم حسنات) کا مطلب ہے۔[1]

۳۸۔ بشر حافی کی توبہ

صاحب منہاج الکرامہ لکھتے ہیں کہ بشر حافی نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام بن جعفر صادق کے سامنے توبہ کی۔ ایک روز امام موسیٰ کاظم بغداد میں بشر کے گھر کے پاس سے گذر رہے تھے کہ گانے بجانے کی آواز سنائی دی۔ اسی وقت بشر کی کنیز گھر کا کوڑا پھینکنے کے لئے باہر نکلی۔ امام نے فرمایا۔ کنیز! اس گھر کا مالک آزاد ہے یا غلام؟ کنیز نے جواب دیا۔ آزاد ہے۔ امام موسیٰ بن جعفر نے فرمایا۔ تو سچ کہتی ہے۔ اگر وہ کسی کا بندہ یا غلام ہوتا تو اپنے آقا و مولا [illegible]

---

۱ بحار الانوار ج ۷ ص ۲۸۵

Presented by www.zaraat.com

ڈرتا۔ کنیز یہ سن کر گھر چلی گئی۔ بشر شراب پینے کے لئے آمادہ بیٹھا ہوا تھا۔ (چونکہ کنیز کو) واپس آنے میں تاخیر ہوئی لہٰذا بشر نے تاخیر کا سبب پوچھا تو کنیز نے کہا سامنے گھر کے پاس سے ایک شخص گذر رہا تھا اس نے مجھ سے پوچھا کہ اس گھر کا مالک آزاد ہے یا غلام تو میں نے کہا آزاد ہے تو انہوں نے کہا ہاں، اگر غلام ہوتا تو اپنے آقا سے ڈرتا۔ اس بات کا بشر پر اتنا اثر ہوا کہ ہوش اڑ گئے۔ ننگے پیر گھر سے نکلا امام کی خدمت میں پہنچا پھر آپ کے سامنے توبہ کی۔ اور گذشتہ غلطیوں کی معافی چاہی اور روتا ہوا واپس آیا۔

اس کے بعد تمام برائیاں ترک کر دیں۔ اور زاہد لوگوں میں اس کا شمار ہونے لگا کہا جاتا ہے کہ چونکہ بشر برہنہ پا دوڑ کر امام کی خدمت میں پہنچے اور توبہ کی۔ اس لئے لوگوں نے انہیں حافی (برہنہ پا) کا لقب دیا۔

۳۹۔ مشہور راہزن

فضیل بن عیاض اپنی جوانی زندگی میں سرخس اور ابیورد کے اطراف و جوانب میں مشہور راہزنوں میں شمار ہوتا تھا ایک مدت تک وہ یہی کام کرتا رہا۔ اور راہزنی میں بڑا مشہور ہو گیا آہستہ آہستہ اس کے دل میں ایک لڑکی کی محبت پیدا ہو گئی۔ ایک رات اس نے لڑکی سے ملنے کا ارادہ کیا درمیان میں ایک دیوار حائل تھی وہ جب دیوار پر چڑھ کر لڑکی تک پہنچنا چاہتا تھا تو ایک شخص کو قرآن مجید کی یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا۔ الم یان للذین آمنوا ان تخشع قلوبہم لذکر اللہ۔ کیا وہ وقت نہیں آیا کہ مومنین خشوع و خضوع کریں اور خوف خدا ان کے دلوں میں پیدا ہو۔ فضیل ابھی دیوار کے آدھے ہی تک پہنچا تھا کہ یہ سنتے ہی واپس آیا۔ اس آیت نے اس کے دل

پر ایسا اثر کیا کہ اس نے اپنی روش زندگی بدل دی بڑے ہی خلوص سے کہا ہاں اے میرے پروردگار ہاں! وقت خشوع اور خضوع آ گیا ہے۔

فضیل نے صدق دل سے توبہ کی اور وہ رات ایک خرابہ میں بسر کی۔ اس خرابہ میں کچھ مسافر موجود تھے اور آپس میں باتیں کر رہے تھے چونکہ مسافروں کے چلنے کا وقت ہو رہا تھا لہٰذا وہ کہہ رہے تھے کہ فضیل سے کیسے بچیں۔ وہ یقیناً کہیں راستہ میں بیٹھا ہمارا انتظار کر رہا ہو گا قافلہ والوں کی یہ گفتگو سن کر فضیل اور بھی زیادہ متاثر ہوا اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ میں کتنا بدبخت ہوں بہت سے آسودہ خاطر انسان میری وجہ سے تشویش میں پڑ جاتے ہیں۔ یہ سوچ کر اپنی جگہ سے اٹھا۔ اور قافلہ والوں سے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ تم لوگ مطمئن رہو۔ اب کسی قافلہ کو مجھ سے اذیت نہ پہنچے گی۔[1]

۴۰۔ حقیقی توبہ

جب جنگ تبوک کا وقت قریب آیا تو پیغمبر اسلام نے مسلمانوں کو جنگ کی ترغیب دی تمام سپاہیان اسلام جنگ کے لئے چلے گئے مگر کچھ منافق اور کچھ ایسے مومن جن کے دلوں میں چھپے نفاق تھا جنگ کے لئے نہ گئے۔ اور لشکر کی حق نصرت کی مخالفت کرنے والے تین میں سے ایک کعب ابن مالک تھا۔ کعب نے کہا اس روز جنگ تبوک کے موقعہ پر میری قدرت و طاقت پہلے سے زیادہ تھی اور اس موقعہ کے علاوہ جب جنگ تبوک واقع ہوئی میرے پاس بھی دو سواریاں رہیں ہر روز یہ سوچتا تھا کہ آج جنگ کے لئے جاؤں

۱؎ روضات الجنات، لفظ فضیل

Presented by www.ziaraat.com

کا گھر ہوا دن گذر جاتا تھا۔ اور میں نہ جا پاتا اسی طرح دوسرے دن بھی رہتا۔ آخر کار میں نے سستی کی اور جنگ کے لئے جانے اور مسلمانوں کے ساتھ ملنے سے گریز کیا دن میں بازار چلا جاتا تھا لیکن میرا کام کبھی نہ بنتا اور نہ مقصد حاصل ہوتا میں نے ہلال ابن امیہ اور مرارہ ابن ربیع سے ملاقات کی میری طرح وہ بھی جنگ کے لئے نہیں گئے تھے ان کا بھی یہی حال تھا کہ کاروبار درست نہیں ہے۔

جب تک مسلمان جنگ تبوک میں مصروف رہے ہم اسی پریشانی میں مبتلا رہے۔ جب ہم نے یہ سنا کہ سپاہیان اسلام پیغمبر کے ساتھ واپس آرہے ہیں تو ہم اپنی حرکت پر نادم ہوئے اور ان کے استقبال کے لئے گئے جب رسول اللہ کی خدمت میں پہنچے تو سلام کر کے انہیں فتح کی تہنیت دی آنحضرت نے کوئی جواب نہیں دیا۔ دوسری طرف سے رخ موڑ لیا ہم نے اپنے دوستوں اور ساتھیوں کو سلام کیا تو انہوں نے بھی کوئی جواب نہ دیا جب یہ خبر ہمارے گھر والوں تک پہنچی تو انہوں نے بھی ہم سے گفتگو بند کر دی۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ حالت ہو گئی کہ جب ہم مسجد میں یا کسی سے بات کرتے تو کوئی جواب نہیں دیتا تھا۔

ہماری عورتوں نے پیغمبر اسلام کے پاس جا کر کہا کہ آپ ہمارے شوہروں سے ناراض ہیں اگر آپ حکم دیں تو ہم بھی ان سے جدا ہو جائیں۔ پیغمبر اکرم نے فرمایا ان سے جدا نہ ہو لیکن انہیں اپنے نفسوں پر اختیار بھی نہ دینا یہ حالت دیکھ کر کعب اور ان کے دونوں ساتھیوں نے کہا کہ اب مدینہ میں رہنے سے کیا فائدہ پیغمبر اسلام نے اور ہمارے دوست ساتھی اور گھر والوں تک نے ہم سے تعلقات منقطع کر دیئے ہیں۔ ہمیں اب مدینہ سے نکل کر پہاڑوں میں

بیٹھ کر توبہ اور استغفار کرنا چاہیے۔ تب خدا ہماری توبہ قبول کرے گا۔ ورنہ اسی طرح اس دنیا سے چلے جائیں گے۔ یہ سوچ کر تینوں پہاڑوں پر چلے گئے دن میں روزہ رکھتے اور رات کو مناجات کیا کرتے تھے۔ ان کے گھر والے انہیں کھانا پہنچا دیتے مگر ان سے بات چیت نہ کرتے تھے۔ ایک مدت تک وہ لوگ گریہ و زاری کرتے رہے۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اسی طرح پچاس دن گذار دیئے ایک روز کعب نے اپنے دوستوں سے کہا کہ جب ہم سے خدا و رسول ہمارے دوست اور گھر والے سب ہی ناراض ہیں اور کوئی بات بھی نہیں کرتے، تو ہم لوگوں کو آپس میں نہ بولنا چاہیے۔ اور ایک دوسرے سے جدا ہو جانا چاہیے ہم میں سے ہر ایک الگ الگ بیٹھ کر توبہ و استغفار کرے اور ہم مرتے دم تک آپس میں گفتگو نہ کریں گے شاید اس وقت خدا ہماری توبہ قبول کرے تین روز تک بالکل الگ رہ کر ہر ایک نے مناجات کی اور آپس میں ملاقات بھی کی تیسری رات جب پیغمبر اکرم جناب ام سلمہ کے گھر تھے اس وقت قبولیت توبہ کے سلسلے میں آیت نازل ہوئی لقد تاب اللہ علی النبی ... ھو الرؤف الرحیم یعنی خدا نے انصار و مہاجرین کی توبہ پیغمبر کے واسطے سے قبول کی جن لوگوں نے دشواریوں میں نبی کی پیروی کی اور قریب تھا کہ ان میں سے بعض کے دل ارادے بدل جائیں اور دشواری کی بنا پر جنگ کے لئے نہ جائیں پھر جب وہ راستے پر آگئے تو خدا نے ان کو معاف کر دیا اور خدا مومنین پر رحم کرنے والا ہے۔ اور ان تینوں کی توبہ بھی قبول کر لی جو وقت موافقت کی نہیں تھی اور جنگ کے لئے نہیں گئے تھے انہیں اس قدر دشواریاں پیش آئیں کہ زمین اتنی وسیع ہونے

---

۱ تفسیر برہان ج ۲ ص ۱۶۳

Presented by www.ziaraat.com

کے باوجود ان کے لئے تنگ ہو گئی اور ان کے دل غمگین اور پریشان ہو گئے انہوں نے جان لیا کہ خدا کے علاوہ کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔ بے شک خدا توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔

۴۱۔ ایک اور نمونہ

ابو بصیر کہتے ہیں کہ میرا ایک پڑوسی تھا جو ظالم بادشاہ کے ملازموں میں سے تھا۔ ایک مرتبہ اسے بہت سی دولت ملی۔ ان میں چند گانے بجانے والی کنیزیں بھی تھیں اکثر اس کے یہاں عیش و طرب کی محفلیں گرم رہتیں۔ اور اپنا وقت لہو و لعب میں گذارتا کنیزیں شراب پی پی کر نغمے گاتیں۔ پڑوس میں رہنے کی وجہ سے میں ہمیشہ اس سے ناراض رہتا تھا۔ میں نے کئی مرتبہ اسے متوجہ کیا لیکن اس نے قبول نہ کیا۔ میں نے اس سے بہت اصرار کیا تو وہ ایک روز بولا تم تو شیطان کا اسیر ہوں لیکن تم شیطان کا تابع نہیں ہو۔ اگر تو میری حالت اپنے آقا امام جعفر صادقؑ سے بیان کرے تو شاید تیری بدولت خدا مجھے ہوائے نفس سے نجات دے۔

ابو بصیر کہتے ہیں کہ اس شخص کی بات سے میں بہت متاثر ہوا جب میں حضرت صادقؑ کی خدمت میں پہنچا تو اپنے پڑوسی کا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا جب تم کوفہ جاؤ اور وہ تم سے ملنے کے لئے آئے تو تم کہنا کہ جعفر بن محمدؑ نے کہا ہے کہ تم اپنے برے کام چھوڑ دو تو میں تمہاری جنت کی ضمانت لیتا ہوں۔ جب میں کوفہ پہنچا تو لوگ مجھ سے ملنے کے لئے آئے۔ میرا پڑوسی بھی ان کے ساتھ تھا جب وہ جانے لگا تو میں نے اسے روکا اور لوگوں کے چلے جانے کے بعد اس سے کہا کہ میں نے تیرا قصہ امام جعفر صادقؑ سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میری طرف سے سلام کہنا کہ تم اپنے برے کام چھوڑ دو تو میں تمہاری جنت کی ضمانت

لیتا ہوں۔ یہ سنکر وہ رونے لگا۔ اور بولا خدا کی قسم کیا حضرتؑ نے مجھ سے یہ کہا ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ خدا کی قسم کہا ہے۔ تو وہ بولا میرے لئے یہی کافی ہے پھر میرے گھر سے چلا گیا۔

کچھ روز گذرنے کے بعد اس نے مجھے بلایا۔ میں گیا تو دیکھا وہ دروازے کے پیچھے برہنہ کھڑا ہے۔ مجھے دیکھ کر کہا کہ میں نے اپنا تمام مال اس کی راہ میں خرچ کر دیا۔ اب کوئی چیز باقی نہیں ہے۔ اس لئے میں دروازے کے پیچھے برہنہ کھڑا ہوں میں اپنے دوستوں کے پاس گیا اور ان کے لئے کچھ لباس وغیرہ جمع کیا۔ پھر کچھ دن بعد اس نے مجھے پیغام بھیجا کہ میں بیمار ہوں تو تم سے ملنا چاہتا ہوں۔ تو میں اکثر اس کی عیادت کے لئے جاتا تھا۔ اور اس کے علاج وغیرہ کا خیال رکھتا تھا آخرکار جب اس کے انتقال کا وقت قریب آیا تو میں اس کے سرہانے بیٹھا ہوا تھا وہ اچانک بے ہوش ہو گیا پھر ہوش میں آنے کے بعد مسکراتے ہوئے بولا۔ ابو بصیر! تمہارے آقا نے اپنا وعدہ پورا کر دیا۔ اسی سال جب میں حج کے لئے گیا تو امامؑ کی خدمت میں پہنچا دروازہ پر دستک دے کر خدا کی اجازت چاہی۔ جب میں داخل ہوا تھا تو میرا ایک پیر دروازہ کے باہر اور دوسرا گھر کے اندر تھا امامؑ نے فرمایا ابو بصیر! ہم نے تمہارے پڑوسی کے بارے میں کیا تھا وہ وعدہ پورا کر دیا۔[1]

۴۲۔ مایوس نہ ہو

سلام بن مستنیر کہتے ہیں کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں تھا اسی وقت حمران بن اعین بھی آیا اور کچھ سوالات کئے اور جاتے وقت بولا میں سمجھتا

[1] بحار الانوار ج ۴۷ ص ۱۴۵

Presented by www.ziaraat.com

خدا آپ کو طول عمر عطا فرمائے اور ہمیں آپ سے زیادہ استفادہ کی توفیق دے میں اپنے حالات آپ سے بیان کرنا چاہتا ہوں

جب ہم آپ کی خدمت میں شرفیاب ہوتے ہیں تو یہاں سے نکلنے سے پہلے ہمارا دل پاک و صاف ہو جاتا ہے اور دنیا کو ہم بھول جاتے ہیں پھر لوگوں کی دولت و ثروت کی ہماری نظر میں کوئی قیمت نہیں رہ جاتی لیکن جب آپ سے دور ہو جاتے ہیں اور بازاروں اور لوگوں کے ساتھ نشست و برخاست کرتے ہیں تو ہمارے دل میں دنیا کی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ آنحضرت نے اس کے جواب میں فرمایا کہ دل تو ایسا ہی ہے جو کبھی سخت اور کبھی نرم ہوتا ہے۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ ایک مرتبہ اصحاب حضرت رسول خدا آپ سے کہا کرتے تھے کہ ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں منافق نہ ہو جائیں۔ پیغمبر اکرم کہتے تھے کہ تم کس طرح منافق ہو سکتے ہو؟ تو وہ کہتے تھے کہ جب ہم آپ کی خدمت میں رہتے ہیں تو آپ ہمارے دلوں کو بیدار کرتے اور آخرت کی طرف مائل کرتے ہیں۔ ہمارے دلوں پر خوف طاری ہو جاتا ہے اور دنیا سے ہم غافل ہو جاتے ہیں اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہم آخرت جنت اور جہنم کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں لیکن یہ حالت اسی وقت تک رہتی ہے جب تک ہم آپ کی خدمت میں رہتے ہیں مگر ہم جب یہاں سے چلے جاتے ہیں اور بال بچوں کو دیکھتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کیفیت کا دامن ہمارے ہاتھ سے اس طرح چھوٹ جاتا ہے کہ گویا کبھی اس سے سابقہ ہی نہ رہا ہو تو کیا اس صورت میں ہم منافق نہیں ہو گئے؟ پیغمبر نے فرمایا ہرگز نہیں۔ یہ کیفیت تو شیطانی وسوسے کی بنا پر ہوتی ہے کیونکہ وہ تمہیں دنیا کی طرف مائل کرتا ہے۔ خدا کی قسم تمہاری جو حالت یہاں ہوتی ہے اگر اسی پر باقی رہتے تو ملائکہ تم سے مصافحہ کرتے اور تم پانی کی سطح پر چل سکتے ہو۔ اور اگر تم

گناہ نہ کرتے اور گناہ کرنے کے بعد توبہ نہ کرتے تو خدا دوسری مخلوق پیدا کرتا یہاں تک کہ وہ گناہ کرتے اور طلب مغفرت کرتے تو خدا انہیں بخشتا۔ بتحقیق مومن کی بار بار آزمائش ہوتی ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ جب گناہ کرتا ہے تو توبہ کرتا ہے پھر گناہ کرتا ہے اور پھر توبہ کرتا ہے۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ خدا فرماتا ہے (ان اللہ یحب ... المطہرین) اور اسی آیت میں فرماتا ہے (استغفروا .... الیہ)[۱]

۴۲۔ ہر گناہ کے لئے مخصوص توبہ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ گذشتہ زمانہ میں ایک شخص یہ کوشش کرتا تھا کہ حلال طریقے سے مال دنیا حاصل کرے۔ مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکا۔ تو شیطان انسانی صورت میں اس کے پاس آ کر کہنے لگا کہ تو نے مال دنیا کو حلال طریقے سے حاصل کرنا چاہا مگر حاصل نہ کر سکا۔ پھر حرام طریقے سے حاصل کرنا چاہا تو وہ بھی تجھ سے نہ ہو سکا۔ اب اگر تو چاہے تو میں تجھے ایسا راستہ بتاؤں جس سے تیرا مقصد حاصل ہو جائے اور تجھے بہت سی دولت ملے۔ اور لوگ بھی تیری پیروی کریں۔ یہ سن کر اس نے جواب دیا۔ ہاں میں اس بات پر آمادہ ہوں۔ شیطان نے کہا اپنی طرف سے ایک دین ایجاد کر اور لوگوں کو اس کی طرف دعوت دے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ لوگ اس کی پیروی کرنے لگے۔ اور اس کی خواہش کے مطابق دولت دنیا بھی مل گئی۔

ایک روز اسے خیال آیا کہ میں نے کتنا غلط کام کیا ہے کہ ایک نیا دین ایجاد

۱؎ اصول کافی جلد ۲ صفحہ ۴۲۳، ۴۲۴

Presented by www.ziaraat.com

کردیا۔ اب میری توبہ بھی قبول نہیں ہو سکتی لیکن اگر میں لوگوں کو اس بات کی طرف متوجہ کر دوں کہ جو کچھ میں نے تم سے بیان کیا وہ میرا خود ساختہ مذہب اور باطل مسلک تھا تو شاید میری توبہ قبول ہو جائے۔ اپنے تابعین میں سے ہر ایک کے پاس جا کر کہا کہ میں نے اب تک جو کچھ بیان کیا وہ غلط اور بے بنیاد تھا۔ اس کی بات سن کر لوگ کہتے تھے کہ تم اب جھوٹ بول رہے ہو۔ تم نے ہم سے جو کچھ بیان کیا وہی درست اور حق تھا۔ اب تمہیں اپنے دین میں شک ہو رہا ہے اور تم گمراہ ہو رہے ہو۔ ان کی یہ باتیں سن کر اس نے خود اپنے ہاتھوں طوق زنجیر پہن لی۔ اور کہا کہ یہ اس وقت تک پہنے رہوں گا جب تک خدا میری توبہ قبول نہ کرے۔

خداوند عالم نے اس زمانہ کے نبی پر وحی کی کہ اس شخص سے کہہ دو کہ میری عزت و جلال کی قسم اگر مجھے پکارتے پکارتے تیرے جسم کا ایک ایک عضو جدا ہو جائے تب بھی تیری توبہ اس وقت قبول نہ کروں گا جب تک کہ جو لوگ تیرے دین پر مرے ہیں اور جنہیں تو نے گمراہ کیا ہے انہیں حقیقت حال سے آگاہ نہ کر دے اور وہ تیرے دین کو نہ چھوڑ دیں (اس لئے یہ کام ممکن نہ تھا)[1]

۴۴۔ قرآن مجید سے ایک واقعہ

(ولقد علمتم ... وموعظة للمتقين)[2] امام زین العابدینؑ

[1] بحار الانوار ج ۲ ص ۲۹۵

[2] جزء دوم بحار الانوار ص ۱۴۸ اس آیت کا ترجمہ ہے کہ تم ان لوگوں کو جو روز شنبہ تجاوز و تعدی کرتے تھے خوب جانتے ہو تو ہم نے ان سے کہا کہ تم راندہ درگاہ بندر بن جاؤ یعنی ہم نے انہیں مسخ کر دیا، اس سانحہ کو ہم نے متقیوں کے لئے نصیحت اور آئندہ نسلوں کے لئے عبرت قرار دیا

اس آیت شریفہ کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کے بارے میں خدا نے اس آیت میں اشارہ کیا ہے وہ دریا کے پاس زندگی بسر کرتے تھے خدا نے روز شنبہ شکار کرنے سے انہیں منع فرمایا تھا۔ انبیاء نے بھی ان کو منع کیا تھا۔ لیکن مکر و فریب کے ذریعے انہوں نے روز شنبہ مچھلی کا شکار اپنے لئے حلال کر لیا۔ چنانچہ انہوں نے حوض بنا کر دریا سے چھوٹی چھوٹی نہریں وہاں تک اس طرح بنائیں کہ مچھلیاں دریا سے نالیوں کے ذریعے حوض میں آجاتی تھیں۔ انہوں نے نالیوں میں جال لگا دیئے تھے تاکہ مچھلیاں دریا میں واپس نہ جا سکیں

مچھلیاں فطرت کے مطابق روز شنبہ شکار سے محفوظ رہتیں نالیوں کے ذریعہ حوضوں میں آجاتیں اور رات بھر وہیں رہتیں لیکن جب واپس جانا چاہتیں تو آسانی سے جال میں پھنس جاتی تھیں۔ شکاری روز یکشنبہ بغیر کسی زحمت کے ان پھنسی ہوئی مچھلیوں کا شکار کر لیتے تھے۔ وہ لوگ گناہ سے بچنے کا اظہار کرنے کے لئے کہتے تھے کہ ہم نے شنبہ کے دن شکار نہیں کیا بلکہ آج یکشنبہ کو شکار کر رہے ہیں جبکہ شنبہ کے دن مچھلی کا شکار رہتا ہے یہ حرام ہے۔ امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ اپنے دعوے میں جھوٹے تھے کیونکہ وہ شنبہ کو نالیاں بنا کر جال لگا دیتے تھے اور (دوسرے دن) شکار کر لیتے تھے اس طرح وہ حیلہ کر کے بہت سی مچھلیاں حاصل کر لیتے اور بہت سی دولت حاصل کر کے عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے تھے۔ اس شہر میں تقریباً اسی ہزار آدمی رہتے تھے جن میں سے ستر ہزار آدمی اس طریقہ کار کو اختیار کئے ہوئے تھے اور باقی دس ہزار ان کو خدا کی نافرمانی اور ان کی بدکرداری سے روکتے تھے۔ چنانچہ اس آیت میں خداوند عالم نے انہی کی داستان کی طرف اشارہ کیا ہے

Presented by www.ziaraat.com

اس شہر کے بعض لوگ برابر منع کرتے اور لوگوں کو ڈراتے، اور انہیں سخت ترین تہدید کرتے تھے تفسیر برہان کی روایت کے مطابق بعض دوسرے لوگ خاموش رہتے، اور منع کرنے والوں سے کہتے تھے کہ (لِمَ تَعِظُونَ ... عذاباً شدیداً) تم ان لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جنہیں خدا ہلاک کرے گا۔ یا ان پر سخت عذاب نازل کرے گا) وہ جواب دیتے کہ ہم اس لئے منع کرتے ہیں کہ ہمیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم دیا گیا ہے۔ اور دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ ظاہر ہو جائے کہ ہم نہ ان کے ہم خیال ہیں اور نہ ہی ان کے اس عمل سے راضی ہیں اور شاید ہماری نصیحت کا ان پر کچھ اثر ہو تو وہ یہ برا کام چھوڑ دیں۔ لیکن ان کی باتوں کا حیلہ گروں پر کوئی اثر نہ ہوا، اور وہ اپنا کام انجام دیتے رہے

جب نصیحت کرنے والوں نے دیکھا کہ لوگوں پر ہماری بات کا کوئی اثر نہیں ہے تو انہوں نے وہ شہر چھوڑ کر دوسرے شہر میں رہنے لگے کہ کوئی بھروسہ نہیں ہے کہ آدھی رات میں عذاب نازل ہو، اور ہم بھی ان کے درمیان ہوں، ان کے جانے کے بعد خدا نے رات میں حیلہ گروں کو مسخ کرکے بندر بنا دیا صبح ہوئی تو قلعہ کا دروازہ نہ کھلا، نہ کوئی اس میں سے نکلا اور نہ کوئی داخل ہو سکا۔ جب دروازہ نہ کھلنے کی اطلاع قرب و جوار میں پہنچی تو اطراف سے لوگ آئے اور دیوار پر چڑھ کر دیکھا تو قلعے کے تمام افراد بندروں کی شکل میں نظر آئے۔ بعض لوگ کچھ علامت اور نشانی دیکھ کر اپنے دوستوں کو پہچان لیتے اور ان سے پوچھتے کہ تم فلاں شخص ہو تو سر سے اس طرح اشارہ کرتے ہوئے اقرار کرتے، تین روز تک یہی صورت حال رہی، پھر زبردست بارش ہوئی اور آندھی چلی اسی طوفان میں خدا نے انہیں بہا دیا

ان لوگوں کو خدا نے مسخ کیا تھا ان میں سے کوئی بھی تین روز سے زیادہ زندہ نہ رہ سکا۔ اس زمانے میں جو بندر ہیں وہ ان کی نسل سے نہیں ہیں۔ بلکہ وہ ایک مخلوق ہیں۔ جن کو خدا نے بندر ہی پیدا کیا تھا

آخری روایت علی بن یعقوب نے تفسیر برہان ج ۲ ص ۴۳ پر روایت نقل کی ہے (فلما [illegible] ذکروا بہ)

ترجمہ: جب ان لوگوں نے احکام الہی کو فراموش کر دیا تو ہم نے نہی عن المنکر کرنے والوں کو نجات دی۔ امام جعفر صادقؑ نے آیۂ شریفہ کے ذیل میں ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ تین طرح کے تھے

(۱) جو لوگ خود بھی احکام الہی پر عمل کرتے اور دوسروں کو بھی امر بالمعروف کرتے تھے انہیں نجات ملی

(۲) جو لوگ عمل کرتے تھے لیکن امر بالمعروف نہیں کرتے تھے وہ مسخ ہو گئے

(۳) جو لوگ نہ عمل کرتے تھے اور نہ ہی امر بالمعروف کرتے تھے وہ بھی ہلاک ہو گئے

(۴۳) بیس ہزار درہم

حضرت امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص ہدیہ لایا تو امام نے اس سے فرمایا کہ تجھے ان دو چیزوں میں سے کیا پسند ہے؟ میں تیرے ہدیے کا بیس گنا یعنی بیس ہزار درہم دوں یا تیرے لئے ایک دروازۂ علم کھول دوں جس سے تو فلاں شخص پر کہ جو ہمارا دشمن اور ناصبی ہے غلبہ حاصل کرے۔ اور اس

لہ بحار الانوار جلد ۱۰ صفحہ

Presented by www.ziaraat.com

سے اپنے فرزند کے ضعیف دوست و شیعوں کو نجات دے۔ اگر تو نے ان میں سے بہتر کو پسند کیا تو میں تجھے دونوں دے دوں گا۔ لیکن اگر بہتر انتخاب نہ کیا تو صرف ایک ہی چیز دوں گا۔ اس شخص نے عرض کیا کہ مولا! کیا دونوں چیزیں دے سکتا ہے تو سب برابر ہے؟ امام نے فرمایا کہ اس کا ثواب تمام دنیا کی عبادت سے بیس گنا بہتر ہے۔ تو اس نے کہا پھر میں کم ہمت کیوں انتخاب کروں؟ میں باب علم کو اختیار کرتا ہوں (یعنی میرے لئے ایک دروازہ علم کا کھول دیں) یہ سن کر امام نے فرمایا تم نے اچھی چیز کا انتخاب کیا، پھر اس کو وہ علم سکھایا اور بیس ہزار درہم بھی دیئے۔ وہ امام سے رخصت ہو کر اپنے شہر پہنچا اور اس ناصبی سے بحث کی اور اسے مغلوب کر دیا۔ یہ خبر امام حسن مجتبیٰ کو بھی ملی۔ ایک روز اتفاقاً پھر وہ شخص خدمت امام میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تمہارے برابر کسی نے فائدہ اٹھایا اور نہ ہمارے دوستوں میں سے کسی کو اتنی دولت ملی کیونکہ تم نے کئی چیزیں حاصل کر لیں۔

(۱) دوستی خدا۔

(۲) دوستی پیغمبر و رسول۔

(۳) ان دونوں کی عترت سے دوستی یعنی آئمہ معصومین علیہم السلام کی محبت

(۴) دوستی ملائکہ۔

(۵) مومنین کی محبت۔ ورد بیانات سے نفرت اور کافر سے ہزار گنا بہتر تمہیں ملے گا مبارک ہو تمہیں مبارک ہو۔

۴۶۔ تحصیل علم بھی اور توسل بھی

حضرت میر سید محمد جہانی جو علمائے معروف حاضرہ میں سے ہیں دو واسطوں سے

لہ احتجاج طبرسی ج ۲ ... حدیث نقل از ...

نقل کرتے ہیں کہ شیخ مرتضیٰ انصاری کے ایک شاگرد نے بیان کیا کہ جب میں ابتدائی تعلیم حاصل کر چکا تو تحصیل علم کی غرض سے نجف اشرف گیا اور وہاں شیخ مرتضیٰ انصاری کے درس میں شرکت کرنے لگا۔ لیکن میں ان کی تقریر بالکل نہ سمجھ سکا۔ مجھے اس بات کا بہت احساس ہوا۔ ہر چند کوشش کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اور درس نہ سمجھ سکا آخر کار حضرت امیرؑ سے متوسل ہوا۔

تب ایک روز خواب میں حضرت امیر المومنینؑ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم میرے کان میں پڑھ دی۔ صبح جب درس پڑھنے کے لئے گیا تو درس باقاعدہ سمجھا۔ آہستہ آہستہ پیش رفت کرتا رہا یہاں تک کہ درس میں اشکال کرنے لگا۔ ایک روز منبر کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور درس سے استاد پر بہت سے اشکال کئے۔ پھر درس ختم ہونے کے بعد جب شیخ کی خدمت میں پہنچا تو انہوں نے آہستہ سے میرے کان میں فرمایا کہ جس نے تمہارے کان میں صرف بسم اللہ پڑھی ہے اس نے میرے کان میں پہلے ہی پوری سورہ حمد پڑھ دی ہے۔

۴۷۔ عالم منحرف کا نقصان

عالم اہلسنت والجماعت امام ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ جلد چہارم میں لکھتے ہیں کہ معاویہ اپنے تابعین و صحابہ کو لالچ دے کر امیر المومنین علیؑ کے خلاف روایت گھڑنے اور لوگوں کے سامنے بیان کرنے پر آمادہ کرتا تھا وہ یہ کہتا تھا کہ ایسی روایتیں گھڑی جائیں جن میں علیؑ کے خلاف نفرت و بیزاری کا مفہوم پایا جائے۔ وہ اس کام کے لئے کافی رقم صرف کرتا تھا تاکہ لوگ زیادہ سے زیادہ حدیثیں گھڑ سکیں اور لوگوں کے دلوں میں اس بات کا رجحان پیدا ہو۔ چنانچہ

Presented by www.ziaraat.com

لوگ بھی معاویہ کی خواہش پوری کرتے تھے خود ساختہ روایت بیان کرنے والے لوگوں میں سے ابوہریرہ، عمرو بن عاص اور مغیرہ بن شعبہ بھی ہیں۔ اعمش کہتا ہے کہ ابوہریرہ معاویہ کے ساتھ عراق گیا تو پہلے مسجد کوفہ میں داخل ہوا اور پہنچ کر دیکھا کہ بہت سے لوگ اس کے استقبال کے لئے اور اس کی قدم بوسی کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ ابوہریرہ لوگوں کے ساتھ دوزانو ہو کر بیٹھا۔ پھر چند مرتبہ اپنا ہاتھ پیشانی پر مارا تاکہ لوگ اس کی بات کا یقین کر سکیں (اور کہا) یا اہل العراق . . . اے اہل عراق! کیا تم یہ سوچ سکتے ہو کہ میں خدا اور رسول پر تہمت لگا کر اپنا ٹھکانا جہنم بناؤں گا۔

خدا کی قسم میں نے پیغمبر سے سنا ہے کہ ہر پیغمبر کا ایک حرم ہوتا ہے . . . عیر الی ثور . . . میرا حرم مدینہ میں کوہ عیر سے ثور تک ہے، جو شخص اس علاقے میں فتنہ برپا کرے خدا، ملائکہ اور لوگوں کی اس پر لعنت ہو . . . حدث فیها . . . اور خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ علی نے مدینہ میں فتنہ برپا کیا۔ جب یہ خبر معاویہ کو ملی تو ابوہریرہ کی بات کی تصدیق کی۔ اور اس کو بہت کچھ دیا۔ حکومت مدینہ بھی اس کو دے دی۔ زمخشری نے ربیع الابرار میں لکھا ہے کہ ابوہریرہ کو مضیرہ کھانا بہت پسند تھا یہ ایک قسم کا کھانا ہے جو دودھ میں ترشی ڈال کر بنایا جاتا ہے۔ ابوہریرہ معاویہ کے دسترخوان پر بیٹھ کر مضیرہ کھاتا تھا۔ اور جب وقت نماز ہوتا تو علی کے پیچھے نماز پڑھنے چلا جاتا۔ جب کوئی اس پر اعتراض کرتا تو وہ کہتا تھا کہ مضیرۃ معاویۃ . . . علی افضل . . . معاویہ کے دسترخوان کا مضیرہ چکنا اور خوشبودار ہوتا ہے۔ لیکن نماز علی کی اقتداء میں افضل ہے۔[1]

[1] [illegible]

۴۸۔ اس نے امام کی نقل کی

ایک بادشاہ کے دربار میں ایک مسخرہ رہتا تھا وہ لوگوں کی نقل کر کے بادشاہ کو خوش کیا کرتا تھا۔ بادشاہ مذہب اہل سنت سے تعلق رکھتا تھا لیکن اس کا وزیر ناصبی اور دشمن اہل بیت نبوت تھا۔ ایک مرتبہ بادشاہ نے مسخرے اور وزیر کو اپنی جگہ بٹھا دیا۔ وزیر یہ جانتا تھا کہ مسخرہ دوستان علی میں سے ہے۔ اور شیعہ مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔ ایک دن اس نے مسخرے کو حکم دیا کہ تم میرے سامنے علی کی نقل کرو۔ اس نے بہت انکار کیا اور معذرت چاہی لیکن وزیر نے قبول نہ کیا تو مسخرہ نے ایک دن کی مہلت مانگی دوسرے دن لباس اعراب پہنے ہوئے کمر میں تیز تلوار حمائل کر کے آیا اور وزیر سے حاکمانہ انداز سے بیٹھ کر کہا خدا، وحی اور میری خلافت بلافصل پر ایمان لے آؤ ورنہ تمہیں قتل کر دوں گا۔ وزیر نے اس کا مسخرہ پن سمجھا اور بہت ہنسا۔ مسخرہ اور قریب آیا پھر سخت انداز سے اپنی بات کی تکرار کی اور تھوڑی سی تلوار نیام سے باہر نکالی۔ مسخرہ تیسری مرتبہ میں اپنی پوری طاقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے آگے بڑھا اور تلوار نیام سے باہر نکالی پھر آخری مرتبہ اس نے اپنی بات کہی وزیر ہنسی کی وجہ سے بے حال تھا کہ اچانک اس نے دیکھا کہ چمکتی ہوئی تیز تلوار اس کے سر پر لگی اور ایک وار میں اس کی زندگی تمام ہو گئی۔ (اور اسی کے بعد) جب بادشاہ کو خبر ملی تو مسخرہ فرار ہو گیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے تلاش کیا جائے۔ جب مسخرہ کو پکڑ کر بادشاہ کے پاس لایا گیا تو اس نے تمام واقعہ بادشاہ کو سنا دیا۔ واقعہ سن کر بادشاہ بہت ہنسا اور اسے معاف کر دیا۔[1]

[1] [illegible]

Presented by www.zaraat.com

۴۹- دوستی اہل بیت

محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ میں کوفہ سے مدینہ کا قصد کر کے چلا چونکہ بیمار تھا، تو میری بیماری کی اطلاع حضرت محمد باقرؑ کو دی گئی۔ آپ نے خوان پوشی سے ڈھانک کر ایک غلام کے ذریعہ کچھ شربت بھیجا جب غلام شربت لے کر آیا تو کہا کہ امامؑ نے مجھے حکم دیا ہے کہ جب تک تم شربت نہ پی لو میں تمہارے پاس سے نہ جاؤں جب میں نے شربت پینا چاہا تو اس سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی۔ پینے میں بہت ہی عمدہ اور ٹھنڈا محسوس ہوا۔ میں شربت پی چکا تو غلام نے کہا امامؑ نے فرمایا ہے کہ شربت پی کر میرے پاس آ جانا۔ میں آنحضرت کی فرمائش کے بارے میں سوچنے لگا حالانکہ شربت پینے سے قبل مجھ میں کھڑے ہونے کی بھی طاقت نہ تھی، تو مجھے محسوس ہوا کہ میں فولادی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا اور اب آزاد ہو گیا ہوں۔ امامؑ کے دولت سرا پر پہنچ کر داخل ہونے کی اجازت چاہی کہ فصوت لی

..... ادخل، امام علیہ السلام نے بلند آواز میں فرمایا ٹھیک ہو گئے تو اندر آ جاؤ۔ میں گھر میں داخل ہوا تو رونے لگا اور سلام کر کے ہاتھ کی دست بوسی کا شرف حاصل کیا۔ امامؑ نے فرمایا تم کیوں رو رہے ہو؟ میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں میں اس لئے رو رہا ہوں کہ میں آپ سے بہت دور ہوں، کوفہ اور مدینہ کا فاصلہ ہے اور سب میں حاضر بھی ہوا ہوں تو زیادہ نہیں رہ سکتا۔

امامؑ نے فرمایا تم جو ہمارے پاس زیادہ نہیں رہ سکتے تو خدا نے ہمارے دوستوں کو اسی طرح ہم سے دور رکھا ہے جیسے کوفہ اور مدینہ کی مسافت کے لئے جو مرتبہ بیان ہوا ہے اس میں تم حضرت ابو عبداللہ امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرو۔ وہ ہم سے دور عراق میں فرات کے پاس دفن ہیں، ان پر اللہ کی طرف سے درود و سلام ہو۔ تم جو یہ کہتے ہو کہ ہم سے اور تمہارے درمیان فاصلہ زیادہ ہے تو مومن اس دنیا اور دنیا پرست لوگوں میں ایک مسافر کی حیثیت رکھتا ہے۔ رہا یہ کہ تم نے جو یہ کہا کہ ہم سے محبت رکھتے ہو اور مستقل ہمارے پاس رہنا چاہتے ہو تو خدا تمہارے دلی ارادوں سے واقف ہے وہ تمہیں اس کی جزا ضرور دے گا۔[1]

۵۰۔ شیعہ کون ہے

جب مامون نے حضرت علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کو ولی عہد مقرر کیا تو کچھ لوگوں نے آ کر امام سے ملاقات کرنا چاہی۔ دربان سے کہا کہ ہم شیعیان علی کا ایک گروہ آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے۔ امامؑ نے جواب میں فرمایا: ان سے کہہ دو، میں اس وقت فرصت میں نہیں ہوں۔ وہ لوگ واپس ہو گئے دوسرے روز پھر آئے اور اسی طرح کہا پھر امامؑ نے یہی فرمایا کہ انہیں واپس کر دو۔ دو مہینے تک یہی سلسلہ رہا۔ یہاں تک کہ لوگ امامؑ کی ملاقات سے مایوس ہو گئے اور آخر میں ایک روز انہوں نے دربان سے کہا کہ ہمارے آقا علی بن موسیٰ رضاؑ سے عرض کرو کہ ہم آپ کے بابا علیؑ کے شیعہ ہیں۔ آپ نے جو ہمیں ملاقات کی اجازت نہیں دی تو دشمن ہمیں طعنہ دیتے ہیں۔ اب اگر ہم اسی طرح واپس جائیں تو پھر وطن نہ جائیں گے کیونکہ طعنے سننے کی تاب نہیں۔ امامؑ نے انہیں اندر آنے کی اجازت دی۔ ان لوگوں نے سلام کیا مگر امامؑ نے جواب سلام بھی نہیں دیا۔

---

[1] دارالسلام نوری ج ۲ ص ۲۰۱

Presented by www.zaraaf.com

اور نہ ہی ان سے بیٹھنے کے لئے کہا۔ سب لوگ اسی طرح سے کھڑے رہے اور کہنے لگے یا ابن رسول اللہ آخر کیا وجہ ہے کہ آپؑ نے ہمیں اندر آنے کی اجازت کیوں نہیں دی تھی۔ اور اب اگر اجازت دی بھی تو سلام کا جواب نہیں دیتے) اس ذلت کے بعد ہمارے لئے کچھ اور باقی ہے؟ امامؑ نے فرمایا (وما اصابکم . . . عن کثیر) اگر تم کسی مصیبت میں مبتلا ہوتے ہو تو وہ تمہارے افعال کا نتیجہ ہے حالانکہ تمہاری بہت سی باتیں معاف کر دی جاتی ہیں ہم نے اس عمل (کھڑے ہو کر دخل ہونے سے روکنے) میں خدا، رسولؐ، علیؑ اور اپنے آبائے طاہرین کی پیروی کی ہے۔ انہوں نے بھی تمہیں مورد عتاب قرار دیا ہے چنانچہ میں نے بھی ایسا ہی کیا ہے لوگوں نے عرض کیا کہ یہ عتاب ہم لوگوں پر کیوں نازل ہو؟ امامؑ نے فرمایا کہ تمہارا دعویٰ ہے کہ ہم شیعیان علیؑ ہیں تم برا ہے ہو۔ ان کے شیعہ تو امام حسنؑ، امام حسینؑ، ابوذرؓ، سلمانؓ، مقدادؓ، عمارؓ اور محمد بن ابی بکرؓ ہیں۔ وہ ایسے تھے جنہوں نے کسی چھوٹے سے چھوٹے کام میں علیؑ کی مخالفت نہیں کی اور جس کام سے امیرالمومنینؑ نے منع کیا اسے کبھی انجام نہ دیا لیکن تم کہتے ہو کہ ہم شیعیان علیؑ ہیں اور بہت سے واجبات میں کوتاہی کرتے ہو برادر مومن کے حقوق کو سبک سمجھتے ہو۔ جہاں تقیہ نہ کرنا چاہئے وہاں تقیہ کرتے ہو۔ اگر تم یہ کہو کہ ہم امیرالمومنینؑ اور ان کے دوستوں کے دوست اور ان کے دشمنوں کے دشمن ہیں تو میں اس بات کو رد نہ کروں گا لیکن تم نے تو بہت بڑی بات کا دعویٰ کر دیا۔ اگر تم نے اپنے قول کو اپنے عمل سے ثابت نہ کیا تو ہلاک ہو جاؤ گے مگر یہ کہ خدا تمہیں نجات دے دے ان لوگوں نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ! ہم اپنے قول پر توبہ و استغفار کرتے ہیں۔ اور جو بات آپؑ نے تعلیم فرمائی ہے اب وہ ہی کہیں گے۔ ہم آپؑ سے محبت رکھتے ہیں آپؑ کے دوستوں کے دوست اور آپؑ کے دشمنوں کے دشمن ہیں۔ اس وقت امام علی بن موسیٰ الرضاؑ نے فرمایا (مرحباً . . . اهل ودی) مرحبا اے میرے بھائیو اور میرے دوستو! قریب تو قریب آؤ۔ آپ اپنے قریب بلاتے رہے۔ یہاں تک کہ اپنے پہلو میں بلا کر بٹھایا پھر دربان سے پوچھا کہ یہ لوگ کتنی بار آئے تھے۔ اس نے کہا ساٹھ مرتبہ امامؑ نے فرمایا تم ساٹھ مرتبہ ان کے پاس جاؤ سلام کرو اور میرا سلام بھی انہیں کہو۔ انہوں نے چونکہ توبہ کر لی لہٰذا ان کے گناہ معاف ہو گئے۔ اور چونکہ ہم سے محبت رکھتے ہیں، لہٰذا لائق احترام ہیں ان کی ضروریات پوری کرو اور انہیں اخراجات کے لئے اور بطور تحفہ کافی مقدار میں دولت و ثروت دو۔[1]

۵۱۔ ایک اور نمونہ

ایک شخص نے امام حسینؑ سے عرض کیا میں آپ کا شیعہ ہوں۔ امام حسینؑ نے فرمایا خدا سے ڈرو۔ ایسی چیز کا دعویٰ نہ کرو کہ خدا کہے کہ تم جھوٹے ہو اور وہ غلط دعویٰ کرتے ہو۔ ہمارے شیعہ وہ ہیں جن کا دل ہر پلیدگی و کثافت سے پاک و پاکیزہ ہو۔ تم یہ کہو کہ میں آپ کے دوستوں میں سے ہوں۔

ایک دوسرے شخص نے امام زین العابدینؑ سے عرض کیا میں آپ کے شیعیان خاص میں سے ہوں۔ تو امامؑ نے فرمایا کہ تم تو ابراہیم خلیل کی مانند ہو، کہ خدا ان کے بارے میں فرماتا ہے کہ (وان من شیعته . . . بقلب سلیم) بے شک ابراہیم اللہ کے شیعوں میں سے ہیں جو اپنے پروردگار کی بارگاہ

---

۱ بحار الانوار جلد ۱۵، جزو اول صفحہ ۲۴۰

Presented by www.zaraat.com

میں پاک و سالم قلب کے ساتھ حاضر ہوئے اگر تمہارا دل ایسا ہی ہے جیسا کہ صحیح ہے تو ہمارے شیعوں میں سے ہو لیکن اگر سونے کی مانند تمہارا دل ہے اور خیانت و پلیدگی سے صاف ہے تو ہمارے دوستوں میں سے ہو ورنہ اگر ایسا نہیں ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ تم نے جھوٹ کہا تھا تو اس جھوٹ کے کفارہ میں تم مرض جذام میں مبتلا ہو گے اور مفلوج ہو جاؤ گے اور آخر عمر تک تمہیں اس بیماری سے نجات نہ ملے گی۔

ایک شخص نے امام محمد باقر کے سامنے ایک آدمی سے فخریہ کہا تم میرے سامنے فخر کرتے ہو حالانکہ میں شیعیان آل محمد میں سے ہوں۔ یہ سن کر امام نے فرمایا پروردگار کعبہ کی قسم، تجھے اس کے مقابل میں کوئی فخر نہیں اور تو نے اس میں اشتباہ بھی کیا ہے۔ کیا تم اپنا مال اپنے اخراجات پر صرف کر سکتے ہو یا اپنے مومن بھائیوں کے ضروریات پر؟ اس نے جواب دیا اپنے اخراجات پر زیادہ صرف کر سکتا ہوں۔ تو امام نے فرمایا تو ہمارے شیعوں میں سے نہیں ہے جو لوگ ہمارے شیعہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ان کے سوال سے پیش کرنا ہمارے نزدیک زیادہ بہتر ہے حتیٰ کہ خود ہمارے لئے اکٹھا ہوا ہو۔ جو صرف نام کے شیعہ ہوں، ولکن

اسی ذلمسنکم، بلکہ تم یہ کہو کہ ہم آپ کے دوستو، محبت رکھنے والوں میں سے ہیں جو آپ کی محبت کے ذریعہ نجات کی امید رکھتے ہیں۔

۵۲ نعمت واقعی کیا ہے؟

ابراہیم بن عباس کاتب کہتے ہیں ہم حضرت رضا کی خدمت میں حاضر تھے

ل یہ حدیث روایات ... جلد ... ص ۱۹۲ ... سے نقل ہے

ایک فقیہ نے کہا اس آیۂ مبارکہ ۔ لتسئلن ... النعیم

کے روز تم سے نعمت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ تو نعیم کے معنی آب سرد ہیں۔ امام نے بلند آواز میں فرمایا تم آیت کی اس طرح تفسیر کرتے ہو؟ اور ہر شخص الگ الگ طریقے سے معنی بیان کرتا ہے۔ بعض کہتے ہیں آب سرد مراد ہے۔ بعض کہتے ہیں خواب راحت مراد ہے۔ بعض قائل ہیں کہ لذیذ کھانے مراد ہیں۔ بتحقیق میرے والد نے اپنے والد امام جعفر صادق سے نقل کیا ہے کہ جب یہ بات ان کی خدمت میں بیان کی گئی تو آپ کو غصہ آگیا اور فرمایا کہ خدا نے جو چیزیں اپنی مخلوق کو بخشش دی ہیں ان کے بارے میں ہرگز سوال نہ کرے گا اور نہ اس پر منت کرے گا۔ یہ کام تو مخلوق کو بھی زیب نہیں دیتا کہ اگر کسی کو کھانا کھلا دے یا پانی پلا دے تو اسے احسان سمجھے۔ جو چیزیں لوگوں کے لئے مناسب نہیں ہیں انہیں خداوند بزرگ و برتر کی طرف کیسے منسوب کیا جا سکتا ہے۔ ولکن النعیم ... وسوف ... نعیم تو ہم اہل بیت کی محبت اور دوستی ہے توحید خدا و نبوت کے بعد اس کے بارے میں سوال کرے گا کیونکہ اگر بندے نے وفا اور ولایت کو پورا کیا تو جنت کی ہمیشہ رہنے والی نعمتیں اسے ملیں گی۔ امام رضا نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار نے امام صادق سے اور انہوں نے امام محمد باقر سے اور اسی طرح حضرت علی سے روایت ہے کہ پیغمبر اکرم نے فرمایا: یا علی ... لا الٰہ الا اللہ

اے علی! مرنے کے بعد انسان سے جس چیز کے بارے میں سب سے پہلے سوال ہوگا وہ توحید خدا، میری نبوت اور تمہاری ولایت کا اقرار ہے جس طرح خدا نے ان کے لئے مقرر فرمایا اور میں نے ان تک پہنچایا جس نے ان تینوں چیزوں کا اقرار کیا اور اس کا اعتقاد بھی ہو تو وہ ایسی نعمتوں کی طرف چلا جائے گا جو کبھی

Presented by www.zaraat.com

ختم ہو گئی۔

۵۲۔ انہوں نے کس طرح قیام کیا؟

اسلام میں سبقت کرنے والوں میں سے خباب بن الارت بھی ہیں۔ کفار نے انہیں کافی اذیت دی تاکہ وہ اسلام سے دستبردار ہو جائیں۔ لیکن وہ راضی نہ ہوئے۔ کفار آگ جلا کر ان کی کمر پر رکھ دیتے تھے جس سے ان کی کمر کا گوشت جل جاتا۔ مگر وہ استقامت سے کام لیتے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں نے رسول اسلام سے کفار و مشرکین کی شکایت کی۔ اس وقت آنحضرتؐ خانہ کعبہ کے سایہ میں اپنی چادر پر سر رکھے آرام فرما رہے تھے۔ میں نے جا کر عرض کیا کہ کیا آپ ہمیں اس کفار کی زیادتی سے نجات دلانے کے لئے خداوند عالم سے دعا نہیں فرمائیں گے کہ وہ ہمیں نجات دے۔ اس وقت پیغمبر اکرمؐ کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ آپ اٹھے اور فرمایا: تم سے پہلے لوگوں نے جو مصیبت برداشت کی ہے، انہیں زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ ان کے سروں پر آرے رکھ دیتے، ان کے گوشت و پوست میں لوہے کی کنگھیاں داخل کر دیتے تھے لیکن انہوں نے اپنا مذہب نہیں بدلا۔ خداوند عالم اسلام کو ایسی طاقت دے گا کہ صنعاء سے حضرموت تک جانے میں سوائے خدا کے لوگ کسی سے نہ ڈریں گے لیکن تم جلدی کر رہے ہو۔ صبر زیادہ بہتر ہے۔[1]

خباب ایک دفعہ بیمار تھے۔ پیغمبر اکرمؐ ان کی عیادت کو جانا چاہتے تھے۔ آپ ایک مرتبہ ان کے پاس گئے۔ لوگوں نے اس بات کی اطلاع دی … خباب کی مالکہ … کو لوہا پگھلا کر ان کے سر پر رکھتی تھی۔ ایک دن خباب نے … کی شکایت پیغمبر سے کی تو پیغمبر نے اس کے لئے بددعا کی۔ اتفاق سے اس عورت کے سر میں شدید درد ہوا یہاں تک کہ شدت درد کی بنا پر کتے کی طرح چلانے اور

[1] ینابیع المودہ ترجمہ فارسی صفحہ [illegible]

بھونکنے لگی۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ اگر تو اپنی صحت چاہتی ہے تو گرم لوہا سر پر رکھ۔ خباب پگھلا ہوا لوہا علاج کی غرض سے اس کے سر پر رکھتے تھے تاکہ مرض سے نجات ملے۔

ایک دن عمر بن خطاب نے خباب سے پوچھا کہ مشرکین تمہیں کس طرح شکنجہ دیتے تھے۔ خباب نے اپنی پیٹھ سے پیراہن اوپر اٹھایا اور کہا یہ دیکھو! عمر نے جب خباب کی پیٹھ دیکھی تو بڑا تعجب کیا اور کہا خدا کی قسم میں نے اب تک کسی کی کمر ایسی نہیں دیکھی۔ خباب نے کہا مشرکین میری پشت پر آگ جلاتے تھے اور جب تک میری کمر کا گوشت جدا نہ ہوتا اس وقت تک کفار آگ بجھنے نہ دیتے تھے۔[1]

خباب بن الارت کا بیٹا عبد اللہ حضرت امیر المومنینؑ کے اصحاب میں سے تھے۔ ایک روز خوارج نہروان … کے سامنے ایک غلطی … کنارے رہتے تھے تو انہوں نے عبد اللہ بن خباب بن الارت کو دیکھا کہ گلے میں قرآن لٹکائے ہوئے گذر رہے ہیں۔ عبد اللہ کے ساتھ اس کی حاملہ بیوی بھی ہے۔ خوارج نے ان سے پوچھا کہ عثمان کے دور حکومت کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟

عبد اللہ نے جواب دیا: ان علیا اعلم … و انفذ بصیرۃ (؟) علی دنیا کو بہت اچھی طرح پہچانتے ہیں اور دین کی حفاظت میں سب سے زیادہ اپنی کوشش کی۔ اور انہیں امور میں بصیرت کامل حاصل تھی۔

خوارج نے کہا یہی قرآن جو تمہارے گلے میں لٹکا ہوا ہے ہمیں تمہارے قتل کا حکم دیتا ہے۔ پس بعد اس … بیچارے کو نہر کے کنارے … شہید کر دیا۔

[1] اسد الغابہ ج ۲ ص ۹۸

Presented by www.zaraaf.com

عبداللہ کا خون پانی میں مل کر بہنے لگا پھر عبداللہ کی حاملہ بیوی کا شکم چاک کر کے بچہ کو نکالا اور اس کا سر بھی تن سے جدا کیا۔ کچھ دوسرے آدمیوں کو بھی قتل کیا۔ اس نخلستان میں کھجوروں کا ڈھیر پڑا ہوا تھا۔ ان میں سے ایک شخص نے اٹھا کر منہ میں رکھا تو سب نے اس سے جھگڑا اور ملامت کرتے ہوئے کہا تم یہ کیا کر رہے ہو؟ اس نے فوراً منہ سے باہر نکال دیا پھر راستے میں ایک سور ملا تو ایک شخص نے اسے قتل کر دیا تو سب نے اس سے کہا تم نے اس عمل سے زمین پر فساد برپا کیا۔[1]

۵۴۔ اس نے قرآن کی تعلیم میں کیا کیا دیکھا؟

پیغمبر اسلام نے جنگ حمراء الاسد کے بعد دس آدمیوں کو قرآن کی تعلیم دینے کے لئے غزوہ رجیع بھیجا تاکہ وہ لوگوں کو احکام دین اور قرآن مجید کی تعلیم دیں۔ ان میں خبیب بن عدی بن مالک بھی تھے مگر لوگوں نے خیانت کی دس آدمیوں میں سے آٹھ کو قتل کر دیا اور دو آدمیوں (خبیب بن عدی اور زید بن دثنہ) کو گرفتار کر کے مکہ میں فروخت کر دیا۔ کچھ مدت تک خبیب قید میں رہے آخر کار قریش نے ان کے قتل کا ارادہ کر لیا اور خبیب کو قتل کرنے کے لئے حرم کعبہ سے باہر لائے قتل کے وقت خبیب نے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت مانگی قریش نے اجازت دے دی تو نماز پڑھ کر کہا خدا کی قسم اگر اس کا خیال نہ ہوتا کہ تم لوگ یہ کہو گے کہ موت کے خوف سے طولانی نماز پڑھ رہا ہے۔ تو اس سے زیادہ نماز

۱۔ تحفۃ الاحباب ص۱۸۱

پڑھتا۔ پھر ان لوگوں کے لئے بددعا کرتے ہوئے کہا اللھم احصھم عددا [illegible] لوگوں نے ہمیں سولی پر لٹکایا۔ خبیب نے تختہ دار پر کھڑے ہو کر کہا خدایا تو جانتا ہے کہ یہاں کوئی ایسا نہیں جو میرا سلام پیغمبر تک پہنچا سکے۔

ابو عقبہ بن حارث نے آگے بڑھ کر تلوار کی ایک ضرب خبیب کے جسم پر لگائی اور قتل کر دیا جب اس واقعہ کی اطلاع پیغمبر کو ملی تو آپ نے فرمایا تم میں سے خبیب کی لاش تختہ دار سے اتار کر لانے کے لئے کون آمادہ ہے؟ زبیر و مقداد نے اس کام کی ذمہ داری لی وہ چلے اور راتوں میں سفر کرتے اور دن میں چھپے رہتے تھے یہاں تک کہ آدھی رات کے وقت تنعیم پہنچے جہاں خبیب کا لاشہ دار پر لٹکا ہوا تھا پہنچے اور دیکھا کہ چالیس آدمی جو پہرہ دار کے طور پر تھے مست سو رہے ہیں انہوں نے خبیب کی لاش دار سے اتاری خبیب کا جسم اس وقت تک تر و تازہ تھا [illegible] لاشہ کو گھوڑے پر رکھا اور دونوں واپس چل دیئے [illegible] جب اٹھے اور خبیب کی لاش نہ پائی تو [illegible] اطلاع قریش کو دی فوراً ستر آدمی ان کی تلاش میں [illegible] [illegible] خبیب کی لاش [illegible] زمین نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] جیش کی طرف چلے جا رہے ہیں اگر تم جنگ کرنا چاہتے ہو تو گھوڑوں سے اتر جاؤ ورنہ اپنے [illegible] قریش نے جنگ نہ کی [illegible] زبیر و مقداد نے پیغمبر کی خدمت میں پہنچ کر تمام واقعہ کی اطلاع دی۔[1]

۱۔ [illegible]

Presented by www.zaraat.com

۵۵ مسلمان استقامت رکھتے ہیں

کفار قریش نے جب یہ دیکھا کہ مکہ سے ہجرت کرنے والے مسلمان بھی آرام سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور مکہ میں رہنے والے مسلمانوں کو بھی ابوطالب کی حمایت کی وجہ سے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ تو ایک بڑی مجلس بنائی اور یہ طے کیا کہ پیغمبر کو قتل کر دیا جائے۔ جب یہ خبر ابوطالب کو ملی تو ابولہب کے علاوہ تمام بنی ہاشم مسلمان اور غیر مسلمان کو اپنے ہمراہ ایک درہ کوہ جو شعب ابی طالب کہلاتا تھا، میں لے کر چلے گئے۔ ابوطالب نے درہ کے دونوں طرف نگہبان معین کر دیئے اور اکثر رات پیغمبر کی جگہ اپنے بیٹے علی کو سلا دیتے تھے۔ حمزہ ہمیشہ تلوار لے کر پیغمبر کے پاس بیٹھے رہتے تھے۔ جب قریش نے مسلمانوں کی یہ حالت دیکھی تو اپنے ارادہ میں ناکام ہو گئے اور دوسری تدبیر سوچنے لگے۔

چالیس آدمیوں نے دار الندوہ میں بیٹھ کر عہد و پیمان کیا کہ بنی ہاشم سے تعلقات منقطع کر دیں۔ نہ ان کی لڑکیوں کی شادی قریش میں ہونے دیں نہ لڑکوں کی شادی ہونے دیں۔ ان سے خرید و فروخت بند کر دیں۔ اور جب تک بنی ہاشم پیغمبر کو قریش کے حوالے نہ کر دیں ان سے ہرگز صلح نہ کی جائے۔ تاکہ وہ پیغمبر کو قتل کر سکیں۔ یہ عہد نامہ لکھ کر مہر لگا دی اور ابوجہل کی خالہ ام جلاس کو دے دیا۔

بنی ہاشم محصور ہو گئے اور کوئی شخص ان سے سودا نہیں کیا کرتا تھا لیکن حج کے زمانے میں چونکہ عرب جنگ کو حرام سمجھتے تھے تو بعض لوگ اس وقت معاملہ کرتے تھے۔ دوسرے شہروں سے بھی لوگ مکہ آتے تھے اور مسلمان بھی شعب سے باہر جاتے تھے اور اعراب سے کھانے پینے کی چیزیں خرید کر شعب میں جمع کر لیتے تھے۔ مسلمانوں کے معاملہ کرتے وقت اگر قریش میں سے کسی کو یہ معلوم ہو جاتا تو وہ اس جنس کو خود

زیادہ قیمت پر خرید لیتا تھا یا فروخت کرنے والے کا سارا مال لوٹ لیا کرتا تھا۔ جب کوئی مسلمان شعب سے باہر آتا اور قریش اسے دیکھ لیتے تو اس قدر شکنجے اور سزائیں دیتے کہ وہ مر جاتا تھا۔ مسلمان اتنے زیادہ پریشان ہو چکے تھے کہ ان کے بچے بھوک کی وجہ سے روتے اور چلاتے تو اہل مکہ تک آوازیں جاتی تھیں۔ بچوں کی دردناک آوازیں سن کر کچھ مشرکین افسوس کرتے یہاں تک کہ بہت سے لوگوں نے مخالفت شروع کر دی۔ ابوطالب اس خوف کی بنا پر کہ کہیں قریش رات میں آ کر پیغمبر کو قتل نہ کر دیں ان کے ایک طرف اپنا بستر اور دوسری طرف اپنے کسی بیٹے کا بستر بچھا دیتے تھے اور خود رات بھر پاسبانی فرماتے تھے۔

رات کو جب قریش بچوں کی آوازیں سنتے تو صبح آپس میں کہتے تھے رات کیسی گزری؟ تو جواب دیتے تھے بہت اچھی گزری۔ سوال کرنے والا کہتا تھا مگر تمہیں معلوم ہے تمہارے بھائیوں کے بچے بھوک کی وجہ سے صبح تک چلاتے رہے۔ یہ سن کر بعض قریش خوش ہوتے تھے اور بعض بہت رنجیدہ ہوتے تھے۔ اس چیز نے بعض لوگوں کو مسلمانوں کی امداد پر آمادہ کیا کہ وہ پوشیدہ طور پر کچھ کھانے پینے کی چیزیں شعب ابی طالب میں پہنچا دیں۔

دیگر لوگوں کے علاوہ حکیم ابن حزام بن خویلد نے بھی ایک روز اپنی پھوپھی خدیجہ زوجہ پیغمبر کو کچھ کھانا ایک اونٹ پر رکھ کر ایک غلام کے ساتھ بھیجا راستے میں اسے ابوجہل مل گیا۔ ابوجہل نے اونٹ کی مہار پکڑ کر کہا تو نے عہد و پیمان کی خلاف ورزی کی ہے۔ میں تجھے بنی ہاشم کے درمیان سے چلوں گا اور ذلیل و خوار کروں گا۔ ابوجہل کا بھائی ابوالبختری بھی وہاں پہنچ گیا تو اس نے کہا اس غلام کو چھوڑ دے اس کی پھوپھی کی کچھ کھانے پینے کی چیزیں اس کے پاس تھیں وہ انہیں پہنچانا چاہتا ہے۔ ابوجہل نے اپنے بھائی کی بات نہ مانی۔ آخرکار دونوں لڑنے لگے۔

Presented by www.zaraat.com

ابوالبختری کو بھی دونوں کی ہڈی دی گئی۔ مسعود نے ابوجہل کے سر پر سوار ہو کر زخمی کر دیا۔ ابوجہل کو بہت افسوس ہوا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس شکست کی اطلاع پیغمبر کو ملے۔

دوسرا شخص جو شعب ابی طالب میں کھانا پہنچاتا تھا پیغمبر کا داماد ابوالعاص بن ربیع تھا۔ وہ رات کو گیہوں اور کھجور سے اونٹ بھر کر لاتا اور درہ شعب میں وہاں چھوڑ دیتا تھا۔ اسی لئے پیغمبر نے فرمایا کہ ابوالعاص نے ہماری دامادی کا حق ادا کر دیا۔

بہر حال تمام سختیوں کے باوجود پیغمبر اور ان کے اصحاب نے تین سال شعب ابی طالب میں زندگی بسر کی یہاں تک کہ بعض قریش نے شدت ناراضگی کی بنا پر اپنے عہد کو توڑ دیا اور قریش سے الگ ہو گئے۔ پیغمبر نے چچا ابوطالب کو بتایا کہ عہد نامہ کو دیمک نے کھا لیا ہے اور صرف باسمک اللہم باقی ہے۔ ابوطالب نے یہ بات قریش سے بیان کی تو وہ مطابق واقعہ تھی۔ آخرکار عہد نامہ ختم شدہ ہو گیا اور اس کی قدر و قیمت ختم ہو گئی اور مسلمان شعب ابو طالب سے باہر آ گئے۔[2]

---

[1] دو چچا ... ساتھ ... کی ... بیعت کی ساتھ ... پیغمبر ... کی ... سے آپ نے نہیں انکار کیا (مترجم)

[2] ناسخ التواریخ جلد اول ص ۳۵۰، چاپ مطبوعات دینی۔

۵۶- ابودجانہ کی استقامت

جب مشرکین نے پیغمبر اور علی کو محاصرہ میں لے لیا تھا اور فراری مسلمانوں کی کوئی خبر نہیں تھی، اچانک پیغمبر نے ابودجانہ کو دیکھا اور فرمایا: ابودجانہ میں نے تم سے اپنی بیعت اٹھا لی تم سلامتی کے ساتھ محاصرہ سے باہر نکل جاؤ۔ اور جہاں دل چاہے چلے جاؤ لیکن علی تو وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ یہ سن کر ابودجانہ نے زور زور سے رونا شروع کر دیا اور کہا خدا کی قسم: میں ہرگز آپ کی بیعت نہیں توڑ سکتا۔ آپ کو چھوڑ کر کہاں جا سکتا ہوں۔ اگر میں اپنی بیوی کے پاس جاؤں تو وہ بھی ایک روز مر جائے گی۔ اگر اپنے گھر جاؤں تو وہ بھی ایک روز برباد ہو جائے گا اگر مال کی طرف بڑھوں تو وہ بھی ایک روز فنا ہو جائے گا اور اگر موت کی طرف بڑھوں تو وہ جلد آ جائے گی۔

پیغمبر اسلام کے سامنے جب ابودجانہ نے رو کر یہ بیان کیا تو آنحضرت بھی گریہ فرمانے لگے اور ابودجانہ کو جنگ کی اجازت دی۔ ایک طرف علی اور دوسری طرف ابودجانہ تھا۔ وہ مشرکین سے مقابلہ کرتے رہے جب ابودجانہ زخموں سے نڈھال ہو کر زمین پر گر پڑے تو علی انہیں اٹھا کر خدمت رسول میں لے آئے۔ ابودجانہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں نے حق بیعت ادا کر دیا؟ پیغمبر نے فرمایا ہاں بلکہ ان کے لئے دعائے خیر کی۔ اس کے بعد علی تنہا جنگ کرتے رہے۔ جب جنگ اتنی تیز ہو رہی تھی کہ لوہے کے زخم علی کے جسم مبارک پر لگے اور دشمن پر حملہ کرنے ... زمین پر گر ... ناگاہ پیغمبر نے دیکھا کہ شدت جنگ کی بنا پر علی کے پیر ... فرمانے لگے ... تو نے مجھے اپنے دین کو مدد دینے

Presented by www.zaraat.com

کا وعدہ کیا ہے۔ اگر تو چاہے تو دشوار نہیں ہے۔[1]

۵۷۔ ایک مسلمان خاندان کی استقامت

عمرو بن جموح ایک پیر سے معذور تھے ان کے چار فرزند تھے جو نہایت بہادر تھے جنگ احد میں پیغمبر اسلامؐ کے ہمرکاب رہتے۔ عمرو نے بھی جنگ کے ارادے سے جانا چاہا تو ان سے کہا گیا کہ جب سے چار بیٹے جنگ میں شریک ہیں اب مناسب نہیں ہے کہ ایک پیر سے معذور ہونے کے باوجود تم بھی جنگ کے لئے جاؤ تو عمرو نے جواب دیا کیا یہ مناسب ہے کہ میرے چار بیٹے جنت میں چلے جائیں اور میں عورتوں کی طرح گھر میں بیٹھا رہوں؟ یہ کہہ کر جنگ احد کی طرف چل دیئے گھر سے نکلتے وقت دعا کی پروردگار مجھے اب گھر واپس نہ بھیجنا

خدمت رسولؐ میں پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ معذور ہونے کی وجہ سے تم سے احکام جنگ ساقط کر دیئے ہیں عمرو نے عرض کیا مگر میں اب ایک پیر سے معذور ہونے کے باوجود جنت میں جانا چاہتا ہوں۔ جنگ کے لئے گئے اور جنگ و جہاد میں اپنی جان دے دی۔ عمرو کے بعد ان کے بیٹے خلاد نے شہادت پائی پھر ان کے بعد دو ساتھی عبداللہ بن عمرو بن حرام، سفیان بن عبد شمس کے بالترتیب شہید ہوئے۔

یہی عبد اللہ جناب جابر انصاری کے والد تھے۔ عمرو بن جموح کی زوجہ ہند جنگ ختم ہونے کے بعد میدان احد میں آئی اور اپنے بھائی عبداللہ بن عمرو بن حرام اپنے شوہر عمرو بن جموح اور بیٹے خلاد کی لاش کو اونٹ پر رکھ کر مدینہ لے گئیں

[1] یہ روایت بحار الانوار جلد ششم اور سوم حضرت جعفرؒ ۔ منتہی التواریخ ص ۲۹ سے نقل کی گئی ہے۔

عائشہ کچھ عورتوں کے ساتھ پیغمبر کی خبر گیری کے لئے آ رہی تھیں۔ راستے میں ہند سے ملاقات ہوئی تو نبی اکرمؐ کے متعلق پوچھا۔ ہند نے کہا خدا کا شکر کہ اس کا رسولؐ سلامت ہے۔ اس کے علاوہ ہر مصیبت ہمارے لئے آسان ہے۔ عائشہ نے پھر پوچھا کہ اونٹ پر کیا ہے؟ تو ہند نے کہا میرے شوہر، بھائی اور بیٹے کے لاشے ہیں۔ ہند جب ریگستان کے آخر میں پہنچی تو اونٹ بیٹھ گیا۔ ہند نے لکڑی اور پتھر سے بھی مارا مگر وہ اپنی جگہ سے نہ اٹھا لیکن جب ہند نے احد کی طرف ہانکی تو وہ ہوا کی مانند تیز رفتاری سے قدم آگے بڑھاتا۔ ہند نے پیغمبر اسلامؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ اونٹ کی یہ ماموریت ہے تم یہ بتاؤ کہ تمہارے شوہر عمرو نے گھر سے نکلتے وقت کیا کہا تھا۔ ہند نے جواب دیا کہ جب وہ گھر سے نکل رہا تھا تو قبلہ کی طرف رخ کرکے کہا: اللّٰھم لا تردنی ... الی الشھادۃ (خدایا اب مجھے گھر واپس نہ کرنا۔ مجھے شہادت عطا فرما۔) تو پیغمبرؐ نے فرمایا کہ اے انصار! تم میں کچھ ایسے بھی لوگ ہیں جو خدا سے کسی چیز کی خواہش کریں تو وہ اسے رد نہ کرے گا۔ اور عمرو انہی لوگوں میں سے تھا۔ پھر فرمایا اے ہند! تیرے بھائی عبد اللہ کے سر پر فرشتے اپنے پروں سے سایہ کئے ہوئے ہیں اور دیکھ رہے ہیں کہ عبد اللہ کو کہاں دفن کیا جاتا ہے۔ تیرا شوہر، بیٹا اور بھائی جنت میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ ہند نے کہا یا رسول اللہ! خدا سے دعا کریں کہ میں بھی جنت میں ان لوگوں کے ساتھ رہوں۔

احد میں جہاں عبد اللہ اور عمرو کی قبر بنائی گئی تھی وہاں سیلاب آ جاتا تھا ایک مرتبہ سیلاب آیا تو دونوں کی قبریں بہہ گئیں۔ لوگوں نے دیکھا کہ عبد اللہ کا ایک ہاتھ ان کے زخم پر رکھا ہوا ہے۔ جب ہاتھ زخم سے ہٹایا گیا تو فوراً خون جاری ہو گیا۔ مجبور ہو کر پھر ہاتھ وہیں رکھ دیا گیا۔

Presented by www.ziaraat.com

کر نہ پاؤ تو [illegible] میں وہ ساتھ [illegible] باصرار اس نے پہلا

[illegible] دیکھ کر مجھے بہت تعجب ہوا [illegible] پڑھنے کے [illegible]

[illegible] پھر جب واپس آیا تو دیکھا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا تھا اور

چراغ کے [illegible] پاس بیٹھا تھا [illegible] پر بیٹھے تھا میں نے

[illegible] کام کرنے کے لیے کوشش اور استقامت

ضروری ہے۔

اس موقع پر چند اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

۱. ایک چشمہ پہاڑ سے [illegible] ایک پتھر آ گیا

۲. [illegible] کر کے مجھے تھوڑا سا

راستہ دے دیں۔

۳. [illegible] پتھر [illegible] چشمہ [illegible] لگا کر

کر پہلا عدد [illegible]

۴. مجھے [illegible]

تیری وجہ سے میں اپنا [illegible] چھوڑ دوں۔

۵. [illegible]

رکی [illegible] پتھر کو اس کی جگہ سے ہٹانا چاہا۔

۶. [illegible] اور

[illegible]

۷. [illegible]

مشکل [illegible]

۱؎ [illegible]

جابر کہتے ہیں کہ میں نے چھیالیس سال بعد اپنے والد کا جسم [illegible] دیکھا مگر

اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سو رہے ہیں۔ [illegible]

[illegible] کی پنڈلیوں پر ڈال دی گئی تھی وہ بھی تازہ تھی۔ میں نے ان کے جسم

میں خوشبو لگانا چاہی تو [illegible] نے منع کیا۔

اس واقعہ پر دو [illegible]

۱. [illegible] کی شجاعت اور شہادت [illegible] ہوتی ہے [illegible] کے لیے

[illegible] ہے۔

۲. [illegible]

پیدا ہوتی ہے۔

۵۸. استاد ابوالحجاج کون تھے؟

[illegible]

۱؎ [illegible]

۲؎ [illegible]

فارسی میں اسے [illegible] کہتے ہیں۔

Presented by www.zaraat.com

۸۔ جاؤ خدا سے امید کے ساتھ اپنے مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہو، کیونکہ مایوسی کا نتیجہ صرف موت ہی ہے۔

۹۔ اگر تم اپنے کاموں میں استقلال و استقامت سے کام لو تو ہر مشکل آسان ہو جائے گی۔

۵۹۔ مسلمان کو مستقل مزاج ہونا چاہیئے

جن لوگوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت کی ان میں سے عبداللہ بن حذافہ بھی ہیں، وہ حبشہ ہجرت کر گئے۔ رومیوں نے انہیں اور کچھ دیگر مسلمانوں کو گرفتار کر لیا اور مذہب نصرانیت قبول کرنے کو کہا تو انہوں نے انکار کر دیا۔ رومیوں نے ایک دیگ روغن زیتون گرم کر کے ایک مسلمان سے کہا کہ تم مذہب نصرانیت قبول کر لو ورنہ اسی دیگ میں ڈال دیئے جاؤ گے، مگر اس نے قبول نہ کیا تو رومیوں نے انہیں دیگ میں ڈال دیا۔ تھوڑی دیر میں اس کا جسم جل گیا اور صرف ہڈیاں دکھائی دینے لگیں۔

پھر عبداللہ سے بھی دین نصرانیت قبول کرنے کو کہا۔ انھوں نے انکار کر دیا۔ لوگوں نے کہا تمہیں بھی دیگ میں ڈال دیا جائے گا۔ یہ سن کر عبداللہ نے رونا شروع کر دیا۔ رومیوں میں سے ایک ضعیف نے کہا: خوف کی وجہ سے رو رہا ہے لہٰذا اسے نزدیک لایا جائے۔ عبداللہ نے جواب دیا کہ تم یہ خیال کرتے ہو کہ میں اس گرم روغن زیتون سے ڈر رہا ہوں تو ایسا ہرگز نہیں۔ بلکہ میں تو اس لئے رو رہا ہوں کہ میرے پاس ایک ہی جسم و روح ہے اور تم مجھ پر ظلم کر رہے ہو۔ کاش! میرے جسم کے بالوں کی برابر میرے جسم و روح ہوتے، یقینی میں ہر بار زندہ کیا جاتا اور راہ خدا میں اسی طرح اپنی جان دیتا، اس وقت تم لوگ مجھے دیکھ لیتے اور میں خوش ہو کر راہ خدا میں جان دیتا۔

عبداللہ کی گفتگو سن کر رومیوں کو تعجب ہوا اور وہ عبداللہ کو آزاد کرنے کی طرف مائل ہو گئے۔ رومیوں کے سردار نے عبداللہ سے کہا کہ تم میرا سر چوم لو تو میں آزاد کر دوں گا۔ عبداللہ نے انکار کر دیا۔ پھر اس نے کہا تم دین نصرانیت قبول کر لو تو میں اپنی لڑکی کی شادی تمہارے ساتھ کر دوں گا اور اپنی سلطنت کا کچھ حصہ بھی تمہیں دوں گا، مگر عبداللہ نے پھر انکار کر دیا تو رومیوں کے سردار نے عبداللہ سے کہا کہ تم میرا سر چوم لو تو میں تمہارے ساتھ اسّی مسلمان قیدیوں کو آزاد کر دوں گا۔ عبداللہ نے کہا کہ اگر تم اسّی مسلمانوں کو آزاد کرنے کا وعدہ کرتے ہو تو میں تمہارا سر چومنے کے لئے تیار ہوں، یہ کہہ کر رومیوں کے سردار کا سر چوم لیا تو اس نے عبداللہ کے ساتھ اسّی مسلمانوں کو آزاد کر دیا۔ جب قید سے رہا ہو کر مسلمان مدینہ پہنچے اور عمر بن خطاب سے ملے تو عمر نے عبداللہ کا سر چوم لیا۔ اصحاب پیغمبر کبھی کبھی بطور مزاح عبداللہ سے کہتے تھے کہ تم نے کافر کا سر چوما ہے تو وہ جواب میں کہتے کہ خدا نے اسی کے سبب اسّی مسلمانوں کو آزاد کر دیا۔[1]

۶۰۔ اس میں اتنی طاقت نہ تھی

شیخ بہائی علیہ الرحمہ اپنی کتاب کشکول جلد اول ص... پر لکھتے ہیں کہ گذشتہ زمانے میں کوہ لبنان پر ایک عابد رہتا تھا وہ دن میں روزہ رکھتا اور شب و روز عبادت کیا کرتا تھا، شام کے وقت ایک روٹی اسے ملتی وہ آدھی روٹی افطار میں کھا لیتا اور آدھی روٹی سحری کے لئے رکھ دیتا تھا۔ ایک مدت تک یہی سلسلہ جاری رہا اور عابد پہاڑ پر ہی زندگی بسر کرتا رہا۔

---

[1] سفینۃ البحار ج ۱، ص ۲۲۱۔

Presented by www.ziaraat.com

الغرض ایک رات اس کے لئے روٹی نہ آئی تو بھوک کی شدت اور بھوک کی وجہ سے سے نیند بھی نہ آئی۔ نماز کے بعد مسلسل انتظار کرتا رہا کہ معمول کے مطابق اس کے لئے روٹی آئے مگر سے کوئی دوسری چیز بھی نہ ملی تاکہ وہ اسے کھا کر اپنا پیٹ بھر لیتا۔ پہاڑ کے نزدیک ایک قریہ آباد تھا وہاں کے لوگ عیسائی تھے۔ عابد صبح ہوتے ہی پہاڑ سے اتر کر وہاں پہنچا اور ایک نصرانی سے کھانا طلب کیا۔ اس نے عابد کو جو کی دو روٹیاں دے دیں۔ نصرانی کے گھر کے دروازے پر ایک بھوکا کتا بیٹھا تھا وہ عابد کے پیچھے چل دیا اور بھونکنا شروع کر دیا پھر دوڑ کر کتے نے عابد کا دامن پکڑ لیا عابد نے ایک روٹی کتے کے آگے ڈال دی اور خیال کیا کہ وہ اسے کھا کر پیچھا چھوڑ دے گا کتے نے وہ روٹی کھائی اور دوبارہ عابد کا دامن پکڑ لیا تو عابد نے دوسری روٹی بھی کتے کو کھلا دی مگر وہ پھر بھی واپس نہ گیا اور تیسری مرتبہ عابد کا دامن پکڑ کر چلا۔ عابد نے کہا سبحان اللہ میں نے اتنا بے شرم کتا نہیں دیکھا۔ تیرے مالک نے یہ دو روٹیاں دی تھیں جو میں نے تجھے کھلا دیں اب تو کیا چاہتا ہے۔ خدا نے کتے کو قوت گویائی دی اور وہ بولا میں بے حیا نہیں ہوں بلکہ میں اس کے گھر پر ایک مدت سے رہتا ہوں اس کی بکریوں کی حفاظت کرتا ہوں جو کچھ وہ مجھے دیتا ہے میں اس پر قناعت کر لیتا ہوں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اسے پیٹ کے لئے بھی کوئی چیز میسر نہیں ہوتی تو وہ مجھے بھی کچھ نہیں دیتا ہے اور جب سے میں اس کے گھر پر ہوں میں بھوکا رہتا ہوں اور اس کے علاوہ کسی کا در نہیں دیکھتا یہی میری عادت ہے اگر کوئی چیز ملتی ہے تو شکر کرتا ہوں اور نہیں ملتا تو صبر کرتا ہوں لیکن تجھے کہ ایک شب روٹی نہ ملی تو صبر نہ کر سکا اور رزق دینے والے کا در چھوڑ کر ایک عیسائی کے سامنے ہاتھ پھیلا دیا۔ لقمے کے عوض دوست کو چھوڑ دیا اور دشمن سے جا ملا

اب بتا کہ بے حیا تو ہے یا میں۔ یہ سن کر عابد اتنا متاثر ہوا کہ اس پر غشی طاری ہو گئی۔[1]

۶۱۔ سخن چین توبہ کرتا ہے

حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ خدا نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ تمہارے اصحاب میں سے ایک صحابی تم پر سخن چینی کرتا ہے تم اس سے پرہیز کرو۔ موسیٰ نے عرض کیا پروردگار میں اسے نہیں پہچانتا تو اسے پہچنوا دے خدا نے فرمایا۔ موسیٰ میں اس کے لیے سخن چینی کو بہتر نہیں سمجھتا تو کیسے پہچنواؤں، کیا تم چاہتے ہو کہ میں خود اسی سخن چینی کروں۔ موسیٰ نے عرض کیا پھر میں اسے کیسے پہچانوں؟

وحی ہوئی تم اپنے اصحاب کو دس، دس کے حصے کر دو پھر ان میں قرعہ اندازی کرو۔ جن لوگوں میں سے وہ شخص ہوگا تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ جناب موسیٰ نے یہ کام انجام دیا۔ اس شخص نے جب دیکھا کہ قرعہ درست نکل رہا ہے اور اس کے رسوا ہونے کا وقت قریب ہے تو اپنی جگہ سے اٹھ کر بولا موسیٰ! جس شخص کی تمہیں تلاش ہے وہ میں ہوں۔ لیکن خدا کی قسم! اب ایسا کام ہرگز نہ کروں گا۔[2]

جامع السعادات جلد دوم صفحہ ۲۷۳ پر یہ روایت اس طرح نقل کی گئی ہے کہ ایک سال بنی اسرائیل میں قحط پڑا۔ حضرت موسیٰ نے چند مرتبہ نماز استسقاء پڑھ کر خدا سے بارش کی دعا کی مگر بارش نہ ہوئی اور موسیٰ کو وحی ہوئی کہ تمہارے اصحاب میں ایک شخص غیبت کرتا ہے وہ اس پر اصرار کرتا ہے لہذا تمہاری دعا

---

[1] کشکول۔ شیخ بہائی۔ ج اول۔ ص

[2] بحار الانوار۔ طبع آخوندی جلد ۷۲۔ صفحہ ۲۶۸

Presented by www.zaraat.com

قبول نہیں کروں گا موسیٰؑ نے عرض کیا وہ کون شخص ہے؟ خدا نے ارشاد فرمایا۔ موسیٰؑ! میں غیبت سے لوگوں کو منع کرتا ہوں تو خود کیسے غیبت کروں؟ تم اپنے اصحاب سے کہو کہ سب توبہ کریں تاکہ ان کی دعا قبول ہو سکے۔ لوگوں نے توبہ کی تو خدا نے پانی برسایا۔

۶۲۔ قیامت میں غیبت کی سزا

شیخ بہائی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب کشکول جلد اول ص۲۰۱ پر لکھتے ہیں کہ ایک روز ایک جگہ میرا ذکر ہو رہا تھا حاضرین میں سے ایک شخص جو مجھ سے دوستی و محبت کا جھوٹا دعویٰ کرتا تھا میری غیبت کرنے لگا اور غیر مناسب باتیں میری طرف منسوب کرنے لگا۔ اس کے پیش نظر خداوند عالم کا یہ فرمان نہ تھا۔ یعنی کیا تم لوگ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتے ہو؟ اگر پسند نہیں کرتے تو غیبت بھی نہ کرو۔ جب اسے یہ معلوم ہوا کہ مجھے تمام روداد معلوم ہو چکی ہے تو اس نے بہت طولانی خط مجھے لکھا اس میں میری رضایت اور اپنے لئے معافی چاہی۔ میں نے اس کے جواب میں لکھا کہ تم نے میرے پاس جو ہدیہ بھیجا ہے خدا تمہیں اس کا بدلہ دے کیونکہ تمہارے ہدیہ سے قیامت میں میری نیکیوں کا پلڑا بھاری رہے گا [illegible] ...... حضرت رسول اکرمؐ سے روایت ہے آپؐ نے فرمایا روز قیامت ایک شخص کو مقام حساب پر لایا جائے گا تو اس کے نیک اعمال میزان کے ایک طرف اور برے اعمال دوسری طرف رکھ دیئے جائیں گے اس کے گناہوں کا پلڑا وزنی ہوگا اس وقت ایک ورق کا نامہ اس کی نیکیوں کی طرف رکھ دیا جائے گا فوراً اس کے اچھے اعمال برے اعمال سے زیادہ ہو جائیں گے تو وہ عرض کرے گا پروردگار! میرے تمام نیک اعمال

تو میزان میں موجود تھے یہ ورق کیسا ہے؟ میں نے تو ایسا کوئی عمل انجام نہیں دیا ہے۔ جواب آئے گا کہ یہ اس کا بدلہ ہے جو لوگوں نے تمہاری غیبت کی تھی۔

یہ حدیث مجھے یعنی شیخ بہائی کو تمہارا شکریہ ادا کرنے کی طرف متوجہ کرتی ہے کیونکہ تم نے مجھے ایک چیز دی ہے حالانکہ اگر تم میرے سامنے ایسا کوئی کام یا اس سے بھی بدتر کرتے تو میں تمہیں کوئی جواب نہ دیتا بلکہ معاف کر دیتا۔ اور اس چند روزہ زندگی میں بھی تیرے ساتھ وفا کرتا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے یہ اشعار لکھے۔

ترجمہ... ۱۔ ہماری تو عادت کسی کو ستانے کی نہیں ہے لیکن اگر ہمیں کوئی ستائے جب بھی ہم کسی سے نہیں کہتے ہیں۔

۲۔ اور اگر ہماری بنیاد صبر سے اصول لکھے گئے تو ہماری فریاد سے آگ نہ بھرے گی۔

۳۔ ورنہ ہم شعبدہ خاطر ایک ہی سجدہ میں زمانہ کی بنیادیں منہدم کر سکتے ہیں۔

۴۔ اگر باد سحر کو ہم اجازت دے دیں تو دیکھتے ہی دیکھتے پوری دنیا کو زیر و زبر کر دیں۔ (شیخ بہائی علیہ الرحمۃ)

۶۳۔ ہم اپنے بھائیوں کا گوشت نہ کھائیں

پیغمبر اکرمؐ نے ایک روز حکم دیا کہ سب مسلمان روزہ رکھیں اور جب تک اجازت نہیں دی جائے افطار نہ کریں۔ شام کو ایک شخص نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ! ہم اب تک روزہ سے تھے کیا اب افطار کر سکتے ہیں؟ جو پوچھتا آنحضرتؐ افطار کی اجازت دے دیتے تھے۔

ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ میرے خاندان کی دو لڑکیوں نے روزہ

Presented by www.zaraat.com

رکھا ہے لیکن انہیں آپ کے پاس آتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے آپ انہیں افطار کی اجازت دیتے ہیں؟ یہ سن کر رسول اسلامؐ نے اس کی طرف سے رخ موڑ لیا اس نے دوسری مرتبہ پھر عرض کیا مگر آپ نے پھر بھی توجہ نہیں کی جب اس شخص نے تیسری مرتبہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا تم مجھ سے اجازت مانگ رہے ہو، وہ روزہ سے ہی نہیں تھیں، جو صبح سے برابر لوگوں کا گوشت کھا رہا ہو وہ کیسے روزہ سے ہو سکتا ہے؟ جاؤ ان سے کہہ دو کہ اگر روزہ سے تھیں تو الٹی کریں۔

اس شخص نے واپس آکر پیغمبر اسلامؐ کا حکم پہنچا دیا لڑکیوں نے جب قے کی تو دونوں کے منہ سے گوشت کے ٹکڑے نکلے اس شخص نے واپس آکر پیغمبر اسلام سے واقعہ بیان کیا حضورؐ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر وہ ٹکڑے ان کے شکم میں رہ جاتے تو آتش جہنم انہیں گھیر لیتی۔ ؎

۶۴۔ اس نے غیبت کرنے والے کو سزا دی

حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ ایک شخص نے امام زین العابدین علیہ السلام سے عرض کیا کہ فلاں شخص کچھ ناحق باتیں آپ کی طرف منسوب کرتا ہے کہ جناب آپ دین میں بدعت قائم کرتے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں، امامؑ نے فرمایا تم نے اس کی ہم نشینی کا حق ادا نہ کیا کیونکہ اس کی باتیں مجھ سے بیان کر دیں اور میرا بھی حق ادا نہ کیا کیونکہ جو باتیں اپنے بھائی کے متعلق نہیں جانتا تھا وہ تم نے مجھ سے بیان کر دیں۔ ہم دونوں ایک روز مر جائیں گے اور حشر میں ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے تو خدا سوال کرے گا کہ تم نے کیوں غیبت کی؟ ہم

؎ کشف الریبہ شہید علیہ الرحمہ ص ۸۷۔

غیبت سے بچتے رہو۔ غیبت جہنم کے کتوں کی غذا ہے۔ خصوصاً تمہیں اس بات کی طرف بھی متوجہ رہنا چاہیئے کہ جو لوگوں کے عیوب زیادہ بیان کرتا ہے وہ اپنے عیوب لوگوں میں بہت زیادہ تلاش کرتا ہے۔

علقمہ کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ کس شخص کی گواہی قبول ہو سکتی ہے اور کس کی قبول نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ جو فطرت اسلام رکھتا ہو اس کی گواہی قبول ہو سکتی ہے۔ میں نے پوچھا کہ جو لوگ گناہ سے نزدیک ہوں ان کی گواہی قبول نہ ہو سکتی ہے؟

امام نے فرمایا۔

علقمہ! اگر ان لوگوں کی شہادت قبول نہ ہو تو انبیاء و اوصیاء کے علاوہ کسی کی شہادت قبول نہ ہونی چاہیے کیونکہ وہ فقط معصوم ہیں۔ جس شخص کو تم نے اپنی آنکھوں سے گناہ کرتے ہوئے نہ دیکھا ہو یا اس کے گناہ کی دو عادل گواہی نہ دیں وہ صاحب عدالت ہے اور اس کی گواہی بھی قبول ہوگی۔ اس کے راز و اسرار کو پوشیدہ رکھنا چاہیئے اگرچہ وہ خدا کا معصیت کار ہو۔ جو شخص ایسے شخص کی غیبت کرے تو جو چیز اس میں پائی جاتی ہے اس کے سبب سے وہ ..... (شیطان) اور خدا کی دوستی سے خارج ہو جاتا ہے اور شیطان کی دوستی میں داخل ہو جاتا ہے۔

میرے والد ماجد نے اپنے آباء و اجداد سے روایت کی ہے اور انہوں نے پیغمبر اسلامؐ سے نقل فرمایا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی مومن کی غیبت کرتا ہے تو خدا ان … عصمت ایمان کو جو کہ مومنین کے حقوق کی محافظ ہے ان دونوں کے درمیان سے ختم کر دیتا ہے اور غیبت کرنے

Presented by www.ziaraat.com

والا ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ ؎

۶۵۔ خدا کے علاوہ کسی پر بھروسہ نہ کرو

حضرت صادقؑ آلِ محمدؐ نے فرمایا کہ جب جناب یوسفؑ کو قید کر دیا گیا تو خدا نے ان پر تعبیر خواب بذریعہ الہام فرما دی تھی۔ جناب یوسفؑ لوگوں کو خواب کی تعبیر بتاتے تھے جس روز جناب یوسفؑ گرفتار ہوئے تھے اسی روز دو جوان بھی گرفتار کئے گئے تھے دوسرے روز صبح کو انہوں نے یوسفؑ کے پاس آ کر عرض کیا ہم نے رات خواب دیکھا ہے ہمیں تعبیر بتایئے۔ جناب یوسفؑ نے پوچھا تم نے کیا دیکھا؟

ایک نے کہا میں نے دیکھا ہے کہ تھوڑی سی روٹی میں اپنے سر پر رکھ کر لے جا رہا ہوں اور اسے پرندے کھا رہے ہیں، دوسرے نے کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ انگور نچوڑ رہا ہوں۔ جناب یوسفؑ نے ان دونوں کے جواب میں فرمایا میں ایسی تعبیر بیان کروں گا کہ کھانا آنے سے پہلے اس کی حقیقت ظاہر ہو جائے گی

تم میں سے ایک تو بادشاہ کا ساقی بنے گا وہ اسے شراب پلائے گا لیکن دوسرا تختۂ دار پر لٹکا دیا جائے گا۔ پرندے اس کے سر پر بیٹھ کر اس کا مغز کھائیں گے۔ جس سے جناب یوسفؑ نے کہا تھا کہ تجھے دار پر لٹکایا جائے گا اس نے کہا میں نے تو کوئی خواب نہیں دیکھا ہے۔ تب سے یوں ہی جھوٹ کہہ دیا تھا۔ جناب یوسفؑ نے فرمایا کہ تم نے جو کچھ پوچھا وہ گذر چکا، اب جھوٹ اور سچ اس میں فائدہ نہیں رکھتا۔ ہم نے جو کچھ بیان کر دیا وہی ہو گا (رحمۃ قرآن) ....

؎ بحار۔ جلد ۱۲ صفحہ ۱۸۱ - ۱۸۵

پھر جس شخص کے آزاد ہونے کی امید تھی جناب یوسفؑ نے اس سے کہا کہ بادشاہ سے میرا بھی تذکرہ کرنا لیکن وہ وسوسۂ شیطانی کے سبب بھول گیا اور یوسفؑ کا تذکرہ بادشاہ سے نہ کیا۔ سات سال مزید قید میں رہے کیونکہ اس وقت وہ اپنے پروردگار کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور دوسرے پر اعتماد کیا۔ خدا نے یوسفؑ کو وحی کی کہ تمہیں وہ خواب کس نے دکھایا تھا؟ اور کس نے تمہاری محبت یعقوبؑ کے دل میں جاگزیں کر دی تھی۔ جناب یوسفؑ نے عرض کیا پروردگار! وہ تیری ہی ذات ہے۔ خدا نے پھر فرمایا کہ قافلہ کو کنوئیں کے پاس کس نے بھیجا؟ اور تمہیں وہ دعا کس نے بتائی جس کے سبب تم کنوئیں سے باہر نکلے؟ یوسفؑ نے جواب دیا خدایا تیری ذات ہے خدا نے پوچھا یوسفؑ۔ جب لوگوں نے تمہیں زلیخا کے بارے میں تہمت لگائی تو کس نے بچے کو زبان عطا کر کے تمہیں نجات دلائی؟ یوسفؑ نے کہا معبود تو نے ہی یہ کام بھی انجام دیا۔ خدا نے پھر پوچھا کہ تمہیں عزیز مصر کی بیوی اور دوسری تمام عورتوں کے مکر و فریب سے کس نے بچایا؟ یوسفؑ نے کہا تو نے (قال رب ..... السجن)۔ خدا نے فرمایا کہ اس وقت تم نے دوسروں سے کیوں چاہا تھا۔ مجھ سے کیوں درخواست نہ کی تاکہ میں تمہیں زندان سے رہا کر دیتا۔ تم نے میرے ایک بندے سے خواہش کی کہ وہ ایک ایسے شخص سے جو میرے اختیار میں ہے تمہاری سفارش کرے۔ تم نے چونکہ ایک بندے کو دوسرے بندے کے پاس بھیجا ہے لہٰذا اب مزید سات سال تک قید میں رہو۔ ؎

جناب یوسفؑ نے اپنے بھائی بنیامین کو قید کرا دیا تو جناب یعقوبؑ نے خط لکھا اور خواہش کی کہ وہ بنیامین کو آزاد کر دیں اس خط میں فراق یوسفؑ پر

؎ بحار الانوار ج ۱۲ صفحہ ۲۲۵، تفسیر صافی صفحہ ۲۲۲

Presented by www.zaraat.com

رنج و غم میں مبتلا ہونے کی شکایت کی۔ جب پسر ان یعقوب وہ غلہ لے کر مصر کی
طرف چلے گئے تو جبرئیل نے آکر یعقوب سے فرمایا کہ تمہارا پروردگار کہتا ہے تم
مصیبتوں کی شکایت تم نے عزیز مصر کو لکھی ہے تم بتاؤ کس نے ان مصائب میں
مبتلا کیا، یعقوب نے کہا خدایا تو نے ہی تو مجھے اس مصیبت میں مبتلا کیا ہے۔
خدا نے فرمایا کیا میرے علاوہ بھی کوئی تمہاری پریشانیاں دور کر سکتا ہے یعقوب نے
کہا نہیں۔ تو خدا نے کہا پھر تم نے اپنی مصیبتوں کی شکایت دوسرے سے کیوں کی
تمہیں ایک بندے سے شکایت کرتے ہوئے شرم محسوس نہ ہوئی۔ یعقوب نے
کہا خدایا میں استغفار کرتا ہوں [illegible] مصیبتیں [illegible] تھا
[illegible] میری طرف متوجہ رہتے اور [illegible]
[illegible] یہ سب کچھ تمہارے لئے بیان کر دیا تھا۔ [illegible]
لیکن شیطان نے تمہیں میری یاد سے غافل کر دیا تھا۔ یعقوب! اپنا یوسف اور اپنے
بھائی و غم سے دور ہو گا تمہاری دولت اور طاقت جس کی [illegible] ہو گئی ہے پھر
واپس دے دوں گا۔ [illegible] قوت شجاعت بھی عطا کروں گا یہ سب کچھ تو
ایک تنبیہ تھی بلکہ[1]

۶۶۔ مصیبت کے وقت کس سے پناہ مانگنا چاہیے

[illegible] کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ [illegible] تنگ دستی میں مبتلا ہو
گیا ایسے وقت میں دوست [illegible] کا [illegible]
تھا [illegible] چلے گئے [illegible] وقت حسن بن زید [illegible]

---

[1] بحار ج ۱۲، ص ۳۱۳۔

ایک روز میں اس سے مالی مدد حاصل کرنے کی غرض سے گھر سے نکلا۔ راستے میں
میری ملاقات محمد بن عبد اللہ بن علی بن الحسین سے ہو گئی۔ انہیں میری تنگ دستی
کی اطلاع مل چکی تھی انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا میں جانتا ہوں کہ تم کس مقصد
سے گھر سے نکلے ہو۔ لیکن یہ بتاؤ کہ کس کے پاس اپنی مصیبتوں سے نجات حاصل
کرنے کے لئے جا رہے ہو۔ انہوں نے کہا حسن بن زید کے پاس جا رہا
ہوں۔ محمد بن عبد اللہ نے کہا اگر تم وہاں جا رہے ہو تو تمہاری حاجت پوری نہیں
ہو گی تم اس ذات سے اپنی حاجت طلب کرو جو کریم ترین ہے اور اس امر
پر اسے قدرت بھی حاصل ہے جو چیز تم چاہتے ہو اسی سے مانگو میں نے اپنے
چچا زاد بھائی [illegible] علیہ السلام سے [illegible] سنا ہے [illegible]
[illegible] نقل کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ خدا نے ایک
نبی پر وحی کی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ہے اور کریم
[illegible]
[illegible] کوئی
[illegible] کیوں میرے
[illegible] عطا و بخشش سے
[illegible]
[illegible] اس کا پروردگار ہوں

Presented by www.ziaraat.com

اسے مانگنے سے پہلے ہی دے دیتا ہوں تو کیا اگر وہ سوال کرے تو کیا میں نہ دوں گا؟ اس نے اشتباہ کیا ہے کیا دنیا و آخرت کی سخاوتیں میرے ہی ہاتھ میں نہیں؟ اگر ساتوں آسمانوں اور زمین کے رہنے والے تمام لوگ اگر مجھ سے کچھ مانگیں اور میں ان کی تمام حاجتیں پوری کر دوں تو پر مگس کی بنا بر میری حکومت و اقتدار میں کمی واقع نہیں ہو سکتی۔ اس ملک میں کیسے کمی واقع ہو سکتی ہے جس کا میں مالک ہوں۔ وہ شخص بد بخت ہے جو میری نافرمانی کرے اور پھر مجھ سے [illegible] ہے۔

۶۷۔ ہمیں صرف خدا سے مدد مانگنا چاہیئے

جب قوم نمرود نے بتوں کو گرانے کے جرم میں جناب ابراہیمؑ کو گرفتار کر لیا تو نمرود نے آپ کی سزا کے متعلق لوگوں سے مشورہ کیا سب نے کہا "حرقوہ ... فاعلین" ابراہیمؑ کو آگ میں جلا دو اور اپنے خداؤں کی مدد کرو۔ نمرود کو یہ رائے پسند آئی۔ ابراہیمؑ کو قید کر دیا گیا تاکہ آگ جلانے کے وسائل اور مقدمات فراہم ہو سکیں۔ ایک مدت تک قوم نمرود نے لکڑیاں جمع کیں۔ حضرت ابراہیمؑ کو نذر آتش کرنا ان کی نظر میں اتنا زیادہ اہم تھا کہ اگر کوئی مریض ہو جاتا تو وصیت کرتا تھا کہ اس کے مال سے فلاں مقدار حضرت ابراہیمؑ کو جلانے کے لئے ایندھن خرید دیا جائے۔ عورتیں اون بناتیں تو اس کا پیسہ آگ جلانے کے منتظم کو دے دیتیں۔ انہوں نے اتنی زیادہ آگ جلائی کہ پرندہ بھی اس کے اوپر سے نہیں گزر سکتا تھا۔

نمرود کے حکم سے لوگوں نے ایک بلند عمارت بنائی تاکہ نمرود اس پر بیٹھ کر ابراہیمؑ کو آگ میں جلتے ہوئے دیکھ سکے۔ جب کوثیٰ کے قریب بیابانِ کوثا

کے کنارے آگ جلائی گئی اور اس کے شعلے بلند ہوئے تو حرارت اتنی زیادہ بڑھ گئی کہ خود وہ لوگ ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالنے سے عاجز ہو گئے۔

شیطان نے انہیں بتایا کہ ایک منجنیق بنائیں اور اس کے ذریعے ابراہیمؑ کو آگ میں ڈال دیں۔ لوگوں نے ابراہیمؑ کو آگ میں ڈال دیا۔ نمرود ایک جگہ میں ہو دیکھ رہا تھا۔ چند ہی لمحات میں ہلچل پڑ گئی۔ دنیا کی ہر شے زبان حال سے خدا کی بارگاہ میں شکوہ کر رہی تھی۔ زمین نے کہا خدایا! حضرت ابراہیمؑ کے سوا مجھ پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ تجھے پسند ہے کہ انہیں آگ میں جلا دیا جائے؟ ملائکہ نے عرض کیا پروردگار: تیرے خلیل کو آگ میں ڈال رہے ہیں؟ خدا نے جواب دیا کہ اگر وہ مجھے پکارے گا تو میں اس کی حاجت روائی کروں گا۔ جبرئیلؑ نے عرض کیا خدایا! ابراہیمؑ کے علاوہ روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا نہیں ہے۔ لوگ اسے آگ میں ڈال رہے ہیں۔ جواب دیا خاموش ہو جا۔ جو بندہ تیری طرح مجھ سے ڈرتا ہے جس وقت چاہوں اسے نجات دوں گا۔ مجھے پکارے تو میں اس کا جواب دوں گا۔

اس وقت جبرئیلؑ نے آکر ابراہیمؑ سے کہا ابراہیم! تمہاری کوئی حاجت ہے؟ ابراہیمؑ نے جواب دیا اما الیک فلا، مجھے تم سے کوئی حاجت نہیں۔ خدا ہی میرے لئے کافی ہے اور وہی میرا مددگار ہے۔

میکائیلؑ نے آکر عرض کیا ابراہیم! میرے اختیار میں پانی ہے کہو تو اس سے آگ بجھا دوں؟ ابراہیمؑ نے کہا نہیں۔ ہوا پر معین فرشتے نے آکر کہا ابراہیم اگر کہو تو ابھی ایک طوفان مچا دوں اور یہ تمام آگ پراگندہ ہو جائے۔ ابراہیمؑ نے کہا نہیں۔ پھر جبرئیلؑ نے عرض کیا ابراہیم خدا سے التماس کرو کہ وہ تمہیں نجات دے دے فرمایا .. بجائے، ابراہیمؑ نے کہا میرے لئے یہی کافی ہے کہ وہ مجھے

Presented by www.zaraat.com

اس حالت میں دیکھ رہا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ ابراہیمؑ نے دستِ نیاز بلند کر کے کہا: یا اللہ... برحق ہے، تو خدا نے آگ سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے آگ! ٹھنڈی ہو جا۔ آگ اتنی ٹھنڈی ہو گئی کہ سردی کی وجہ سے ابراہیمؑ کے دانت بجنے لگے۔ خدا نے پھر فرمایا: اے آگ! ابراہیمؑ کے لیے باعثِ سلامتی بن جا۔ تو آگ معتدل حالت میں سرد ہو گئی۔ جبرئیلؑ آ گئے اور ابراہیمؑ سے گفتگو کرنے لگے۔ نمرود نے دیکھا ابراہیمؑ بیٹھے ہوئے [illegible] کے ساتھ ایک آدمی سے گفتگو کر رہے ہیں (رفتہ رفتہ ابراہیم ...... ابراہیم) [1]

یہ دیکھ کر نمرود نے کہا اگر کوئی کسی کو خدا بنانا چاہے تو وہ ابراہیمؑ کے خدا کو اپنا پروردگار بنائے۔

۶۸۔ حضرت موسیٰ نے پتھر میں کیا دیکھا؟

ایک روز ملک الموت جنابِ موسیٰؑ کے پاس آئے۔ ملک الموت کو دیکھتے ہی جنابِ موسیٰؑ نے پوچھا کیوں آئے ہو؟ مجھ سے ملاقات کرنا چاہتے ہو یا میری روح قبض کرنے کے لیے آئے ہو؟ ملک الموت نے جواب دیا: آپ کی روح قبض کرنے کے لیے آیا ہوں۔ جنابِ موسیٰؑ نے اپنی والدہ اور بچوں سے رخصت ہونے کی اجازت چاہی۔ ملک الموت نے کہا مجھے اتنی مہلت کی اجازت نہیں [illegible] ہے جنابِ موسیٰؑ نے ایک سجدہ کرنے کی مہلت

[1] اس داستان میں چند روایات سے استفادہ کیا گیا۔ حیات القلوب، جلد ۱، ص ۱۲۰ [illegible] باب [illegible] نجاتِ ابراہیمؑ، صفحہ [illegible] ۹۲۔

مانگی۔ ملک الموت نے اجازت دے دی تو جنابِ موسیٰؑ نے سجدہ میں جا کر عرض کی: پروردگارا! ملک الموت کو حکم دے کہ وہ مجھے میری والدہ اور بچوں سے ملنے کی مہلت دے دے۔ خدا نے عزرائیل کو حکم دیا کہ موسیٰؑ کی روح قبض کرنے میں تاخیر کرے تاکہ وہ اپنے بچوں اور والدہ سے ملاقات کر سکے۔ جنابِ موسیٰؑ نے اپنی والدہ کے پاس آ کر عرض کیا کہ مادرِ گرامی! مجھے بخش دیں، مجھے ایک سفر درپیش ہے۔ مادرِ موسیٰؑ نے پوچھا کہاں کا سفر ہے؟ کہا سفرِ آخرت۔ مادرِ موسیٰؑ نے رونا شروع کر دیا۔ جنابِ موسیٰؑ اپنی والدہ سے رخصت ہو کر اپنی بیوی بچوں کے پاس آئے اور ان سب سے بھی رخصت ہوئے۔ جنابِ موسیٰؑ اپنے چھوٹے بچے سے بہت محبت رکھتے تھے۔ اس نے جنابِ موسیٰؑ کا دامن پکڑ کر زار و قطار رونا شروع کر دیا تو حضرت موسیٰؑ سے بھی برداشت نہ ہو سکا چنانچہ وہ بھی گریہ کرنے لگے۔ خدا نے پوچھا موسیٰ! تم ہمارے پاس آنے کے وقت اتنا بے تاب کیوں رو رہے ہو؟ موسیٰ نے عرض کیا پروردگار! میں اپنے بچے کی وجہ سے رو رہا ہوں کیونکہ اس سے بہت محبت کرتا ہوں۔ تو خدا نے فرمایا موسیٰ! اپنا عصا دریا پر مارو۔

جنابِ موسیٰؑ نے دریا پر عصا مارا تو شگاف پیدا ہو گیا اور ایک سفید پتھر دکھائی دینے لگا۔ جنابِ موسیٰؑ نے دیکھا پتھر میں ایک چھوٹا سا کیڑا ہے اور اس کے منہ میں سبز پتہ ہے کیڑا اس پتے کو کھا رہا ہے۔ وحی ہوئی موسیٰ! اس دریا کے اندر پتھر کے درمیان رہنے والے اس چھوٹے کیڑے کو میں فراموش نہیں کرتا تو کیا تمہارے بچوں کو بھول جاؤں گا؟ مطمئن رہو میں ان کی حفاظت کرنے والا ہوں۔ جنابِ موسیٰؑ نے ملک الموت سے کہا اپنا کام انجام دو۔ ملک الموت نے جنابِ موسیٰؑ کی روح قبض کر لی! [1]

[1] [illegible] ص ۱۲۳

Presented by www.zaraat.com

۶۹۔ علاج بھی اور توکل بھی

جناب موسیٰ بن عمران بیمار پڑے تو بنی اسرائیل ان کی عیادت کے لئے گئے لوگوں نے ان کے مرض کی تحقیق کے بعد کہا اگر فلاں گھاس سے آپ اپنا علاج کریں تو مرض دور ہو جائے گا۔ (قال لا تعالجنی ..... حتی یبرئنی) جناب موسیٰ نے فرمایا میں دوا استعمال نہ کروں گا خدا مجھے بغیر دوا کے نجات دے گا۔ جناب موسیٰ ایک مدت تک مریض رہے۔ پھر وحی ہوئی کہ میری عزت و جلالت کی قسم میں اس وقت تک تمہیں شفا نہ دوں گا جب تک کہ تم اس دوا کے ذریعہ جو بنی اسرائیل نے بتائی ہے اپنا علاج نہ کرو گے۔

جناب موسیٰ نے لوگوں کو بلا کر وہ دوا منگوائی۔ علاج کے کچھ ہی دن بعد موسیٰ کو شفا مل گئی۔ مگر وہ اپنے قول پر دل ہی دل میں خدا سے شرمندہ تھے تو خدا نے فرمایا (اردت ..... من طبع الاشیاء) موسیٰ کیا تم اپنے توکل کے سبب میری مخلوق کے رموز و اسرار کو ختم کرنا چاہتے ہو؟ میرے علاوہ کس نے یہ چیزوں میں فائدے اس کا اثر قرار دیئے ہیں۔[1]

۷۰۔ جو لوگ خدا پر بھروسہ کرتے ہیں

احنف بن قیس نے کہا کہ ایک روز میں نے اپنے چچا صعصعہ سے اپنا درد دل بیان کیا تو اس نے میری بہت سرزنش کی اور کہا بیٹا اگر کسی مصیبت کے وقت تم نے اپنی حالت کسی شخص کو سنائے تو دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ شخص تمہارا

---

[1] جامع السعادات، ج ۳، ص ۲۳۳۔

دوست ہوگا تو سن کر رنجیدہ ہوگا یا دشمن ہوگا تو سن کر خوش ہو جائے گا۔ اپنی پریشانی مخلوق کے سامنے بیان نہ کرو وہ تو خود ہی اسے برطرف کرنے کی قدرت نہیں رکھتی بلکہ جس نے تمہیں اس پریشانی میں مبتلا کیا ہے اس سے شکایت کرو وہی تمہاری پریشانی دور کر سکتا ہے۔ بیٹا چالیس سال سے میری ایک آنکھ سے کچھ دکھائی نہیں دیتا لیکن میں نے کسی سے بیان نہیں کیا۔ یہاں تک کہ میری بیوی بھی نہیں جانتی کہ میری ایک آنکھ خراب ہے۔[1]

۷۱۔ عمل میں خلوص

جب عمرو بن عبدود جو کہ ایک بڑا مرد میدان جنگ اور بڑا پہلوان تھا جنگ احزاب میں مبارز طلب کر رہا تھا تو اس سے مقابلہ کے لئے مسلمانوں میں کوئی جرأت نہیں کر رہا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت علی خود حضور پیغمبر اسلامؐ کی خدمت میں آئے اور جنگ کی اجازت چاہی پیغمبر نے فرمایا (هذا عمرو بن عبدود) یہ عمرو بن عبدود ہے علی نے عرض کیا (وانا علی بن ابی طالب) میں بھی علی بن ابی طالب ہوں۔ جب علی میدان جنگ کی طرف عمرو کے مقابلے کے لئے چلے تو حضرت رسول کریمؐ نے فرمایا (برز الاسلام کله الی الکفر کله) تمام اسلام تمام کفر کے مقابل ہے اور اسی وجہ سے جنگ احزاب میں رسولؐ نے فرمایا (ضربة علی یوم الخندق افضل من عبادة الثقلین) جنگ خندق میں علی کی ایک ضربت جن و انس کی عبادت سے زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ تمام مسلمین اور اسلام اسی ضربت کے مرہون کرم ہیں جس کے ذریعہ علیؑ نے عمرو بن عبدود پر فتح پائی۔

---

[1] الکنی والالقاب ج ۲ ص ۱۰۰

اس حساس ترین موقع پر علیؑ نے جب عمرو کو زیر کیا اور اس کے سینہ پر سوار ہوئے تو مسلمان چلانے لگے اور رسول اسلامؐ سے کہہ رہے تھے کہ یا رسول اللہ علیؑ سے کہیے کہ عمرو کو قتل کرنے میں جلدی کریں۔

اور پیغمبرؐ فرماتے تھے کہ علیؑ کو ان کی مرضی کے مطابق جنگ کرنے دو۔ وہ اپنے کاموں میں دوسروں سے زیادہ دانا اور بہتر ہیں۔ جب علیؑ نے عمرو کا سر جدا کر دیا تو پیغمبر کرمؐ کی خدمت میں لائے۔ آنحضرتؐ نے پوچھا علیؑ! تم نے عمرو کا کام تمام کرنے میں کیوں توقف کیا؟ علیؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ جب میں نے اسے زمین پر گرا دیا تو اس نے میرے ساتھ بے ادبی کی۔ تو مجھے غصہ آ گیا لہٰذا میں اس بات سے ڈرا کہ اگر میں اسے اس حالت میں قتل کر دوں تو ایسا نہ ہو کہ میرا یہ عمل تسلی خاطر اور تشفی نفس کے لئے ہو چونکہ اس نے میرے ساتھ بے ادبی کی تھی لہٰذا میں ٹھہر گیا۔ یہاں تک کہ میرا غصہ ختم ہو گیا تو میں نے عبادت و رضائے الٰہی کی خاطر اس کا سر جدا کر دیا۔ [1]

۲۷۔ عمل خالص کا اثر

بنی اسرائیل کے بعض لوگ ایک درخت کی ایک مدت سے عبادت کر رہے تھے۔ اس درخت کے قریب ہی ایک عابد رہتا تھا ایک روز اس نے ایک تیر اٹھایا اور درخت کاٹنے کے لئے گیا راستے میں اسے شیطان ملا اور کہا تم ایسا کام کیوں کرنا چاہتے ہو جس سے تم کو کوئی فائدہ نہ ہو اور ایک بے فائدہ کام کے لئے تم نے عبادت چھوڑ دی ہے۔ شیطان عابد کو مسلسل ورغلا رہا تھا۔ آخر کار لڑائی کی

[1] انوار النعمانیہ۔ رجال الحیرۃ۔ علامہ مجلسی،

نوبت آگئی عابد اور شیطان نے ایک دوسرے کا گریبان پکڑ لیا لیکن عابد نے جلد ہی شیطان پر غلبہ پا لیا اور اس کے سینہ پر چڑھ گیا۔

شیطان نے کہا تم مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ایک مشورہ دوں گا اگر تمہیں پسند نہ آیا تو جو تمہارا دل چاہے وہ کرنا۔ عابد نے کہا کیا مشورہ دینا چاہتا ہے؟ شیطان نے کہا چونکہ تو ایک حاجت مند آدمی ہے۔ لہٰذا میں روزانہ تیرے لئے دو دینار مہیا کروں گا تاکہ تیرے اخراجات میں کوئی پریشانی نہ ہو اور دوسرے حاجت مند افراد پر بھی تو انفاق کر سکے۔ درخت کو کاٹنے سے اس مشورہ کو قبول کرنا تمہارے لئے زیادہ مناسب ہے۔ اگر تم اس بات پر راضی ہو تو تمہیں روزانہ دو دینار تمہارے تکیے کے نیچے سے ملتے رہیں گے

عابد نے شیطان کی بات قبول کر لی اور واپس چلا گیا۔ قرارداد کے مطابق دو روز تک اسے دو دینار ملے لیکن تیسرے روز وہ تلاش کرتا رہا مگر کچھ نہ ملا عابد نے درخت کاٹنے کے لئے دوبارہ تیر اٹھایا راستے میں پھر شیطان سے ملاقات ہو گئی اس مرتبہ پھر دونوں میں نزاع ہوا مگر اس دفعہ عابد زمین پر گر پڑا اور شیطان اس کے سینے پر سوار ہو گیا اور کہا اگر تم اپنا درخت کاٹنے کا ارادہ نہیں بدلتے تو میں ابھی قتل کر دوں گا۔ عابد نے اس سے عفو کی خواہش کی اور پوچھا کیا وجہ ہے پہلے تو مغلوب ہو گئے تھے اور اب مجھ پر غالب ہو گئے۔ شیطان نے کہا چونکہ تم پہلی مرتبہ خلوص نیت کے ساتھ خوشنودی خدا کی خاطر آئے تھے لہٰذا مجھے مغلوب کر دیا تھا چونکہ خدا کے خاص بندوں پر ہمارا بس نہیں چلتا لیکن دوسری مرتبہ تم دینار کی وجہ سے آئے ہو اسی وجہ سے مغلوب ہو گئے۔ [1]

[1] مشتملات ج ۲۔ ص ۔

Presented by www.ziaraat.com

۴۳۔ خلوص کے مطابق بدلہ

ایک شخص کہتا ہے کہ میں مدینہ کے سفر کے ارادے سے گھر سے نکلا راستے میں ایک شخص سے ملاقات ہوگئی۔ وہ ایک بڑا توبڑا رکھتا تھا جس میں مسافر گھوڑے کے لئے چارہ رکھ کر چلتے تھے اور کھلاتے وقت گھوڑے کے منہ پر باندھ دیتے تھے۔ میں نے سوچا یہ میرے واسطے بھی خوب ہے، بہتر یہ ہے کہ میں اس توبڑا کو خرید کر استفادہ کروں اور جب فلاں جگہ پہنچوں گا تو زیادہ قیمت پر فروخت کر دوں گا۔

رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے آسمان سے نازل ہوئے ایک نے دوسرے سے کہا: زائرین کے نام لکھو۔ تو اس نے لکھنا شروع کیا تو پہلے فرشتے نے کہا لکھو فلاں شخص تماشا کرنے کی غرض سے آیا ہے۔ دوسرے کے بارے میں کہا لکھو وہ تجارت کے لئے آیا ہے تیسرے کے بارے میں کہا لکھو کہ وہ ریاکاری اور خودنمائی کی غرض سے آیا ہے پھر جب میری باری آئی تو کہا لکھو یہ بھی تجارت کے لئے آیا ہے۔ یہ سن کر میں نے رونا شروع کر دیا اور کہا خدا کی قسم میرے پاس کچھ نہیں ہے جس کی تجارت کروں، میرے بارے میں تو پھر غور کرو۔ تو فرشتے نے کہا کیا تم نے یہ توبڑا فائدہ حاصل کرنے کی غرض سے نہیں خریدا؟

میں نے کہا میں تاجر نہیں ہوں، میرا مقصد تو سادہ تھا تجارت نہیں۔ یہ کہہ کر میں نے پھر رونا شروع کر دیا۔ تو اس نے دوسرے فرشتے سے کہا کہ اس طرح لکھو کہ یہ شخص حج کے لیے آیا تھا لیکن راستے میں ایک توبڑا فائدہ حاصل کرنے کے لئے خرید لیا تھا۔ اب خدا جو چاہے گا اس کے بارے میں فیصلہ کرے گا۔[1]

[1] نزہۃ المجالس ج [illegible]، ص [illegible]۔

۴۴۔ ایک عمل خالص اور ہزاروں مخلوط عمل

کتاب دارالسلام میں خزائن نراقی سے نقل کیا گیا ہے کہ خاتون آباد کے ایک عالم بزرگوار، جو کہ غالباً علامہ مجلسی کے داماد تھے، کہتے ہیں جب علامہ مجلسی کے انتقال کے بعد ایک سال گزر گیا تو میں نے انہیں خواب میں دیکھا تو ان سے شکایت کی کہ یہ ہوا تھا کہ آپ بعد موت خواب میں آتے، اتنی دیر کیوں لگائی؟ علامہ نے جواب دیا کچھ گرفتاریاں اور مشغولیت کی بنا پر تاخیر ہوئی۔ اب مجھے فرصت ملی ہے۔ جب میں نے ان کے حالات معلوم کئے تو کہا کہ جب مجھے بارگاہ پروردگار میں پہنچایا گیا تو مجھ سے ایک آواز نے کہا کہ تم کیا لے کر آئے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے اپنی پوری زندگی روایات و اخبار، و تفسیر قرآن کی تصنیف و تالیف میں بسر کر دی۔ جواب ملا درست ہے لیکن تم ان کتابوں میں اپنے وقت کے سلاطین کے نام لکھتے تھے اور اس بات پر بہت خوش ہوتے تھے کہ لوگ تمہاری تعریف کریں گے۔ تمہاری محنتوں کا اجر وثواب لوگوں کی تعریفیں اور سلاطین کی خوشنودی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے اپنی زندگی کا ایک حصہ نماز جمعہ و جماعت میں صرف کر دی۔ جواب ملا درست ہے لیکن جب مومنین زیادہ ہوتے تھے تو تم خوش ہوتے تھے اگر کم ہو جاتے تو تمہیں افسوس ہوتا تھا یہ کام بھی ہمیں پسند نہیں ہے۔ آخر کار جو کچھ میں نے عرض کیا قبول نہ ہوا، یہاں تک کہ میں نے اپنی تمام نیکیاں بیان کر دیں۔ اس وقت آواز آئی کہ ہمارے نزدیک تمہارا ایک عمل قبول ہو گیا ہے۔ ایک روز تمہارے ہاتھ میں ایک گلابی تھی۔ تمہارے پاس سے ایک عورت گزری اس کے پیچھے اس کا بچہ بھی تھا۔ جب بچے نے گلابی دیکھی تو ماں سے کہا میں گلابی لوں گا، تو تم نے صرف خوشنودی خدا کی خاطر وہ گلابی بچے کو دے دی۔ وہ بچہ خوش ہو گیا۔ علامہ مجلسی

Presented by www.ziaraat.com

مرحوم نے کہا کہ خدا نے مجھے صرف اس عمل کی خاطر بخش دیا۔ [1]

۷۵۔ علیؑ نماز کی حالت میں

جب نماز کا وقت آتا تو علیؑ پر اضطراب کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ لوگ سوال کرتے کہ آپ اتنے زیادہ کیوں پریشان ہیں؟ تو آپ فرماتے تھے کہ جس امانت کو خدا نے زمین و آسمان کے سپرد کرنا چاہا تھا اور انہوں نے اس کو برداشت کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کا وقت آگیا ہے۔ جنگ صفین میں ایک تیر آپ کی ران مقدس پر لگ گیا تھا۔ لوگوں نے اسے نکالنے کی بہت کوشش کی مگر شدت درد اور تکلیف کی وجہ سے نہ نکال سکے۔

لوگوں نے امام حسن علیہ السلام سے واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ نماز کے وقت تک صبر کرو۔ جب میرے بابا نماز پڑھیں تو نکال لینا کیونکہ نماز پڑھتے وقت یہ دنیا و مافیہا سے اتنے بے خبر ہو جاتے ہیں کہ کسی چیز کی خبر نہیں رہتی امام حسنؑ کے حکم کے مطابق تیر نماز کی حالت میں نکالا گیا۔ نماز پڑھنے کے بعد جب حضرت علیؑ نے خون بہتا ہوا دیکھا تو پوچھا کہ یہ کیا ہو گیا ہے؟ تو لوگوں نے جواب دیا کہ نماز پڑھتے ہوئے آپ کے پائے اقدس سے ہم لوگوں نے تیر نکال لیا ہے۔ [2]

۷۶۔ نماز کی اہمیت

ابو بصیر کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی شہادت کے بعد میں

---

[1] منتخب التواریخ ص[illegible]۔

[2] انوار النعمانیہ ص[illegible]

جناب ام حمیدہ کے پاس پرسہ دینے کے لئے گیا۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو رونا شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر میں بھی رونے لگا۔ تو انہوں نے کہا ابو محمد! اگر تم احتضار کے وقت امام جعفر صادقؑ کے پاس آتے تو عجیب و غریب چیز دیکھتے امامؑ نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں فرمایا کہ میرے تمام قریب ترین رشتہ داروں کو بلاؤ میں ان سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں ام حمیدہ کہتی ہیں میں نے امام کے سب رشتہ داروں کو بلوایا جب سب آگئے تو امامؑ نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: [illegible] یعنی ہماری شفاعت اس تک نہیں پہنچے گی جو نماز کو ہلکا سمجھے۔ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک روز علی ابن ابی طالب نے ایک آدمی کو دیکھا وہ اس طرح نماز پڑھ رہا تھا جیسے کوا دانہ چگنے کے لئے زمین پر اپنی منقار مارتا ہے حضرت علیؑ نے اس سے فرمایا کہ کب سے اسی طرح نماز پڑھ رہے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ فلاں وقت سے۔ تو آپ نے فرمایا کہ تیری مثال خدا کے نزدیک اسی طرح ہے جیسے کوا اپنی منقار زمین پر مارتا ہے اگر تو اسی حالت میں مر جائے تو امت محمد مصطفیٰ پر نہ مرے گا۔ پھر فرمایا: [illegible] ۔۔۔ سب سے بڑا چور وہ ہے جو اپنی نماز چرائے [1] یعنی درست ارکان و افعال کے ساتھ نماز ادا نہ کرے)

---

[1] محاسن برقی ص[illegible]۔

[2] محاسن برقی ج[illegible]، ص[illegible]۔

Presented by www.ziaraat.com

۷۷۔ متقیان کا زہد

سوید بن غفلہ کہتا ہے کہ جب لوگوں نے حضرت علیؑ کی بیعت کی تو ایک روز میں بھی آپ کی ملاقات سے شرفیاب ہوا۔ جا کر دیکھا کہ آپ ایک چھوٹی سی چٹائی پر بیٹھے ہوئے ہیں اس گھر میں اس چٹائی کے سوا کچھ نہ تھا میں نے عرض کیا یا علیؑ بیت المال آپ کے اختیار میں ہے لیکن اس گھر میں چٹائی کے علاوہ کوئی دوسری چیز دکھائی نہیں دے رہی ہے۔ امامؑ نے فرمایا، سوید غفلہ: جس گھر کو چھوڑنا ہوتا ہے عقل مند وہاں وسائل زندگی جمع نہیں کرتا۔ ہمارے لئے دوسرا گھر ہے جہاں امن و راحت ہو گی ہم اپنے بہترین اسباب زندگی وہاں منتقل کر دیتے ہیں اور عنقریب میں اس گھر کی طرف چلا جاؤں گا۔

سوید اور علقمہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت علیؑ کے پاس پہنچے تو دیکھا آپ کے پاس لیف خرما سے بنا ہوا ایک طبق رکھا ہے اور اس میں جو کی دو روٹیاں رکھی تھیں اور ان پر جو کی بھوسی بھی دکھائی دے رہی تھی۔ علیؑ نے روٹی کو گھٹنے اپنے زانو پر رکھا اور توڑ کر نمک سے کھانا شروع کر دیا اور فضہ سے کہا اگر تم اس آٹے سے بھوسی نکال کر میرے لئے روٹی تیار کرو تو کیا قباحت ہے۔ فضہ نے کہا آپ بھی روٹی کھا رہے ہیں۔ اگر اس میں کوئی گناہ ہو تو میری گردن پر ہے۔ پھر تبسم کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے خود ہی اس آٹے سے بھوسی جدا کرنے کو منع کیا ہے۔ ہم نے کہا یا علیؑ! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ حضرت علیؑ نے فرمایا اس طرح نفس اچھی طرح ذلیل ہوتا ہے اور مومنین بھی میری پیروی کریں

گے یہاں تک کہ اپنے اصحاب سے ملحق ہو جاؤں گا۔ [1]

۷۸۔ حضرت علیؑ کی دوسری داستان

ابو رافع کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ عید کے روز میں حضرت علیؑ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے ایک تھیلی نکالی جس میں روٹی رکھی ہوئی تھی۔ اور وہ تھیلی مہر بند تھی جب آپ نے اسے کھولا تو اس میں جو کی سوکھی روٹی تھی جسے حضرت علیؑ نے کھانا شروع کر دیا تو میں نے عرض کیا امیر المومنین، آپ روٹی کو تھیلی میں رکھ کر اس طرح مہر بند کرتے ہیں کیوں مہر لگا دیتے ہیں حضرت علیؑ نے فرمایا مجھے ڈر ہوتا ہے کہ میرے یہ دو فرزند امام حسن و امام حسین علیہم السلام، روٹی میں گھی یا روغن زیتون ملا دیں۔ آپ کا لباس لیف خرما سے بنا ہوا ہوتا تھا جب آپ روٹی کھاتے تو سرکہ یا نمک سے کھاتے تھے، اس کے علاوہ سبزی یا اس سے بہتر اگر کبھی کھاتے اور شیر شتر استعمال کرتے تھے آپ گوشت بہت کم کھاتے اور فرماتے تھے کہ اپنے شکم کو حیوانات کا مدفن نہ بناؤ۔ اس خوراک کے باوجود آپ تمام لوگوں سے زیادہ قوی اور طاقتور تھے۔ گرسنگی اور کم خوراکی سے آپ کی قوت و طاقت میں کمی نہ ہوتی تھی۔ [2]

۷۹۔ شیخ مرتضیٰ انصاری کیسے آدمی تھے؟

شیخ مرتضیٰ انصاری اعلیٰ اللہ مقامہ نے ایک مرتبہ اپنے بھائی کے سر تو

---

[1] انوار نعمانیہ صفحہ ۔

[2] شرح نہج البلاغہ، ابن ابی الحدید ج ۱، ص ۔

Presented by www.ziaraat.com

کاشان سے مشہد کا سفر کیا، پھر تبریز آئے وہاں مدرسہ دار الشفاء میں ایک دو سال کے کمرہ میں ٹھہرے۔ ایک روز شیخ نے ایک طالب علم کو کچھ پیسے دیئے تاکہ روٹی خرید کر لائے جب وہ لے کر آیا تو شیخ نے دیکھا کہ وہ کچھ شیرینی بھی روٹی پر رکھ کر لایا ہے شیخ نے اس سے پوچھا تم نے شیرینی کیسے خریدی کہا میں قرض لے کر آیا ہوں تو جتنی روٹی شیرینی سے خالی تھی وہ لے لی اور فرمایا کہ مجھے یقین نہیں ہے کہ اس قرض کو ادا کرنے کے لئے میں زندہ رہوں گا۔ (چند سال گزرنے کے بعد جب وہ طالب علم سفر پر گیا تو شیخ سے پوچھا کہ آپ نے کون سا عمل کیا ہے جس کے سبب اس منزل تک پہنچے اور خدا نے آپ کو اس جگہ پہنچایا کہ آپ ہزاروں میں بیٹھتے ہیں اور تمام شیعیان عرب کے مرجع ہیں تو شیخ نے فرمایا کہ میں نے شیرینی لگی ہوئی روٹی کھانے کی بھی جرأت نہیں کی اور تم نے جرأت کر کے روٹی اور شیرینی دونوں کھا لی تھیں۔[1]

۱۰۔ سچ بولنے والا گناہوں سے محفوظ رہتا ہے

ایک شخص نے حضرت رسول خدا کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ میں تمام گناہوں کی وجہ سے ... مجھے نصیحت فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا: صدق ... ہمیشہ سچ بولو اور جھوٹ سے بچتے رہو۔ باقی جو دل چاہے انجام دو۔ یہ سن کر وہ خوش ہو گیا اور ... اس نے دل میں سوچا ... نے مجھے جھوٹ کے ... کسی چیز سے منع نہیں کیا ہے ... جب وہ اس کے

[1] زندگانی و شخصیت شیخ انصاری، ص [illegible]۔

گھر کی طرف چلا تو سوچنے لگا کہ اگر میں یہ کام انجام دوں اور کوئی شخص مجھ سے پوچھے کہ کہاں سے آ رہے ہو تو جھوٹ نہیں بول سکتا اور اگر سچ بولتا ہوں تو سخت سزا اور بڑی بدبختی میں مبتلا ہو جاؤں گا۔ لہٰذا اس نے یہ ارادہ چھوڑ دیا پھر اس نے دوسرا گناہ کرنا چاہا مگر ایسا ہی خیال اس کے دل میں پیدا ہوا۔ آخرکار اسے جھوٹ نہ بولنے کے سبب تمام گناہوں سے نجات مل گئی۔

۱۱۔ ناقۂ بہشتی

مالک دینار کہتا ہے کہ جب لوگ خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے جانے لگے تو ایک ضعیف و ناتواں عورت بھی تھی اور وہ ایک کمزور اونٹ پر سوار تھی لوگ اس اونٹ پر سفر کرنے سے منع کر رہے تھے اور کہتے تھے کہ یہ اونٹ تجھے منزل مقصود تک نہیں پہنچا سکتا تو اپنا ارادہ بدل دے لیکن عورت نے ان کی بات نہیں مانی راستے میں اس کا اونٹ بیٹھ گیا اور وہ قافلے سے پیچھے رہ گئی۔

میں نے ... اس کے پاس جا کر اس کی مذمت کرنا شروع کر دی ... اور کہا کہ تجھ سے کہا تھا ... تو نے نہیں مانا ... اس نے مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ بلکہ آسمان کی طرف سر بلند کر کے کہا: خدایا! تو نے مجھے نہ میرے گھر میں چھوڑا اور نہ اپنے گھر تک پہنچایا ... اگر کوئی اور ایسا کرتا تو میں اس کی شکایت تجھ سے کرتی لیکن اب کس سے شکایت کروں۔ مالک کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ صحرا کے درمیان سے ایک شخص ایک اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے ہماری طرف آ رہا ہے اس نے اس عورت سے کہا سوار ہو جا۔ اس اونٹ کی مانند ... قافلے میں کوئی اونٹ نہ تھا وہ برق رفتاری کے ساتھ چلا اور ہماری نظروں سے غائب ہو گیا۔ پھر جب مکہ پہنچے تو طواف

Presented by www.zaraaf.com

کے دوران میں نے دیکھا اور قسم دے کر کہا کہ مجھے اپنا نام بتاؤ۔ اس نے کہا میرا نام شبرہ ہے۔ میری ماں حضرت نوح کی کشتی کے زمانے میں بنی تھی۔ جو ماجرا تم نے خواب میں دیکھا تھا وہ درست ہے۔ تم نے خدا کو حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی قسم دی تھی تو اس نے ایک فرشتے کے ذریعے وہ ماجرا بھیجا تاکہ مجھے مکہ تک پہنچا دے۔

۹۲۔ ہارون اور بہلول کی گفتگو

ایک روز ہارون، منصور عباسی کے پانچویں خلیفہ نے بہلول کو بلوایا[1]

جب بہلول ہارون کے پاس آئے، اس نے پوچھا کہ مجھے پہچانتے ہو؟ بہلول نے جواب دیا کہ تو وہ شخص ہے کہ اگر تو مغرب میں ہو اور مشرق میں کوئی ظلم و ستم ہو تو روز قیامت اس کے بارے میں تجھ سے سوال ہوگا۔ ہارون یہ سن کر خاموش ہو گیا اور کچھ دیر بعد پوچھا

ہارون: تمہاری نظر میں میری روش کیسی ہے؟

بہلول: قرآن، کتاب خدا ہمارے درمیان ہے اپنی روش کو اس سے پرکھ۔ قرآن مجید کہتا ہے نیک لوگ نعمتوں والے بہشت میں ہوں گے اور بدکار دوزخ کے عذاب میں ہوں گے[2] اگر تو اپنا کردار

---

[1] بہلول، حضرت امام جعفر صادق کے شاگرد اور امام موسیٰ کاظم کے آزاد کردہ تھے، ہارون کے رشتہ دار تھے، اسی وجہ سے حکومت ہارون کے خلاف ہونے کے باوجود انہیں قتل نہیں کیا گیا۔

[2] ان الابرار لفی نعیم و ان الفجار لفی جحیم (سورہ انفطار، آیت ۱۳ - ۱۴)

اچھا ہے تو تیری آخرت بھی اچھی ہے ورنہ تیری عاقبت بہت بری ہوگی۔

ہارون: تو ہمارے نیک اعمال کہاں ہیں؟

بہلول: خداوند عالم نیک لوگوں کے اعمال قبول کرتا ہے۔ انما یتقبل اللہ من المتقین (سورہ مائدہ، ۲۷)

ہارون: خدا کی رحمت کہاں ہے اور وہ کیا فائدہ دے گی؟

بہلول: خدا کی رحمت اچھے لوگوں کے نزدیک ہے۔ ان رحمت اللہ قریب من المحسنین (سورہ اعراف، ۵۶)

ہارون: ہماری جو رسول اللہ سے قرابت ہے وہ کیا ہوگی؟

بہلول: روز قیامت نسل کے رشتے ختم ہوں گے اور قرابت کے رشتے میں ذرہ بھر فائدہ نہیں ہوگا۔ فلا انساب بینہم (سورہ مومنون، ۱۰۱)

ہارون: ہمیں شفاعت پیغمبر کیسے ہوگی؟

بہلول: شفاعت رسول خدا کی مرضی سے تعلق رکھتی ہے۔ ولا یشفعون الا لمن ارتضیٰ (سورہ انبیاء، ۲۸)

ہارون: اگر تمہاری کوئی حاجت ہو تو بتاؤ میں پوری کر دوں۔

بہلول: میری یہ حاجت ہے کہ تو میری خواہش دے اور بہشت میں داخل کر دے۔

ہارون: یہ حاجت تو میرے بس میں نہیں ہے البتہ میں نے سنا ہے کہ تم مقروض ہو تمہارا قرض ادا کرنا چاہتا ہوں۔

بہلول: کہ لو یہ کیا ہے کہ لوگوں کا مال انہیں واپس کر دے تو تو خود مقروض ہے اس صورت میں میرا قرض کیا ادا کر سکتا ہے۔

ہارون: کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں تمہارے لیے تمام عمر کا وظیفہ مقرر کر دوں؟

بہلول: ہم دونوں خدا کے بندے ہیں۔ مالک تیرا بھی حق ادا کرتا ہے، ...

Presented by www.zaraaf.com

فراہم کرتا ہے وہ مجھے بھی فراموش نہیں کرتا۔ [1]

ان باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ امام جعفر صادقؑ اور امام موسیٰ کاظم علیہم السلام کے شاگرد بہلول نے اپنے ڈکٹیٹر صفت طاغوت کے سامنے کمال نڈری کے ساتھ حق و صفائی کی گفتگو کی اور اپنی گفتگو میں ہر موقع پر قرآنی آیات کے ذریعے ہارون کی مذمت کی۔

۸۳۔ ماں کا بیٹے پر حق عظیم

ایک شخص اپنی ضعیف ماں کو اپنے کاندھوں پر بٹھا کر خانہ کعبہ کا طواف کرا رہا تھا۔ طواف کے دوران پیغمبر اکرمؐ سے ملاقات ہو گئی تو اس نے آنحضرتؐ سے پوچھا، کیا میں نے اپنی ماں کا حق ادا کر دیا؟ (قال: لا، ولا بزفرة واحدة) پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا نہیں، حق کی تو بات ہے اس کے ایک سانس کا بھی جبران نہیں ہوا ہے۔ [2]

۸۴۔ مکتبِ پیغمبرؐ میں زہد و پارسائی

پیغمبر اکرمؐ نے ایک روز دیکھا کہ حسن و حسین علیہما السلام دونوں بچے چاندی کی ایک ایک زنجیر اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں تو آنحضرتؐ نے اپنے ایک غلام سے جس کا نام ثوبان تھا فرمایا کہ ان زنجیروں کو لے جاؤ اور فاطمہ زہراؑ کے لئے ایک عصبی چادر خرید لاؤ اور ان کے لئے دو عدد زنجیر عاج (زنجیر عاج ہاتھی کے دانت سے بنائی جاتی تھی اور چاندی سے کم قیمت کی ہوتی تھی) خرید لانا

[1] عنوان الکلام ص ۱۱۲

[2] تفسیر فی ظلال القرآن ج ۔ ص ۔ ذیل آیۂ ۱۵ ، احقاف

کیونکہ یہ اس خاندان سے تعلق رکھتے ہیں میں یہ پسند نہیں کرتا کہ ان کی زینت دنیا میں صرف ہو جائے اور آخرت کے لئے کچھ باقی نہ رہے [1]

۸۵۔ حضرت آدمؑ چھ مجسّموں کے سامنے

حضرت آدمؑ نے ایک روز اچانک دیکھا کہ سیاہ رنگ اور بدصورت تین مجسمے ان کے بائیں جانب اور تین نورانی مجسمے ان کے داہنی جانب کھڑے ہوئے ہیں۔ انہوں نے داہنی طرف والے تینوں مجسموں سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ تو ایک نے کہا میں عقل ہوں دوسرے نے جواب دیا میں حیا ہوں تیسرے نے کہا کہ میں رحم ہوں۔ جناب آدمؑ نے کہا تمہاری منزل کہاں ہے؟ پہلے نے جواب دیا لوگوں کے سر میں۔ دوسرے نے کہا لوگوں کی آنکھوں میں اور تیسرے نے جواب دیا لوگوں کے دلوں میں۔ تب جناب آدمؑ نے دوسری طرف متوجہ ہو کر ان بدصورت اور سیاہ مجسموں سے پوچھا تم کون ہو؟ پہلے نے کہا میں تکبر ہوں تو حضرت آدمؑ نے کہا تمہاری منزل کہاں ہے؟ اس نے کہا لوگوں کے سروں میں۔ جناب آدمؑ نے کہا سر تو عقل کی منزل ہے۔ تکبر نے کہا کہ اگر میں سر میں داخل ہو جاؤں تو عقل چلی جاتی ہے۔ جناب آدمؑ نے دوسرے سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں طمع ہوں۔ جناب آدمؑ نے پوچھا تیری منزل کہاں ہے؟ کہا آنکھیں۔ تو جناب آدمؑ نے کہا آنکھیں تو حیا کی منزل ہیں۔ طمع نے کہا کہ اگر میں آنکھوں میں داخل ہو جاؤں تو حیا چلی جاتی ہے۔ جناب آدمؑ نے تیسرے مجسمے سے معلوم کیا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں حسد ہوں۔ تو پوچھا کہ تیری منزل کہاں ہے؟ اس نے جواب

[1] تفسیر ابو الفتوح رازی ج ۔ ص ۱۹۱ ذیل آیۂ ۲۰ ، سورۂ احقاف)

Presented by www.ziaraat.com

وہ لوگوں کے دلوں میں۔ جناب لقمانؑ نے کہا۔ دل نور رحم کی جگہ ہے اس لئے اگر تم قلب انسانی میں دو غنی ہو جاؤ تو رحمت و مروت نکل جاتے ہیں۔ لہ

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر انسان اپنی زندگی میں گناہ کی طرف قدم بڑھائے تو وہ جو گناہ کرتا ہے گا اس کی مناسبت سے اس کے فضائل اور اخلاق انسانی اس سے دور ہوتے چلے جائیں گے۔

۷۷۔ جناب موسیٰ اور شیطان کی گفتگو

جناب موسیٰؑ نے راستے میں شیطان کو دیکھا اس سے پوچھا کہ ایسا کون گناہ ہے کہ اگر انسان سے انجام دے تو تم اس پر اس طرح مسلط ہو جاؤ گے کہ اسے جہاں چاہے لے جائے؟ شیطان نے کہا جو شخص اپنے نیک عمل پر خوش ہو اور اسے بلند سمجھے اپنے گناہ کو معمولی سمجھے میں اس پر مسلط ہو جاتا ہوں۔ لہ

اس کے متعلق سعدی نے کہا ہے۔

ترجمہ۔ اگر گنہگار خدا سے ڈرتا ہو تو وہ اس عابد سے کہیں زیادہ بہتر ہے جو اپنی عبادت کی لوگوں میں نمائش کرے۔

۱۔ چونکہ گنہگار کا جگر سوز و گداز کی بنا پر خون ہو جاتا ہے اور عابد اپنی عبادت پر اعتماد کرتا ہے۔

۲۔ وہ یہ نہیں جانتا کہ بارگاہ پروردگار عالم میں غرور و تکبر کرنے کے بجائے فروتنی اور انکساری زیادہ بہتر ہے۔

لہ المواعظ العددیہ (باب الثلاثہ)

لہ اصول کافی جلد دوم۔ ص ۳۱۳-۳۱۲۔

۲۔ اس آستانے میں تمہارا عاجز و مسکین بن جانا طاعت و عبودیت سے زیادہ بہتر ہے

۷۸۔ یتیم کی سرپرستی کا اجر عظیم

پیغمبر اکرمؐ کے پاس اصحاب بیٹھے ہوئے تھے اور آپؐ ان سے گفتگو کر رہے تھے اچانک ایک بچہ پیغمبرؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے پیغمبر خدا! میرے باپ کا انتقال ہو چکا ہے میری ایک بہن ہے لیکن ہمارا کوئی سرپرست نہیں ہمارا کم ماں بیوہ ہو چکی ہے۔ خدا نے آپ کو جو کچھ عطا کیا ہے۔ اس سے ہماری بھی مدد کیجئے۔ پیغمبر اسلامؐ نے بلالؓ سے فرمایا کہ ہمارے گھر جا کر تلاش کرو جو کچھ بھی ملے وہ لے آنا۔ بلالؓ حجرۂ پیغمبر اسلامؐ میں گئے کافی تلاش و کوشش کے باوجود اکیس عدد خرمے ملے تو انہیں رسول خداؐ کے پاس لائے۔ رسول اللہؐ نے اس بچے سے فرمایا: یہ خرمے لے جاؤ ان میں سات تمہارے، سات تمہاری بہن اور سات عدد تمہاری والدہ کے لئے ہیں۔ اسی دوران پیغمبرؐ کے ایک صحابی "معاذؓ" نے اس بچے کے سر پر دست شفقت پھیرتے ہوئے کہا خدا تمہاری یتیمی دور کرے اور تمہیں تمہارے باپ کا جانشین بنائے۔ پیغمبر اسلامؐ نے معاذ سے فرمایا کہ میں نے اس بچے کے بارے میں تمہاری محبت دیکھی جو شخص کسی یتیم کی سرپرستی کرتا ہے اور دست نوازش اس کے سر پر پھیرتا ہے تو جتنے بال اس کے ہاتھ کے نیچے آئیں گے خدا ان کے عوض اسے بہتر جزا دیتا ہے۔ اس کے گناہ محو کر دیتا ہے اور اس کے درجات بلند کر دیتا ہے۔ لہ

لہ مجمع البیان ج ۱۰ ص ۵۰۵۔

Presented by www.zaraat.com

۸۸۔ اخلاق پیمبرؐ

پیغمبر اکرمؐ ایک کنوئیں کے پاس غسل کے ارادے سے گئے تو آپ کے ایک صحابی حذیفہ نے ایک کپڑا اپنے ہاتھ میں لے لیا تاکہ کوئی دیکھنے نہ پائے۔ جب آنحضرتؐ غسل سے فارغ ہوئے تو حذیفہ نے بھی غسل کرنا چاہا تو رسول اکرمؐ نے کپڑا اپنے ہاتھ میں لے لیا اور حذیفہ کے پاس کھڑے ہو گئے تاکہ کوئی دیکھنے نہ پائے۔ حذیفہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں (یہ میری طرف سے جسارت ہے) آپ یہ کام نہ کریں۔ پیغمبر اسلام نے فرمایا کہ کسی نے کسی سے صحبت نہیں کی مگر یہ کہ خدا کے نزدیک محبوب ترین شخص وہ ہے جو دوسروں سے زیادہ محبت کرتا ہو۔

۸۹۔ پیغمبر اسلام کی بہترین ملاقات

ایک مرتبہ پیغمبر اسلامؐ اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے تو ایک صحرا نشین نے آکر رسول اللہ سے مدد چاہی۔ آنحضرتؐ نے اسے کچھ رقم دی اور پوچھا ٹھیک ہے۔ اس نے کہا۔ نہیں۔ آپ نے میرے ساتھ عدالت سے کام نہیں لیا۔ صحرا نشین کی اس گستاخانہ حرکت پر مسلمانوں کو غصہ آیا اور اسے سزا دینا چاہی۔ وہ اسے مارنے کے لئے بڑھے۔ آنحضرت نے انہیں روکنے کے لئے اشارہ کیا پھر آپ اٹھ کر اپنے گھر چلے گئے اور کچھ دوسری رقم لاکر صحرا نشین کو دی اور فرمایا ٹھیک ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ خداوند عالم تجھ کو اور آپ کے اعزہ و اقربا کو اجر و ثواب عطا کرے۔ آنحضرتؐ نے اس سے فرمایا۔ تو نے جو پہلے کہا تھا۔ اس سے میرے اصحاب کو اذیت ہوئی ہے اور ان کے دل رنجیدہ

ہوئے۔ اب وہی بات جو تو نے میرے لئے کہی ہے، میرے اصحاب کے لئے بھی کہہ تاکہ ان کے دل تجھ پر مہربان ہوں۔ صحرا نشین نے کہا بہت اچھا، یہ کام بھی کروں گا۔ وہ اصحاب کے پاس گیا اور رسول اللہ کی عطا سے اپنی خوشی کا اظہار کیا تو وہ بھی اس سے خوش ہو گئے۔

جب یہ خبر آنحضرتؐ کو معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا اس صحرا نشین کے ساتھ میری مثال ایسی ہی ہے جیسے کسی آدمی کا اونٹ بھاگ گیا ہو۔ لوگ اسے پکڑنے کے لئے اس کے پیچھے دوڑ رہے ہوں۔ لیکن وہ جتنا اسے پکڑنا چاہتے ہوں وہ اور زیادہ دور ہوتا جا رہا ہو لیکن اونٹ کا مالک کہہ رہا ہو کہ اے لوگو! تمہارا اس سے کوئی مطلب نہیں ہے۔ تم الگ ہو جاؤ۔ میں اپنے اونٹ کے لئے تم سے زیادہ مہربان اور دانا ہوں۔ پھر وہ آہستہ سے اونٹ کے پاس جائے اور اس کی پشت پر ہاتھ پھیر کر گرد و غبار صاف کرے اور اس پر سوار ہو کر اپنے گھر واپس آجائے اور اگر میں تمہیں، تمہاری حالت پر چھوڑ دیتا تو تم اس بادیہ نشین پر حملہ کرتے اور اسے قتل کر دیتے وہ جہنم میں چلا جاتا (یعنی یہ طریقہ درست نہیں ہے تمہیں لوگوں کی نجات کے لئے کوشش کرنا چاہئے ایسا کام نہیں کرنا چاہئے جس کے سبب وہ دنیا اور آخرت دونوں میں بدبخت اور سیاہ رو ہو جائیں)

۹۰۔ بیمار کی عیادت اور اس کی بد دعا

پیغمبر مہربان جو کہ اکثر و بیشتر مسلمانوں کی احوال پرسی کرتے رہتے

۱؎ سفینۃ البحار۔ جلد ۱ ص۱۴۹۔

Presented by www.zaraat.com

تھے۔ پیغمبرؐ نے ایک مرتبہ سنا کہ ایک شخص بیمار ہو گیا ہے۔ آپؐ اس کی عیادت کے لئے گئے اور اس کے بستر کے پاس بیٹھ گئے۔ بیمار نے کہا: نماز مغرب میں نے آپؐ کے ساتھ جماعت سے پڑھی تھی تو آپؐ نے سورۂ قارعہ (قرآن مجید کی سورۂ نمبر ۱۰۱ ہے) پڑھی (میں) بہت متاثر ہوا، میں نے عرض کیا، پروردگار، اگر میں تیرے نزدیک گناہگار ہوں اور تو مجھ پر عذاب نازل کرنا چاہتا ہے تو اسی دنیا میں مجھ پر عذاب نازل کر دے۔ اب آپؐ دیکھ رہے ہیں کہ میں بیماری میں مبتلا ہوں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا تم نے ٹھیک نہیں کیا۔ تمہیں یہ کہنا چاہئے تھا کہ (ربنا آتنا ..... عذاب النار) پروردگارا! ہمیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی دونوں جگہ اجر و ثواب عطا فرما، اور جہنم سے محفوظ رکھ۔[1] پھر پیغمبرؐ نے اس کے لئے دعا کی اور وہ صحت یاب ہو گیا۔[2]

۹۱۔ موازین اسلام کی رعایت

ایک عورت نے آ کر رسول اسلامؐ سے عرض کیا میں نے زنا کیا ہے مجھے پاک کر دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا اپنے گھر چلی جا۔ وہ عورت اپنے گھر چلی گئی اور پھر دوسرے روز آ کر عرض کیا میں نے زنا کیا ہے (حد جاری کر کے) مجھے پاک کر دیجئے۔ پیغمبرؐ نے فرمایا اپنے گھر جا۔ وہ عورت چلی گئی پھر تیسرے روز آ کر عرض کیا میں نے زنا کیا ہے مجھے پاک کر دیجئے۔ خدا کی قسم میں (زنا کے ذریعہ) حاملہ ہوئی ہوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا جب تک بچہ نہ پیدا ہو اپنے گھر جا کر بیٹھو وہ

[1] سورۂ بقرہ آیت نمبر ۲۰۱۔

[2] سفینۃ البحار ج ۱، ص [illegible]۔

پھر واپس چلی گئی اور ولادت کے بعد بچے کو گود میں لے کر پیغمبرؐ کے پاس آئی۔ پیغمبرؐ نے فرمایا جا بچے کو دودھ پلا۔ جب اس کے دودھ پینے کی مدت تمام ہو جائے اور وہ کھانا کھانے لگے تو آنا۔ وہ پھر واپس چلی گئی اور کچھ مدت بعد آ کر کہا میں نے اس بچے کو دودھ چھڑا دیا ہے اب یہ کھانا کھانے لگا ہے (بچے کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا تھا)۔

اس وقت (تین مرتبہ اقرار کے بعد) آنحضرتؐ نے ایک مسلمان کو گڑھا کھودنے کا حکم دیا، جب گڑھا تیار ہو گیا تو عورت کو گڑھے میں کھڑا کر دیا اور احکام اسلامی کے مطابق اسے سنگسار کیا۔ اسی دوران خالد بن ولید (ایک نادان مسلمان) نے ایک پتھر یا خرمے کی لکڑی کا ایک ٹکڑا اس عورت کو مارا۔ وہ اس عورت کے سر پر پڑا اور خون اچھل کر خالد تک آیا، خالد کو غصہ آ گیا اور عورت کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ جب یہ بات پیغمبرؐ کو معلوم ہوئی تو خالد سے فرمایا خاموش رہو، اسے برا نہ کہو، اس خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس عورت نے اس طرح توبہ کی ہے کہ اگر کوئی جوزی بھی اس طرح توبہ کرتا تو خدا اسے بھی بخش دیتا۔ پھر آپؐ نے اس کے جنازے کو اٹھانے کا حکم دیا۔ آپؐ نے خود اس کی نماز میت پڑھائی مسلمانوں نے اسے دفن کر دیا۔[1] اس طرح رسول اسلامؐ نے حد جاری کرنے میں بھی اصول اخلاق کی رعایت کا حکم دیا اور خالد کو بدگوئی سے منع کیا۔

[1] سفینۃ البحار ج ۱، ص [illegible]۔

Presented by www.ziaraat.com

۹۲۔ ابوطالب کا ایک مسلمان سے دفاع

صدرِ اسلام میں جو شخص مسلمان ہوتا وہ بڑے بڑے خطرات سے دوچار ہو جاتا تھا۔ عثمان بن مظعون نے بھی اسلام قبول کیا اور اس دین پر باقی رہا۔ یہاں تک کہ مشرکوں کو نصیحت کر کے دعوتِ اسلام دیتا تھا۔ ایک روز عثمان مشرکوں سے بات چیت کر رہا تھا اچانک بعض لوگوں نے جو پہلے سے بنائے ہوئے منصوبے کے مطابق، عثمان پر وار کر دیا اور ایک مشرک نے عثمان کی آنکھ پر ایسی ضرب لگائی کہ اس کی آنکھ باہر نکل آئی اور حلقۂ چشم کٹ گیا۔

جب جناب ابوطالب کو اطلاع ملی تو آپ نے اس شخص سے انتقام لینا چاہا، قریش نے ابوطالب کے پاس آکر قسم دی، اس شخص کو معاف کر دیں لیکن جناب ابوطالب نے بھی خود قسم کھائی کہ میں انتقام لئے بغیر چین نہ لوں گا[1] اس سے حضرت علیؑ کے پدر بزرگوار کی شجاعت اور جواں مردی کا صدرِ اسلام کے حساس ترین دور میں بھی پتہ چلتا ہے اور ان کی اسلام کے ساتھ وفاداری اور بلندی کا ایمان معلوم ہوتی ہے۔

۹۳۔ قرآن کا جواب لانے کی کوشش

ایک روز چار بڑے دہریے جو کہ خدا کے منکر تھے یعنی ابو شاکر دیصانی، ابن ابی العوجاء، عبد الملک بصری و ابن مقفع۔ مکہ میں خانۂ خدا کے

---

[1] شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج ۳ ص ۳۱۲۔

پاس جمع ہوئے اور ایک طویل گفتگو کے بعد ابن ابی العوجاء نے کی کہ ہم چار آدمی ہیں ہمیں یہ طے کر لینا چاہیئے کہ ہم میں سے ہر ایک، ایک چوتھائی قرآن پر نقص وارد کرے اور اس کام کے لئے اپنا پورا وقت صرف کر دے۔ یہ پیشنہاد سب نے قبول کر لی، اور اپنے اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔ آئندہ سال چاروں آدمی پھر خانۂ کعبہ کے پاس جمع ہوئے اور ہر ایک کے کام کے متعلق پوچھا۔ ابن ابی العوجاء نے کہا جب میں تم لوگوں سے جدا ہوا تو اس آیت (فلما استیأسوا منہ خلصوا نجیا[1]) کے بارے میں غور و فکر کی اور میں نے اس کی فصاحت و بلاغت میں تصرف کرنے یا اس کے جملوں کی جگہ کوئی بہترین جملہ رکھنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا اور اس آیت کے بارے میں غور و فکر کرنے کی وجہ سے میں دوسری آیات پر غور نہ کر سکا۔ عبد الملک نے کہا میں نے اس آیت کے بارے میں تفکر کیا (یا ایها الناس ... الطالب والمطلوب[2]) میں نے بہت کوشش کی مگر اس کی مثل ایک آیت بھی نہ بنا سکا۔

ابو شاکر نے کہا میں اس وقت سے اب تک اس آیت کی فکر میں

---

[1] ترجمہ "پس جب (یوسف کے) واپس کرنے جانے سے مایوس ہو گئے تو راز گو ایک طرف ہو گئے۔" (سورۂ یوسف آیت نمبر ۸۰)

[2] اے لوگو ایک ضرب المثل پر غور کرو۔ بے شک تم خدا کے علاوہ جن لوگوں کو پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے اگرچہ سب اس کے لئے کوشش کریں اور اگر مکھی ان کی کوئی چیز لے جائے تو وہ اس سے واپس نہیں لے سکتے۔ طالب و مطلوب دونوں ناتواں ہیں (سورۂ حج آیت ۷۳)

Presented by www.ziaraat.com

بحر (لو کان ... لفسدتا) [1] اس آیت کی شکل میں کوئی آیت نہ لا سکا۔

ابو مقفع نے کہا کہ دوستو! میں اس نتیجے تک پہنچا ہوں کہ قرآن کسی بشر کا کلام نہیں اور میں بھی اس وقت سے اب تک اس آیت کے بارے میں متفکر ہوں رہا ہوں ...... غیض الامر ......) [2] میں اس آیت کی فصاحت و بلاغت اور اس کے بلند پایہ معنی تک نہ پہنچ سکا اور اس کی نظیر مجھے نہ ملی۔ ہشام کہتا ہے کہ اسی وقت میں امام جعفر صادق علیہ السلام وہاں سے گذرے اور یہ آیت پڑھنے لگے۔ (قل لئن ... بعض ظہیرا) [3]۔

وہ چاروں آدمی ایک دوسرے کو دیکھنے لگے اور حیران ہو کر بولے کہ اگر اسلام کوئی حقیقت رکھتا ہے تو مسلمانوں کا موجودہ رہبر جعفر بن محمد کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا، لیکن ان کے وجود و فکر کی عظمت نے ہمیں تحت الشعاع قرار دے دیا ہے پھر اپنے عجز و ناتوانی کا اعتراف کرتے ہوئے چاروں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے [4]۔

---

[1] اگر زمین و آسمان میں خدا کے سوا کوئی دوسرا معبود ہوتا تو دونوں تباہ و برباد ہو جاتے (سورۂ انبیاء، آیت نمبر ۲۱)

[2] طوفان نوح کے موقع پر، زمین سے کہا گیا کہ اپنا پانی پی لے اور اے آسمان! تو بارش بند کر دے، پانی ختم ہو گیا اور کام تمام ہو گیا۔

[3] (اے محمد) کہہ دو کہ اگر جن و انس بھی اس قرآن جیسا کا جواب لانا چاہیں تو نہیں لا سکتے، اگرچہ وہ ایک دوسرے کی مدد بھی کریں۔ (سورۂ اسراء، آیت نمبر ۸۸)

[4] احتجاج طبرسی ج ۲ ص ۱۴۲۔

۹۴- ماموریت میں معاویہ کا نفاذ

حضرت علیؑ کی فوج کے سردار شہید مالک اشتر کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ملتی ہے کہ انہیں معاویہ کے مقرر کردہ ایک شخص نے جس کا نام نافع تھا، اس طرح زہر دیا کہ جب مالک اشتر کو حضرت علیؑ نے مصر کا گورنر بنا کر بھیجا اور یہ کوفے سے مصر کے لئے روانہ ہوئے تو نافع نے ایک فقیر بن کر مالک سے راستے میں ملاقات کی اور مالک کی خدمت گذاری کرنے میں مشغول ہو گیا، اس نے فضائل علیؑ کو بیان کر کر کے، خود کو پیروان علیؑ میں سے اس طرح ظاہر کیا کہ مالک کو اس کی باتوں پر یقین ہو گیا یہاں تک کہ جب شہر قلزم پہنچے تو مالک کو محسوس ہوئی، نافع نے موقع پاتے ہی پانی کو زہر آلود کر کے مالک کو پلا دیا، آہستہ آہستہ مالک کی حالت متغیر ہونے لگی، آخر کار شہید ہو گئے [1]۔

اس روایت سے بھی معاویہ کی خباثت کا پتہ چلتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ زمانے میں بھی منافقین اور شیطان کے پیرو کسی مامور نفوذی کے ذریعے لوگوں کو قتل کرنے میں استفادہ کرتے تھے۔

۹۵- عجیب جواب

کہا جاتا ہے مشرکین کے سرداروں میں سے ایک شخص ولید بن عقبہ نے

---

[1] بحار- طبع قدیم ج ۸ ص ۶۳۹ و ج ۱۰ ص ۱۵۵، مالک اشتر محمد رضا حکیمی ص ۱۰۱ (روایت میں معمولی فرق بھی پایا جاتا ہے، بعض لوگوں نے اس فقیر کا نام موسیٰ آل عمران لکھا ہے)

Presented by www.zaraat.com

جس کو گل سر سبز قریش کہا جاتا ہے، قرآن مجید پر تین اعتراض کیے اور کہا قرآن مجید میں "اقشعرت" (سورۂ زمر۔ ۲۳) "عجاب" (سورۂ مبارکہ ص۔ ۵) "کبارا" (سورۂ نوح۔ ۲۲) استعمال ہوا ہے، حالانکہ یہ کلمات فصیح و بلیغ نہیں ہیں۔ ایک روز ولید کچھ لوگوں کے ساتھ خدمت پیغمبر اسلامؐ میں آیا، پیغمبر اسلامؐ ظاہراً اس کے احترام کے لیے چند بار کھڑے ہوئے اور بیٹھے تو ولید کو بہت غصہ ہوا۔ اس نے فوراً کہا: "اقشعررت وانا من کبار القریش وان ھذا الشیء عجاب" مجھے تعجب ہے کہ آپ میرے ساتھ مذاق کر رہے ہیں حالانکہ میں بزرگان قریش میں سے ہوں۔ ۱؎

اس طرح اس نے ایک چھوٹی سی گفتگو میں تینوں کلمات کو، جن پہ اعتراض کرتا تھا، غیر ارادی طور پہ اپنی زبان پہ جاری کیے حالانکہ وہ عرب کے برجستہ خطباء میں سے تھا، لیکن اس نے اپنے اعتراضات کا جواب خود ہی ادا کر دیا۔

۹۶۔ فلسفۂ ہفت تکبیر

ہشام بن حکم کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ نماز کی ابتدا میں سات تکبیریں کیوں مستحب ہیں؟ اور رکوع میں سبحان ربی العظیم وبحمدہ، سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہ کہنے کا کیوں حکم دیا گیا ہے؟ امامؑ نے فرمایا کہ خدا نے سات آسمان پیدا کیے ہیں، اور زمین کے بھی سات طبق ہیں اور سات پردہ قرار دیئے ہیں۔ جب شب معراج

۱؎ مجموعۂ ورّام۔

رسول خدا آخرین نقطۂ کمال کو پہنچے تو ان کے سامنے سے ایک پردہ ہٹ گیا، آنحضرتؐ نے تکبیر کہی پھر دوسرا پردہ ہٹ گیا، حضرتؐ نے پھر تکبیر کہی اسی طرح ساتوں پردے ہٹ گئے اور حضرتؐ نے ہر پردے کے ہٹنے پر تکبیر کہی۔ جب ساتواں پردہ ہٹنے کے بعد عظمت و جلالت خدا کو دیکھا تو آپؐ لرز گئے اور جھک کر اپنے ہاتھوں کو گھٹنے پر رکھ کر کہا سبحان ربی العظیم وبحمدہ (پروردگار عالم پاک و منزہ ہے میں اس کی حمد و ثنا کرتا ہوں)، جب رکوع سے سیدھے کھڑے ہوئے تو پہلے سے زیادہ عظمت و جلالت خدا دیکھی، فوراً سجدے میں چلے گئے اور کہا سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہ (پروردگار اعلیٰ پاک و منزہ ہے اور میں اس کی حمد کرتا ہوں)، آپؐ نے جب سات مرتبہ یہ جملہ کہا تو جسم سے لرزہ دور ہو گیا۔ ۱؎

۹۷۔ خدا توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے

حضرت موسیٰؑ نے کوہ طور پہ اپنی مناجات میں عرض کیا یا الٰہ العالمین (اے کائنات کے مالک)، تو جواب آیا لبیک (یعنی ہم نے تمہاری دعا قبول کی)، پھر جناب موسیٰ نے عرض کیا یا الٰہ المطیعین (اے اطاعت کرنے والوں کے خدا)، تو جواب آیا لبیک۔ تیسری مرتبہ جناب موسیٰ نے عرض کیا یا الٰہ العاصین (اے گنہگاروں کے خدا)، تو تین مرتبہ آواز آئی لبیک لبیک لبیک۔ موسیٰ نے عرض کیا، پروردگارا! آخری بار تین مرتبہ لبیک کی آواز کیوں سنائی دی۔ تو خطاب ہوا کہ موسیٰ، عارفین اپنی معرفت پہ،

۱؎ علل الشرائع۔ ص ۲۳۲۔

Presented by www.ziaraat.com

نیک لوگ اپنے اعمالِ خیر پر اور مطیع اپنی اطاعت پر اعتماد رکھتے ہیں لیکن گناہگار میرے فضل کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں رکھتے اگر وہ میری بارگاہ سے ناامید ہو جائیں تو کس کی بارگاہ میں جا کر پناہ حاصل کریں گے۔

۹۸۔ دُعا کے لئے مقدس جگہ

محمود بن لبید کہتا ہے کہ رسولِ خدا کی رحلت کے بعد آپ کی بیٹی حضرت فاطمہ زہرا اکثر (مدینہ کے قریب) شہدائے احد کی قبروں کے پاس تشریف لے جاتی تھیں اور وہاں دعا و مناجات اور خدا سے راز و نیاز کی گفتگو کرتی تھیں اور یادِ پیغمبرِ اسلام میں گریہ کناں رہتی تھیں۔ ایک روز میں حضرت حمزہ کی زیارت کے لئے ان کی قبر کے پاس گیا تو دیکھا کہ حضرت فاطمہ زہرا بلند آواز سے رو رو کر مناجات کر رہی ہیں میں کھڑا دیکھتا رہا۔ جب آپ خاموش ہو گئیں تو عرض کیا اے سیدہ نساء العالمین آپ کے گریہ فرمانے سے میرا دل کانپ گیا۔ حضرت فاطمہ زہرا نے فرمایا اے ابا عمرو! گریہ کرنا میرے لئے سزاوار ہے کیونکہ اپنے شفیق اور بہترین باپ کی جدائی سے دوچار ہوئی ہوں میں کتنی زیادہ آنحضرتؐ کے دیدار کی مشتاق ہوں؟ پھر میں نے شہزادی سے کچھ سوالات کئے جن میں ایک سوال یہ تھا کہ رسولؐ نے اپنی رحلت سے قبل کسی شخص کو اپنا جانشین معین کیا تھا؟ تو آپ نے فرمایا مجھے تعجب ہے تم روزِ عید غدیر کو بھول گئے؟ میں نے عرض کیا نہیں، فراموش نہیں کیا ہے لیکن میں آپ سے اس موضوع پر کچھ سننا چاہتا ہوں، شہزادی نے فرمایا خدا گواہ ہے

لہ منتخب تراسیس الدمعہ ملا حبیب اللہ کاشانی ص ۲۹۳

کہ میرے بابا نے فرمایا۔ (علی خیر ...... صلب الحسین ائمۃ ....) علی بہترین شخص ہے جسے میں نے تمہارے درمیان اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے۔ وہ میرے بعد تمہارا امام ہے اور میرے دو بیٹے (حسن و حسین علیہم السلام) اور نو فرزندانِ حسین علیہم السلام، امام برحق ہوں گے۔ اگر تم نے ان کی پیروی کی تو راہِ حق پر گامزن رہو گے۔ اور اگر مخالفت کی تو روزِ قیامت تک تمہارے درمیان اختلاف رہے گا لہ

۹۹۔ جنت میں حضرت عباس علیہ السّلام کی منزلت

ایک روز امام زین العابدینؑ نے عبید اللہ (فرزند حضرت عباس قمر بنی ہاشم ابو الفضل) کو دیکھ کر رونا شروع کر دیا اور فرمایا پیغمبرِ اسلامؐ پر سب سے زیادہ مصیبت والا دن وہ دن تھا جب جنگ احد میں آنحضرتؐ کے چچا جناب حمزہ شہید ہوئے اور اس کے بعد مصیبتِ عظمیٰ کا وہ دن تھا جب جنگ موتہ میں آنحضرتؐ کے چچا زاد بھائی جناب جعفر طیار شہید ہوئے پھر فرمایا روزِ عاشورہ کے مثل کوئی دن نہیں ہے۔ تیس ہزار آدمی جو دعویدارِ اسلام تھے انہوں نے امام حسین علیہ السلام کو گھیر لیا، آپ کا خون بہا کر قربتِ خدا حاصل کرنا چاہی۔ اس وقت فرمایا کہ میرے چچا عباس پر خدا رحمت نازل کرے انہوں نے جہادِ اکبر کیا اور اپنے بھائی کے ساتھ جنگ کی یہاں تک کہ آپ کے دونوں ہاتھ بھی کاٹ دیئے گئے۔ خدا نے دونوں بازوؤں کے عوض جنت میں انہیں دو پر عطا کئے ہیں اور وہ جنت میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کرتے ہیں۔

لہ ترجمہ بیت الاحزان ۔ ص ۲۱۵

Presented by www.ziaraat.com

جیسا کہ جناب جعفر طیار بن ابی طالب کو بھی دو پر عطا کیے گئے ہیں لیکن میرے چچا عباس علیہ السلام کا نزد خدا وہ مقام ہے جسے دیکھ کر روز محشر تمام شہدا رشک کریں گے۔ ؎

۱۰۰۔ علیؑ کے ہاتھوں زراعت میں وسعت

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے دیکھا کہ امیر المومنین علیؑ اپنے مرکب پر سوار ہیں اور تخم خرما اس پر بار کیے ہوئے ہیں۔ صحرا کی طرف چلے جا رہے ہیں۔ اس نے قریب آکر پوچھا یہ کیا ہے؟ جواب حضرت علیؑ نے فرمایا "اگر خدا نے چاہا تو ایک لاکھ درخت خرما ہیں۔" پھر آپ انہیں صحرا لے گئے اور کافی زحمت و کوشش کے ساتھ انہیں بو دیا۔ پھر ان کی دیکھ بھال کرتے رہے۔ آہستہ آہستہ وہ اگنے لگے اور ایک بڑا باغ تیار ہو گیا جس میں ایک لاکھ خرمے کے درخت تھے۔

MOWLANA ... SEVJANI
... GUJARAT, INDIA
PHONE: ...
...

؎ بہار حدیث ج ۱، ص ۳۲ بحوالہ منتخب المقال ج ۲ ص ۱۵۱

فہرست کتب

نمبر	کتاب	قیمت
۱	قرآن مجید مترجم رنگین جلی حروف	220/-
۲	قرآن مجید مترجم مترجم سادہ	160/-
۳	نہج البلاغہ اردو ہندی	150/-
۴	تحفۃ العوام کلاں 100/- خورد	50/-
۵	وظائف الابرار 65/- - 55/- -	45/-
۶	مفاتیح الجنان اردو 45/- -	120/-
۷	چودہ ستارہ	110/-
۸	تاریخ ائمہ	120/-
۹	خطبات کبیرہ مکمل	500/-
۱۰	سیرت امیر المومنینؑ دو جلدیں	220/
۱۱	الفرقۃ الناجیہ	100/-
۱۲	الدمعۃ الساکبہ اردو	180/-
۱۳	حیات القلوب ۳ جلدیں	550/-
۱۴	ہدیۃ الشیعہ اردو	130/-
۱۵	تفسیر نمونہ فی جلد	150/-
۱۶	معالی السبطین دو جلدیں	250/-
۱۷	ارجح المطالب اردو	200/-
۱۸	نور ایمان اردو	100/-
۱۹	نعیم الابرار جلد اول	85/-
۲۰	نعیم الابرار جلد دوم	85/-
۲۱	نعیم الابرار جلد سوم	90/-
۲۲	نعیم الابرار جلد چہارم	90/-
۲۳	نعیم الابرار جلد پنجم	زیر طبع
۲۴	شہادت صادقین مجلس	30/-

۲۵۔ سفینۂ نجات قصائد
۲۶۔ ریشمی دعائی کلینڈر رنگین
۲۷۔ هدی العالمین علیؑ اردو
۲۸۔ سب سے اچھا کس کا دین
۲۹۔ نایاب دعائیں
۳۰۔ جامع الاخبار اردو
۳۱۔ کہانی جناب زینبؑ
۳۲۔ کہانی سیدہ 2/- نور صادقؑ
۳۳۔ تحفۃ العوام ہندی
۳۴۔ تہذیب الاسلام اردو
۳۵۔ ترجمہ قرآن مجید مقبول احمد صاحب مرحوم
۳۶۔ سو تاریخی کہانیاں اردو
۳۷۔ ہندی
۳۸۔ انگور کھٹے ہیں عبدالکریم مشتاق (ایڈیشن)
۳۹۔ آثار قرآن
۴۰۔ مذہب شیعہ کے حق پر ہونے کے دلائل
۴۱۔ محمد و آل محمدؑ کی معرفت روایت کے ساتھ
۴۲۔ نماز اردو مکمل
۴۳۔ اسلامی اخلاق و ادب کی باتیں
۴۴۔ کربلا شناسی
۴۵۔ عرفان امامت۔ حالات امام زمانہؑ
۴۶۔ بہار الانوار اب تک دس جلدوں سے مختلف ہے

اس کے علاوہ مرثیہ، نوحہ جات و مجالس و تاریخی کتب موجود ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

Presented by www.ziaraat.com